میرا آشیانہ

از ام ہانیہ

سورج کی کرنیں کھلی کھڑکی سے چھن چھن کر اندر آتیں باہر پھیل چکے اجالے کی نوعید سنا رہی تھیں۔۔۔

ایسے میں وہ بیڈ کراون سے ٹیک لگائے ڈھیلے سے انداز میں بیٹھی تھی۔۔۔

چہرے پر ویرانی تھی اور آنکھوں میں اداسی۔۔۔ سفید سوٹ میں ملبوس آنچل سینے پر پھیلائے بالوں کی ڈھیلی سی پونی دائیں کندھے پر گرائے وہ اس وقت کسی مصور کا شاہکار ہی معلوم ہو رہی تھی۔۔۔

اسنے ایک نظر اپنے ارد گرد کمرے پر ڈورائی۔۔۔ہر چیز اعلی سے اعلی تر تھی۔۔۔

ایرانی کارپٹ۔۔۔بہتریں فرنیچر حتی کے کھڑکی کے سامنے لگے بلائنڈز تک۔۔۔

سب پرفیکٹ تھا۔۔۔

کسی خواب کی مانند۔۔۔پوری کمرے پر گردش کرتی اسکی نگاہ آکر اسکی گود میں

ڈھرے ہاتھوں پر رکی۔۔۔

اسنے اپنے ہاتھوں کی لکیروں کو دیکھا۔۔۔

ایک ہوک سی دل سے نکلی۔۔۔ایسی ہوتی ہے شادی۔۔۔

یوں دکھتی ہے دوسرے دن کی دلہن۔۔۔اسکی بے ساختہ نگاہ سامنے لگے آئینے پر

پڑی جہاں اسکا سوگوار حسن کسی آرائش کے بنا بھی دمک دہا تھا۔۔۔

اسنے سرعت سے بھرائی نگاہیں جھکا لیں۔۔۔

اس دن کے حوالے سے اسنے ہر لڑکی کی طرح کتنے خواب سجائے تھے۔۔۔لیکن

پہلے دن کی دلہن کا ایسا استقبال۔۔۔۔دل بھر ارہا تھا۔۔۔

شاید حقیقت تخیل سے الگ تھی۔۔۔مگر اتنی الگ۔۔۔یا شاید اس کی شادی

نارمل شادی ہی نا تھی۔۔۔۔

اسے اندر سے ایک گہری چپ لگ گئ تھی۔۔۔۔

دفعتاً واش روم کا دروازہ کھلا اور اندر سے سفید کاٹن کے کڑکڑاتے سوٹ میں ملبوس اسکا شوہر باہر نکلا۔۔۔

ارے تم ابھی تک یہیں ہو۔۔۔ناشتہ بنانے نہیں گی۔۔۔وہ شخص بالوں میں تولیہ چلاتا اسے ہنوز وہیں دیکھ حیرت زدہ سا مستفسر ہوا۔۔۔

عروب نے چونک کر اسے دیکھا۔۔۔

گندمی رنگت۔۔۔ماتھے پر بکھرے نم بال۔۔۔ مضبوط ڈیل ڈول۔۔۔ماتھے پر موجود ہلکی شکنیں اور آنکھوں میں موجود ایک سرد تاثر۔۔۔

عروب نے بے ساختہ تھوک نگلا۔۔۔نا جانے یہ شخص ہمہ وقت انگارے کیوں چبائے رکھتا تھا۔۔۔یہ اسکا نارمل انداز تھا۔۔۔غصے میں ہوتا تو نا جانے کیا کرتا۔۔۔ لیکن کم از کم دوسرے دن کی دلہن سے لہجہ تو نرم رکھا جا سکتا تھا نا۔۔۔۔

ایسے کیا دیکھ رہی ہو بھئ۔۔۔بچے ہیں میرے۔۔۔اور ابھی تک بھوکے ہونگے۔۔۔میں تو تمہارے بھروسے بیٹھا رہ گیا کے تم انہیں ابھی تک ناشتہ کروا چکی ہو گئ۔۔۔اسکے ماتھے کی شکنیں کچھ مزید بڑھیں۔۔۔

عروب کے لئے حیرت زدہ حیرت تھی وہ ہونق بنی دیکھتی رہی۔۔۔

کیا ہوا۔۔۔ تمہارے باپ نے نہیں بتایا تھا اس بارے میں۔۔۔ وہ اس کی حالت دیکھ آئینے کی جانب پلٹتا بال بنانے لگا۔۔۔

دیکھو لڑکی اگر تمہاری شادی تم سے دوگنی عمر کے مرد سے ہوئی ہے تو اس میں میرا کوئی قصور نہیں۔۔۔ یہ تمہارے باپ کی خواہش تھی۔۔۔ میں قطعاً اس شادی کے حق میں میں نا تھا۔۔۔

اسنے بال بنا کر ہیئر برش ڈریسنگ پر رکھا اور کف لنکس بند کرتے آئینے سے اسکا عکس دیکھا۔۔

لیکن اب چونکہ تم اس گھر میں میری بیوی کی حیثیت سے موجود ہو تو بہتر ہے کے روز اول سے ہی اپنی ذمہ داریاں اٹھانے لگو۔۔۔

یہ گھر اور میرے بچے اب تمہاری ذمہ داری ہے۔۔۔ اور بچوں کے بارے میں میں کسی قام کی کوتاہی برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔ میرے بچے وہ طوطے ہیں جن میں سلطان کی جان بستی ہے تو بچوں کے معاملے میں اختیاط سے کام لینا۔۔۔ وہ خود

پرپرفیوم کا چھڑکاو کرتا آئینے سے نظر آتے اسکے ساکت وجود کو دیکھتا سرد لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

عورت کے فضول قسم کے نخرے دیکھنے۔۔۔۔چونچلے اٹھانے اور بالخصوص عورت کو ڈھیل دینے کے حق میں میں بالکل نہیں ہوں۔۔۔۔

ایک منٹ میں باہر آواور آکر ناشتہ بناو۔۔۔

اس رشتے کی حقیقت سے تم باخوبی آگاہ ہو۔۔۔تمہارا باپ مجھے مجبور نا کرتا تو تم آج کسی صورت یہاں میری بیوی کی حیثیت سے موجود نا ہوتی۔۔۔

وہ شخص قطرہ قطرہ اسکی رگوں میں زہر انڈیل کر پرفیوم کی شیشی واپس ڈریسنگ پر رکھتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے نکل گیا۔۔۔

جبکہ عروب کی حالت یوں تھی کے کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔۔۔

وہ شخص بے حد سفاک بھی تھا یہ عروب نے اب جانا تھا۔۔۔

کم صورت سے کم صورت لڑکی بھی اس روز تو شوہر کی توجہ حاصل کر ہی لیتی ہے۔۔۔وہ تو پھر ہزاروں میں ایک تھی۔۔۔

وہ باپ کی لاڈلی قسمت کی اس ستم ظریفی پر بونچکارہ گئ تھی۔۔۔

اسکے باپ نے کیا سوچ کر اسکے لئے یہ فیصلہ لیا بھلا۔۔۔

کہاں وہ سفاک اور بے مہر شخص کہاں وہ نازک کلی۔۔۔ کہاں کب تک اور کیسے وہ بھلا اس شخص کی ہمراہی میں چل سکتی تھی اس پر تو ابھی سے تھکن سوار ہونے لگی تھی۔۔۔

اسنے بے طرح نم آنکھوں کو مسلا اور آہستگی سے بیڈ سے اتر آئی۔۔۔

اسنے ایک اداس نگاہ ارد گرد کمرے میں ڈالی۔۔۔ اونچے محلوں میں رہنے والے رئیس زادوں کے دلوں میں دل نہیں ہوتا پتھر ہوتا ہے اسنے اب جانا تھا۔۔۔ اونچے محلوں کی اصلیت بہت سفاک تھی۔۔۔ وہ من من بھاری ہوتے قدم اٹھاتی کمرے سے نکلی۔۔

*****

اسنے آئینے سے نظر آتے اپنے عکس کو جھلملاتی نگاہوں سے دیکھا۔۔ سرخ رنگ کے عروسی جوڑے میں ملبوس اسکا ملکوتی حسن مزید تراش خراش کے بعد چاندنیاں بکھیر رہا تھا۔۔۔ اسکے نازک سراپے کو دیکھ کسی کانچ کی گڑیا کا گمان ہوتا تھا۔۔۔

وہ تھی ہی گڑیا۔۔۔ جیتی جاگتی گڑیا۔۔۔ حسن کا شاہکار۔۔۔دمکتی رنگت پر سبز کانچ کی آنکھیں اور بھورے ریشم سے بال۔۔۔ جسکا اس وقت خوبصورتی سے ہیئر سٹائل بنایا گیا تھا۔۔۔

نازک سی جیولری میں وہ چہرا اس وقت سوگوار تھا۔۔۔۔

بھاری بھر کم عروسی جوڑے میں اسے اس وقت اپنا آپ بے جان ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

باہر بینڈ باجوں کی کانوں کو پھاڑتی آواز بارات کے پہنچ جانے کی گواہی دے رہی تھی۔۔۔اسے اپنی حالت عجیب ہوتی محسوس ہوئی۔۔۔

وہ گیلی سانس اندر کھینچتی اپنے بے جان ہوتے وجود کو گھسیٹتی صوفے پر آ کر ڈھے گی۔۔۔

ہاتھ پاوں سرد پر رہے تھے۔۔۔

دفعتاًماں برائیڈل روم کادروازہ وا کرتی بعجلت اندر داخل ہوئی۔۔۔اسنے ماں کو دیکھ ان سے چہرا موڑا۔۔۔

یہ اسکی شدید ناراضگی کی علامت تھی۔۔۔

ماں تڑپ تڑپ گئی۔۔۔

ماہیر میری جان۔۔۔انہوں نے اسکے پاس بیٹھتے محبت سے اسکا چہرا اپنی جانب موڑا وہ شدت ضبط سے خون چھلکا رہا تھا۔۔۔

اچھا نہیں کیا آپ نے میرے ساتھ ماں۔۔۔باوجود ضبط کے ایک آنسو اسکی آنکھ سے ٹپکا۔۔۔

نا میری جان۔۔۔ایسے نہیں کہتے۔۔۔ماں نے محبت سے اسے خود میں سمیٹا۔۔۔

وہ انکے سینے میں چہرا چھپائے رو دی۔۔۔

ماں میری پڑھائی۔۔۔میرے خواب۔۔۔میرا کیریئر۔۔۔آپ نے کچھ بھی تو نا سوچا۔۔۔کچھ بھی نہیں۔۔۔وہ ماں کی آغوش میں سمٹی سسکیاں لیتے گویا ہوئی۔۔۔نہیں میری جان۔۔۔ایسی کوئی بات نہیں۔۔۔احمر بہت اچھا لڑکا ہے۔۔۔

اسے تمہاری شادی کے بعد تعلیم جاری رکھنے پر کوئی اعتراض نہیں۔۔۔تم شادی کے بعد بھی اپنے سبھی خواب پورے کر سکتی ہو۔۔۔ماں نے محبت سے اسکا سر سہلایا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں نکاح کا فریضہ سرانجام دے کر اسے باہر لا کر احمر کے پہلو میں بیٹھایا گیا۔۔۔

****

آج وہ فتحیاب ٹھہرا تھا۔۔۔وہ اپنی قسمت پر نازاں تھا۔۔۔اسنے جسے چاہا پالیا۔۔۔

پہلو میں موجود اسکے نام پر پور پور سجا چاندنیاں بکھیرتا نازک وجود اسکے اندر سرخوشی و سرمستی بھرتا جارہا تھا۔۔۔

بھلا دنیا میں اس سے بھی خوش قسمت کوئی ہو سکتا تھا۔۔۔

ہال میں موجود لوگ طرح طرح کی باتیں کر رہے تھے۔۔۔

ہر کسی کی زبان پر دلہن کے لئے تعریفیں تھی۔۔۔

احمر کے لئے بھی کہی جانے والی کئی باتیں اسکے کان میں پڑیں۔۔۔لیکن اسے کسی چیز سے فرق نہیں پڑتا تھا۔۔۔

وہ عام شکل وصورت کا حامل ایک معمولی انسان تھا جسے حور سے نواز دیا گیا تھا۔۔۔

لوگ بارہاماہیر کی تعریف کرتے کہہ چکے تھے کے دلہن بہت خوبصورت ہے جبکہ وہ نہیں۔۔۔

وہ ماہیر کے بارے میں کہے جانے والے الفاظ بھی کسی اعزاز کی طرح وصول کر رہا تھا۔۔۔

اسے فرق نہیں پڑتا تھا کے لوگ انکا موازنہ کر رہے ہیں۔۔۔ یا ماہیر اس وقت مرکز نگاہ ہے۔۔۔

وہ حسن اور کابلیت دونوں میں اس سے بہت آگے تھی۔۔ اپنی معمولی شکل اور ذہانت سے بھی وہ باخوبی آگاہ تھا۔۔۔

اسکے پہلو میں براجمان وجود واقعی ایک کانچ کی گڑیا تھی جسے سینچ سینچ کر رکھنے کی ضرورت تھی۔۔۔ جسکے لئے وہ دل و جان سے تیار تھا۔۔۔

یہ کانچ کی گڑیا اسے اسکی کسی نیکی کے صلے کے طور پر عطا کی گئ تھی اور اسکا بس چلتا تو وہ شاید اسکی پرستیش ہی شروع کر دیتا۔۔۔

وہ اس نازک گڑیا کی ہمراہی میں خود کو ہواوں میں اڑتا محسوس کر رہا تھا۔۔۔۔

******

عروب مرے مرے قدم اٹھاتی سیاہ ماربل لگی گول سیڑھیوں کے زینے اترتی نیچے آرہی تھی۔۔ چھت کے دونوں اطراف سے سیڑھیاں نیچے لاونج کے وسط میں اترتی تھیں۔۔۔

وہ سلور کلر کی ریلنگ کے سہارے نیچے اترتی چلی آئی۔۔۔لاونج کی ہی ایک سائیڈ پر اوپن کچن تھا اور اسکے ساتھ ہی ڈائینینگ ایریا۔۔۔

اسکی بھٹکتی ہوئی نگاہ ڈائینینگ ایریا تک گئی تو ٹھٹھک کر رکی جہاں سلطان اپنے آٹھ سالہ بیٹے اور پانچ سالہ بیٹی کو ناشتہ کروا رہا تھا۔۔۔

تو یعنی کے وہ اس اے توقع نا رکھتا تھا کے وہ ان کے لئے ناشتہ بنائے گی۔۔۔یا شاید وہ مزید اپنے بچے بھوکے نہیں رکھ سکتا تھا۔۔۔

عروب کے اندر کئی شکووں نے جنم لیا۔۔۔وہ جیسے خود سے ہی خفا تھی۔۔۔اس ظالم شخص نے اس سے خفا ہونے کا حق بھی تو نا دیا تھا۔۔۔

ابل ابل باہر آتے غم و غصے کو اسنے شدت سے اندر دابا اور قدم گھسیٹتی خود ہی ڈھیٹوں کی طرح انکے قریب پہنچی۔۔۔کیونکہ سلطان تو اسے دیکھ کر بھی ان دیکھا کر چکا تھا۔۔۔

ناشتہ کرنے کی دعوت دینا تو دور کی بات اسنے تو مسکرا کر اسکی جانب دیکھا تک نا تھا کے یہ اسکا اس گھر میں پہلا دن تھا۔۔۔وہ کچھ اپنائیت کی حقدار تو تھی نا۔۔۔

دل اپنی اس قدر ناقدری پر اشک کنان تھا۔۔۔

Who is she papa????.

اسکے بیٹے نے ناشتے سے سر اٹھا کر چہرے پر نافہم تاثرات سجاتے اسے دیکھا۔۔۔

وہ ہنوز خفا خفا سی سر جھکائے کھڑی تھی۔۔۔ناسلطان نے اسے بیٹھنے کا بولا نا ہی وہ بیٹھی۔۔۔

سلطان نے ایک گہری سانس خارج کی اور پیچھے کو ہو بیٹھا۔۔۔

تمہاری ماں۔۔۔

کیاااا۔۔۔وہ چیخ اٹھا تھا جبکہ اسکی بیٹی بھی ناشتے سے ہاتھ روکے انہیں دیکھ رہی تھی۔۔۔

پر یہ میری ماما نہیں ہیں پاپا۔۔۔اس بچے نے ناک چڑھاتے غصے سے کہا۔۔۔وہ غصیلی نگاہوں سے عروب کو تک رہا تھا۔۔۔

چلو جی۔۔۔ باپ کم تھا کیا جو بیٹا باپ سے بھی دو ہاتھ آگے ہے۔۔ مجھے بھی کوئی ضرورت نہیں اسقدر بد تمیز بچوں کی ماں بننے کی۔۔۔

وہ سر جھٹکتی اندر ہی اندر کڑھ کر رہ گئی۔۔۔۔

بیٹھ جاو۔۔۔ تمہیں کیا کسی نے سزا دی ہے۔۔۔

سلطان اسے ہنوز کھڑا دیکھ سرد لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

وہ ایک شکوہ کناں نگاہ اس پر ڈالتی خاموشی سے بیٹھ گئی۔۔۔

ہادی اسے خاموش نگاہوں سے گھورتا دوبارہ ناشتے میں مگن ہو گیا۔۔۔

جبکہ عروب کو یونہی گم صم سا بیٹھا دیکھ سلطان نے بریڈ پر بٹر لگایا اور پلیٹ اسکی جانب کھسکانے کے ساتھ جوس کا گلاس بھی اسکے پاس رکھا۔۔۔

عروب نے اس عنایت پر ایک حیرت زدہ نگاہ اس پر ڈالی جواب مکمل طور پر بیٹی کی جانب متوجہ تھا۔۔۔۔

ناشتہ ٹھیک سے کریں فیبحہ۔۔۔ اور پلیٹ بالکل صاف کریں۔۔۔ جوس بھی مکمل ختم کرنا ہے۔۔۔

عروب نے ہر چیز کو سائیڈ پر رکھتے ناشتہ کرنا شروع کیا۔۔۔پے در پے جھٹکوں سے جان ویسے ہی ادھ موئی ہوئی پڑی تھی۔۔۔اوپر سے اس ظالم شخص کو اسکی جتنی پرواہ تھی دکھائی دے ہی رہا تھا۔۔۔فائدہ موڈ بنانے کا جب سامنے والے کو پرواہ ہی نہیں۔۔۔۔اسنے سیر ہو کر ناشتہ کیا۔۔۔۔ہادی اور فبیحہ کی سکول وین آئی تو وہ ناشتہ کرتے باپ کو الوداع کہہ کر سکول چلے گئے۔۔۔

دیکھو لڑکی۔۔۔وہ اسکی غائب دماغی نوٹ کرتا گویا ہوا۔۔۔

عروب۔۔۔میرا نام عروب ہے۔۔۔یہ لڑکی کیا ہوتا ہے۔۔۔

اسے سلطان کا طرز تخاطب کسی تیر کی مانند لگا تھا۔۔۔وہ خاموشی سے لب بھینچے اسے دیکھتا رہا۔۔۔

سامنے والے کی روبدرانہ شخصیت کا خاصا تھا کے عروب جلد ہی نظریں جھکا گئ۔۔۔

یہ وہ شخص تھا جس سے اسکا باپ بھی بہت احترام سے بات کرتا تھا۔۔۔تو وہ کیسے اس سے بحث کر سکتی تھی۔۔۔۔

تمہارے باپ نے اس شادی۔۔۔۔۔۔

مر چکا ہے میرا باپ۔۔۔۔اس سے پہلے کے وہ مزید کچھ کہتا وہ پھٹ پڑی تھی۔۔۔۔وہ نازو پلی بھلا کہاں عادی تھی اس لہجے کی۔۔۔

اس لئے خدارا۔۔۔۔بخش دیں انہیں۔۔۔وہ لفظ چباتی غصہ ضبط کرتی گویا ہوئی۔۔۔

مجبوری تھی میرے باپ کی۔۔۔۔

مجبوری تھییییی۔۔۔اور اسی مجبوری کے تحت تم اس وقت یہاں موجود ہو۔۔۔یہ بات بہت اچھے سے جانتا ہوں میں۔۔۔کہاں برداشت ہوا تھا اس سے اس چھٹانک بھر کی لڑکی کا اتنا تیز لہجہ۔۔۔تبھی میز پر ہاتھ مارتا شعلے اگلتی نگاہوں سے اسے تکتا وہ غرایا۔۔۔

عروب کی تو سٹی ہی گم ہو گئی تھی۔۔۔

ایک بات سمجھا رہا ہوں اسے پلو سے باندھ لینا۔۔۔

زبان دراز عورت اور بے وجہ بحث کرنے والی عورت انتہائی زہر لگتی ہے مجھے۔۔۔لحاظہ آئندہ مجھ سے بات کرتے ہوئے آواز اور آنکھیں دونوں نیچی رکھنا۔۔۔ورنہ تم ابھی سلطان کو جانتی نہیں۔۔۔

سرد وسپاٹ لہجہ۔۔۔اسکی ریڈھ کی ہڈی تک سنسنا گیا۔۔۔وہ جہاں کی تہاں بیٹھی رہ گئی۔۔۔ایسا ناروا سلوک۔۔۔کیا وہ زر خرید تھی بھلا۔۔۔

زبان تو تالو سے چپک گئی تھی۔۔۔دل چاہا پھوٹ پھوٹ کر رو دے۔۔۔

میرے مرے ہوئے باپ کو بار بار بیچ میں مت گھسیٹیں۔۔۔مانا کے وہ آپکے ور کر تھے۔۔۔لیکن میرے لئے میری کل کائنات تھے۔۔۔میں انکا ذکر ان الفاظ میں نہیں سن سکتی۔۔۔

وہ اس شخص سے جیت نہیں سکتی تھی۔۔۔نا مقابلہ کر سکتی تھی اور نا ہی لڑ سکتی تھی۔۔۔بہت جلدی یہ ساری باتیں اسکے دماغ میں بیٹھ گئیں تھیں۔۔۔اسی لئے سر جھکائے گلو گیر لہجے میں التجائیہ گویا ہوئی۔۔۔

شاید یہ اس شکست خوردہ لہجے کا ہی اثر تھا کے سلطان کا غصہ ماند پڑا تھا۔۔۔

وہ کچھ دیر اسکے جھکے سر کو دیکھتا رہا پھر اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

ناشتہ میں نے بچوں کے لئے باہر سے منگوالیا تھا۔۔۔لیکن وہ باہر کا کھانا کھا کر بیمار پڑ جاتے ہیں۔۔۔اس لئے انکے سکول سے آنے سے پہلے کچھ بنا لینا۔۔۔اپنے

مخصوص سرد انداز میں کہہ کر وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل گیا۔۔۔ پیچھے وہ ٹیبل پر ہاتھ مارتی جھنجھلا کر رہ گئی۔۔۔

ظالم انسان۔۔۔۔بیوی نا ہوئی میڈ ہی ہو گئی۔۔۔

یہ کر لینا۔۔۔وہ کر لینا۔۔۔

اور بچےےےےے۔۔۔اتنے بدتمیز۔۔۔۔۔توبہ۔۔۔۔

کہاں پھس گئی۔۔۔ مصیبت۔۔۔۔وہ سر تھام کر رہ گئی۔۔۔ غم و غصے کے ساتھ جھنجھلاہٹ حد سے سوا تھی۔۔۔

یہاں ایک دن نہیں کٹ رہا تھا۔۔۔پتہ نہیں پوری زندگی اس مشکل انسان کے ساتھ کیسے کٹتی۔۔۔

اسکی آنکھ کھلی تو پہلی نظر ہی پھولوں سے خوبصورتی سے بنی مسہری سے ٹکرائی۔۔۔ مسہری سے نظر ٹکراتے ہی حواس جھنجھنا کر بیدار ہوئے۔۔۔وہ جھٹکے سے سیدھی ہو بیٹھی۔۔۔

بھوری ریشم سی آبشار کمر پر پھسلتی چلی گئ۔۔۔اسنے پلکیں جھپکتے ایک نظر اپنے پہلو میں ڈالی جہاں احمر دنیا و مافیہا سے بے خبر سو رہا تھا۔۔۔

وہ تھک کر بیڈ کراون سے ٹیک لگا گئ۔۔۔اسنے انگلیوں کی پوروں سے اپنا ماتھا مسلہ تو نظر بازو میں پہنے نفیس سے بریسلیٹ سے ٹکرائی۔۔۔

ساتھ ہی رات کے کئ مناظر آنکھوں کے سامنے گھوم گے۔۔۔

احمر کی پر شوق نگاہیں۔۔۔اسے رونمائی میں بریسلیٹ پہنانا۔۔۔اور وہ نا جانے رات اسے اپنی محبت کی کون کونسی داستانیں سناتا رہا تھا۔۔اسکی جذبے لٹاتی آنکھیں اور باتیں۔۔۔

وہ کچھ بھی تو نا سمجھ پائی تھی۔۔۔اسکے تو حواس مختل ہو رہے تھے۔۔۔اتنی جلدی اس کے لئے اس نئ تبدیلی کو قبول کرنا مشکل تھا۔۔۔۔بے حد مشکل۔۔۔

ابھی تو دماغ میں ہمہ وقت محض کورس کی کتابیں ہی گھومتیں۔۔۔کونسا ٹاپک تیار ہے کونسا تیار کرنا باقی ہے۔۔۔کس سبجیکٹ کے ٹاپکس کور کرنا باقی ہیں۔۔اسکے اگیزائمز اور بس۔۔۔

وقت ہی کتنا رہتا تھا آخر اسکے امتحانات میں محض ایک ماہ۔۔۔

ایسے میں پڑھائی کی شیدہ لڑکی کے دماغ میں محض اسکی کتابیں ہی گھوم رہی تھیں۔۔۔

پتہ نہیں وہ کیسے یہ سب مینج کر پاتی۔۔۔شوہر اچھا تھا مگر سسرال تو روائتی ہی تھا نا۔۔۔

امی آپ نے بالکل اچھا نہیں کیا میرے ساتھ۔۔۔گلاب کی پنکھریوں سے لبوں سے شکوہ برآمد ہوا

دفعتاً دروازہ ناک ہوا تو وہ اچھل کر سیدھی ہوئی۔۔۔

کیا مصیبت ہے۔۔۔ایک نظر اپنے سراپے پر ڈالی اور دوسری جھنجھلائی نگاہ پاس سوئے احمر پر۔۔۔

خود ہی دیکھتے رہیں یہ سب۔۔۔دوسری دستک پر اسنے جھنجھلاتے ہوئے بیڈ سے اتر کر جوتا اڑسا اور دروازے پر ہوتی دستک کو نظر انداز کرتی واش روم میں گھس گئی۔۔۔

واش روم کا دروازہ اتنی زور سے بند کیا کے بے خبر سوئے احمر کی نیند دروازہ کھٹکنے سے تو نا کھلی مگر وہ دروازہ بند ہونے کی آواز پر ہڑ بڑا کر اٹھ بیٹھا۔۔۔

دوبارہ دروازہ کھٹکا تو وہ گہری سانس خارج کرتا دروازہ وا کرنے چل دیا۔۔

اسکی شہزادی کی ہر ادا ہی دلربا تھی۔۔۔

******

سلطان کے چلے جانے کے بعد بھی وہ کافی دیر سر تھامے وہیں ڈائیننگ ٹیبل پر بیٹھی رہی۔۔۔وہ خود کو عجیب دوراہے پر کھڑا پا رہی تھی۔۔۔بابا یہ ہے آپکا انتخاب جہاں آپ میری ذمہ داری سونپ کر خود بے فکری سے منوں مٹی تلے جا سوئے۔۔۔

اسنے نم ہوتی آنکھوں کو چھلکنے سے پہلے ہی مسلہ۔۔۔دھند کے مرغولوں تلے ایک اور منظر ابھرنے لگا تھا۔۔۔

بابا ہسپتال کے پرائیویٹ کمرے میں پیشنٹ بیڈ پر نیم جان سے لیٹے تھے۔۔۔ہاتھ پر بنولے کی مدد سے ڈرپ لگی تھی۔۔۔۔سارا کمرا ہی سفید تھا۔۔۔

وہ بابا کا ہاتھ تھامے اس سے سر ٹکائے انکے پاس ہی کرسی پر بیٹھی تھی۔۔۔

خاموش آنسو بابا کا ہاتھ بھگوتے چلے جا رہے تھے۔۔۔وہ اسکی زندگی کا سب سے مشکل وقت تھا۔۔۔انتہائی بے بس کر دینے والا وقت۔۔۔۔

ابھی بابا نے جو اسے کہا تھا اس کو قبول کرنا اس کے لئے مشکل تھا۔۔۔اسکا ننھا سا دل کانپنے لگا تھا۔۔۔

نکاح۔۔وہ بھی اس صورتحال میں یہاں ہسپتال میں۔۔اسکی آنکھوں کے سامنے زمین آسمان گردش کرنے لگے تھے۔۔۔

بیٹا کیا تم اپنے باپ کی کہی بات کا مان نہیں رکھو گی۔۔دفعتاً بابا کی نحیف آواز پر اسنے تڑپ کر سر اٹھایا اور سرخ سوجھی نگاہوں سے انہیں دیکھا۔۔۔

سلطان صاحب بہت اچھے انسان ہیں گڑیا۔۔۔اگر اس وقت اتنے مہنگے ہسپتال میں تمہارے باپ کا علاج ہو رہا ہے تو انہی کی مرہون منت۔۔۔

بہت نرم دل انسان ہیں وہ۔۔۔پچھلے سات سالوں سے انکے پاس کام کر رہا ہوں۔۔۔جتنی عزت انہوں نے مجھے ورکر ہوتے ہوئے دی ہے اسکا آدھا بھی میرے اپنے مجھے نا دے سکے۔۔۔

خاموش آنسو بابا کی آنکھوں سے لکیروں کی مانند بہتے چلے جا رہے تھے۔۔۔۔

بابا پلیز۔۔۔اسنے بابا کو بولنے سے روکنا چاہا مگر وہ اسکی سن ہی کب رہے تھے۔۔۔

انکی اچھائی کا اندازہ تم یہیں سے لگالو کے انہوں نے ایک مجبور باپ کی مجبوری کو سمجھا ہے۔۔۔میرے التجا کرنے پر وہ بنا بحث کئے تم سے نکاح کے لئے تیار ہو گئے۔۔۔

ڈھر ڈھر ڈھر۔۔۔۔گویا ہسپتال کی ساری چھت ایک ہی مرتبہ عروب کے سر پر آ گری تھی۔۔۔

مطلب اسکے باپ نے اپنی بیٹی اس شخص کے نکاح میں دینے کے لئے اسکی منتیں کی تھیں۔۔۔

اندر کہیں موجود عزت نفس بری طرح مجروح ہوئی تھی۔۔۔یہ آپ نے کیا کیا بابا۔۔۔دل بلبلا اٹھا تھا۔۔۔

بیٹا سارے حالات تمہارے سامنے ہیں۔۔۔خدا دے کر بھی آزماتا ہے اور لے کر بھی۔۔۔۔

یہ بھی شاید میری آزمائش ہے۔۔۔تم بہت بھولی ہو بیٹا۔۔۔

ہمارے پاس محض ایک گھر ہی ہے۔۔۔میرے نام نہاد رشتے دار اس ایک گھر کے لئے تمہیں نوچ کھائیں گے۔۔۔

مجھے آگے کے حالات دکھائی دے رہے ہیں بیٹا۔۔۔مجھے تمہاری فکر چین نہیں لینے دیتی۔۔۔

سلطان صاحب اچھے انسان ہیں۔۔۔بس غصے کے کچھ تیز ہیں۔۔۔پہلے نہیں تھے۔۔۔لیکن کچھ سالوں سے ہو گئے۔۔

خلاف مزاج بات برداشت نہیں کرتے۔۔۔میں جانتا ہوں کے تم انکے ساتھ ایڈجسٹ کرلو گئ۔۔۔۔وہ دل کے برے نہیں۔۔۔وہاں انکے ساتھ تم زمانے کی ٹھوکروں سے بچ جاو گئ۔۔۔۔تمہاری عزت محفوظ رہے گئ۔۔۔تمہیں سر چھپانے کو چھت اور معاشرے میں عزت ملے گی۔۔۔سب سے بڑھ کر میں پرسکون ہو جاوں گا۔۔۔۔

بیٹا اس شخص کے ہم پر بہت احسانات ہیں۔۔۔تم۔۔۔۔تم۔۔۔

انکا سانس اکھڑنے لگا تھا۔۔۔وہ بے طرح کھانسنے لگے۔۔۔

وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی ڈاکٹر کو بلانے کو بھاگی۔۔۔۔

اور پھر اسنے بنا کچھ کہے سر جھکا دیا تھا۔۔۔لمحوں کا کھیل تھا اور وہ ایک بے حس اور ظالم انسان کے نام ہو گی۔۔۔

اسنے گہری سانس بھرتے تاسف سے ارد گرد دیکھا۔۔وہ واپس اسی ڈائیننگ ایریا میں موجود تھی۔۔۔

ناجانے کس چیز کا گھمنڈ ہے اس انسان کو۔۔۔شاید اسقدر پیسے کا یا شاید اسی کی ذات اسقدر بے مول ہے۔۔۔اسنے دکھ سے سوچا۔۔۔

زبردستی کا ہی سہی مگر انکے درمیان رشتہ تو تھا۔۔۔

اور اسے دکھ کم ہوتا جو وہ شخص اسے بیوی کے روپ میں قبول نا کرتا تو۔۔۔

اسے اپنی زندگی میں بیوی کا درجہ دے کر اپنے بچوں کی ماں تک کہہ کر وہ شخص اتنی بے رخی دکھا رہا تھا۔۔۔

باقی سب حوالے تو پیچھے رہ گئے۔۔۔اس وقت تو وہ اس شخص کی بیوی تھی۔۔۔

اور وہ بیوی مانتا بھی تھا۔۔۔تو کیا وہ نرم لہجے کی مستحق بھی نا تھی۔۔۔اسے اس شخص کے لہجے کی کاٹ اور آنکھوں کا سرد پن مارتا تھا۔۔۔

وہیں بیٹھے بیٹھے جب کافی دیر ہو گی تو وہ بے دلی سے اٹھتے گھر دیکھنے لگی۔۔۔

لاؤنج سے ہوتی ڈرائینگ روم تک گئی اور پھر بچوں کے روم میں۔۔۔ہر جگہ کی تھیم اس جگہ کی مناسبت سے کی گئی تھی۔۔۔فلور ٹائیلز تک کا ڈیزائن مختلف تھا۔۔۔

جگہ جگہ آویزاں قیمتی ڈیکوریشن پیسز دیکھنے والوں کی نگاہوں کو خیرہ کرتے تھے۔۔۔

گھوم پھر کر اسنے صرف نچلہ پورشن ہی دیکھا جب وال کلاک پر نظر پڑی۔۔گھڑی دوپہر کے بارہ بجا رہی تھی۔۔۔بچوں کو سکول سے نا جانے کتنے بجے چھٹی ہوتی تھی۔۔۔وہ ان کے لئے لنچ بنانے کی غرض سے کچن میں گئی۔۔۔

ڈبل ڈور فریج کھولتے اسنے اندر کا جائزہ لیا۔۔۔انڈے بریڈ۔۔۔بٹر۔۔۔جیم۔۔۔دودھ۔۔۔اسنے فریزر کھولا۔۔۔کئی فروزن چیزیں۔۔۔نگٹس۔۔۔مچھلی۔۔۔چکن اور مٹن کے زپ لاک بیگز پڑے تھے۔۔فریج بند کرتے اسنے سارے کیبنٹس چیک کرنے شروع کئے۔۔۔وہاں کم و بیش گروسری کا سارا سامان موجود تھا۔۔۔

اتنا سب دیکھ کر وہ شش و پنج میں مبتلا ہو گئ۔۔۔ نا جانے بچے کیا پسند کرتے کیا نہیں۔۔۔ وہ کیا بنائے۔۔۔

انتہائی سوچ بچار کے بعد اسنے چکن میکرونی بنانے کا سوچا۔۔۔ آسانی سے بن بھی جاتی اور وہ تقریباً سبھی کو پسند بھی ہوتی ہے۔۔۔ سوچتے ہوئے اسنے فروزن چکن نکال کر پانی میں رکھا اور خود میکرونی ابالنے کو پانی چولہے پر رکھنے لگی۔۔۔

کچھ ہی دیر میں اسکی چکن میکرونی تیار تھی۔۔۔ اسنے ڈھکن اٹھا کر تازہ بھاپ اڑاتی میکرونی کی خوشبو کو لمبا سانس کھینچتے اندر اتارا۔۔۔

میکرونی خوشبو سے ہی مزے کی لگ رہی تھی۔۔۔ یقیناً بچے بھی کھا کر خوش ہو جاتے۔۔۔۔

باہر سکول وین کے رکنے اور بچوں کے شور کی آواز آئی تو وہ مسکراتی ہوئی باہر کی جانب بڑھی۔۔۔ یقیناً بچے سکول سے واپس آ چکے تِھے۔۔۔

*****

احمر بھائی کیسے ہیں۔۔۔ پکوڑوں اور چائے سے انصاف کرتی مصباح گویا ہوئی۔۔۔

ماہیر آج ہی مائیکے آئی تھی جب مصباح کو پتہ چلا تو جھٹ سے ملنے پہنچ آئی۔۔۔

وہ بالوں کی ٹیل پونی بنائے بنا کسی آرائش وزیبائش کے ٹانگیں موڑے بیڈ کراون سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔۔۔ گود میں کشن دھرا تھا۔۔۔ جبکہ ہرے کانچ سی آنکھیں اداس تھیں۔۔۔۔

ٹھیک ہیں۔۔۔ وہ چڑ کر کہتی بے چینی سے پہلو بدل گئ۔۔۔

اسکے انداز دیکھ مصباح کا چائے پیتا ہاتھ ٹھٹکا۔۔۔۔

کیا بات ہے ماہیر۔۔۔ کیا تم اس شادی سے خوش نہیں۔۔۔ احمر بھائی تمہیں پسند نہیں۔۔۔ مصباح خدشات سے پر دل کے ساتھ حیرت زدہ سی گویا ہوئی۔۔۔

پتہ نہیں مصباح۔۔۔ مجھے خود کچھ سمجھ نہیں آتی۔۔۔ مطلب۔۔۔

وہ بے چین سی سیدھی ہوتی تھوڑا اسا اسکی جانب کھسکی۔۔۔

احمر اچھے ہیں۔۔۔میرا خیال بھی بہت رکھتے ہیں۔۔۔لیکن میں ابھی تک ایڈجسٹ نہیں ہو پائی۔۔۔میرا۔۔۔اسنے بے چینی سے ہونٹوں پر زبان پھیری۔۔۔

میرا وہاں دل نہیں لگتا۔۔۔

شاید ابھی سب نیا نیا ہے۔۔۔وہاں میری پڑھائی کا کوئی شیڈیول نہیں۔۔۔جب پڑھنے بیٹھو کسی نا کسی کو کوئی کام یاد آجاتا ہے۔۔۔

کہنے کو سب کہہ دیتے ہیں کہ شادی کے بعد لڑکی جتنا مرضی پڑھے۔۔۔

لیکن۔۔۔

اسنے پلکیں جھپکتے آنکھوں کی نمی کو اندر دھکیلا۔۔۔لیکن ذمہ داری کوئی قبول نہیں کرتا۔۔۔

وہ اس لڑکی کو بہو بنا کر لے کر جاتے ہیں جسکے سر پر شادی کے بعد ذمہ داریوں کا ایک انبار ہوتا ہے۔۔۔جسے اپنی فرصت نہیں رہتی۔۔۔پھر

پھر کہتے ہیں بھئی ہماری طرف سے کوئی روک ٹوک نہیں۔۔۔لڑکی جتنا مرضی پڑھے۔۔۔اسکی آواز بھرا گئی وہ تاسف سے سر جھٹکتی دوسری جانب دیکھنے لگی۔۔۔

یہ بھی آنکھوں کی نمی چھپانے کا ایک طریقہ تھا۔۔۔

اسکی بات سنتی مصباح ہونٹ کچلنے لگی۔۔۔

اور تمہیں پتہ ہے کی آنٹیاں تو مجھے دیکھنے آئی اور کہتی ہیں۔۔۔۔ کہتی ہیں شادی کے بعد پڑھنے کی کیا ضرورت۔۔۔ چھوڑو دفع کرو۔۔۔ کیوں اتنی خوبصورت آنکھوں کا بیڑ غرق کرتی ہو۔۔۔ شوہر تو تمہارا اچھا خاصا کماتا ہے۔۔۔ تو تمہیں جاب کی کیا ضرورت۔۔۔ وہ دکھ سے مزید گویا ہوئی۔۔۔

مطلب حد ہے یار۔۔۔ پڑھائی کی اتنی ناقدری۔۔۔ خود نہیں پڑھنا ناپڑھو۔۔۔ دوسروں کے خوابوں کو کیوں پاوں تلے رونڈتے ہیں وہ لوگ۔۔۔ وہ دکھی تھی بھری بیٹھی تھی۔۔۔ سامع ملا تو دل کھول کر بیٹھ گئ۔۔۔

اوپر سے یہاں تک کہتی ہیں فائدہ اتنی ڈگریوں کا۔۔۔ کچھ سالوں بعد یہ ڈگریاں پکوڑے رکھنے کے کام آتی ہیں۔۔ شادی کے بعد عورت صرف چولہا اور گھر گرہستی ہی سمبھالتی ہے۔۔۔ اب کی بار اسنے ضبط کی کوشش نہیں کی بلکہ سسک اٹھی تھی۔۔۔

مصباح کے ہاتھ میں تھاما پکوڑا پلیٹ میں جا گرا۔۔۔اسے ماہیر کو تسلی دینے کے الفاظ تک نا مل رہے تھے۔۔۔۔

میرے خواب ہیں مصباح۔۔۔جو پورے نا ہوئے تو۔۔۔تو میری زندگی کا تو مقصد ہی ختم ہو گیا۔۔۔۔

اسنے بے داغ شفاف ہاتھوں کی ہتھیلیوں سے سبز کانچ کو رگڑا۔۔۔

آنکھوں کے گرد سرخی پھیلنے لگی تھی۔۔۔

دیکھو ماہیر حوصلہ رکھو۔۔۔ابھی شروع کے دن ہیں اس لئے تمہیں زیادہ فیل ہو رہا ہے۔۔۔آہستہ آہستہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔

تم اس ماحول میں آیڈ جسٹ کر جاو گئ۔۔۔

اور رہ گئ بات تمہارے خوابوں کی تو تمہارا سب سے مضبوط سہارا احمر بھائی تمہارے ساتھ ہیں۔۔۔تم اس بارے میں ان سے بات کرو نا۔۔

اسنے ماہیر کو دلاسہ دیتے اسے ایک نئ راہ سجھائی۔۔۔وہ ٹھٹھک کر اسے دیکھنے لگی۔۔۔

ہاں احمر سے ابھی تک اتنی فرینکنیس تو ہو ہی گئی تھی کے وہ اس سے اپنی کوئی بھی بات بلا جھجھک کہہ سکتی۔۔۔اور اس میں بھی سو فیصد ہاتھ احمر کا ہی تھا جو اسکے چہرے پر ایک مسکان لانے کو سو سو جتن کرتا تھا۔۔۔

******

ارے آ گئے آپ لوگ۔۔۔۔کیسا گزرا دن آپکا۔۔۔وہ بیرونی چوکھٹ عبور کرتی ڈرائیوے پر آتے بچوں کو رسیو کرنے انکے پاس آکر مسکرا کر گویا ہوئی۔۔

ہاتھ بڑھا کر فبیحہ کی واٹر بوتل تھامی تو اسنے مسکراتے ہوئے جھٹ سے دے دی جبکہ اسکا ہادی کی جانب بڑھا ہاتھ بڑھا ہی رہ گیا کیونکہ وہ اسے ایک زبردست گھوری سے نوازتا پھر سے چلنے لگا تھا۔۔۔

عروب کا جوش کچھ ماند پڑا۔۔۔

اچھا گزرا ماما۔۔۔فبیحہ چہک کر گویا ہوئی۔۔۔وہ کھینچ تان کر ایک مسکراہٹ ہونٹوں پر لا پانے کے قابل ہوئی تھی۔۔۔

اچھا بیٹا میں نے آپکے کپڑے نکال دیئے ہیں۔۔۔آپ چینج کر کے جلدی سے واپس آؤ پھر ہم کھانا کھاتے ہیں۔۔۔آج میں نے آپ کے لئے چکن میکرونی بنائی

ہے۔۔۔وہ پھر سے ہمت پکڑتی فبیحہ کے بال بگارتے خوشگواریت سے گویا ہوئی۔۔۔

تکلف کیا آپ نے خوامخواہ کپڑے نکالنے کا۔۔۔ہم خود کر لیتے۔۔۔اور رہ گئ بات کھانے کی تو ابھی ہمیں بھوک نہیں۔۔۔جب ہو گی تو کھا لیں گے۔۔۔

ہادی سرد و سپاٹ لہجے میں کہتا بہن کا ہاتھ تھام کر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔۔۔جبکہ عروب حق دق سی اس چھوٹے سے لڑکے کو دیکھتی ہی رہ گئ۔۔ اسے اس میں اسکے باپ کی جھلک دکھائی دی۔۔لگتا ہے غصہ اور سرد پن باپ سے وراثت میں لیا ہے اس چھوٹے کھڑوس نے۔۔۔توبہ۔۔یہ بچہ ہے بھلا۔۔وہ سر جھٹک کر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئ۔۔۔کیوں جنکے انتظار میں وہ ابھی تک ہلکان تھی وہاں تو نو لفٹ کا بورڈ لگا ہوا تھا۔۔۔

*****

ہادی سٹڈی ٹیبل پر بیٹھا اپنا ہوم ورک کر رہا تھا جبکہ پنک فراک میں ملبوس فبیحہ منہ بنائے نڑوٹھے انداز میں یہاں سے وہاں چکر کاٹ رہی تھی۔۔۔کمرے کا

دروازہ بند تھا جبکہ ہادی کی سٹڈی ٹیبل کے اوپر موجود وال کلاک دوپہر کے تین کا ہندسہ عبور کر رہی تھی۔۔۔۔

بھائیییییییی۔۔۔۔ جانے دیں نا باہر۔۔۔۔ بہت بھوک لگی ہے۔۔اور ماما نے میکرونی بھی بنائی ہے۔۔۔ مجھے کھانی ہے۔۔۔ وہ اسکے سامنے آتی اپنے پیٹ پر ہاتھ پھیرتی معصومیت سے گویا ہوئی۔۔۔

وہ پنسل کاپی پر رکھتا پر سوچ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔

بھوک تو مجھے بھی لگ رہی ہے فبیحہ۔۔۔

تو پھر چلیں نا باہر۔۔۔ میکرونی کھاتے ہیں۔۔۔ اسکی آنکھیں چمکیں۔۔۔

ہر گز نہیں فبیحہ۔۔۔ ہم اس عورت کے ہاتھ کا بنا کچھ نہیں کھائیں گے۔۔۔ وہ عورت ماما نہیں ہے ہماری۔۔۔ وہ غصے سے دوٹوک انداز میں گویا ہوا کے ایک پل کو فبیحہ بھی سہم گئی۔۔۔

پھرررر۔۔۔ معصومیت سے پوچھا گیا۔۔۔

پھرررر۔۔۔ ایک کام کرتا ہوں پاپا کو فون کر کے کچھ منگواتے ہیں۔۔۔ وہ کچھ سوچتے ہوئے گویا ہوا۔۔۔ انداز ناصحانہ تھا۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔وہ چہک کر اچھلی۔۔۔

اگلے ہی لمحے وہ اپنی ٹیب پر پاپا کا نمبر ملا کر ہینڈ فری لگا چکا تھا دوسری طرف بیل جا رہی تھی۔۔۔

ہیلو پاپا۔۔پاپا یار بہت بھوک لگ رہی ہے۔۔۔ہم بھوک سے مر جائیں گے۔۔۔ پلیز کچھ کھانے کو آرڈر کر دیں۔۔۔رابطہ استوار ہوتے ہی وہ دہائیاں دیتا گویا ہوا۔۔

دوسری جانب اپنے آفس کی سربراہی کرسی پر بیٹھے کوئی فائل چیک کرتے سلطان کے ماتھے پر جا بجا شکنوں کا جال بچھا۔۔۔

اسنے ایک غضبناک نگاہ کلائی پر بندھی گھڑی پر ڈالی جہاں ساڑھے تین بج رہے تھے۔۔۔

اسکے بچے ابھی تک بھوکے تھے اسکے خون میں ابال سے اٹھنے لگے۔۔۔

اس لاپرواہ عورت پر جی بھر کر تاؤ آیا۔۔۔۔

تمہاری ماں نے لنچ نہیں بنایا۔۔۔غصہ ضبط کرتا وہ بمشکل گویا ہوا۔۔۔

For God sake papa....

وہ عورت ماں نہیں ہے میری۔۔۔خدا کے لئے کچھ آرڈر کر دیں ورنہ ہم بھوک سے مر جائیں گے۔۔۔ہادی چڑ کر گویا ہوا۔۔

Don't worry Hadi...

کھانا لے کر آرہا ہوں میں۔۔۔۔تم بہن کا خیال رکھنا۔۔۔

وہ اب وہیں جا کر اس بد دماغ عورت کا دماغ درست کرنے کا ارادہ رکھتا تھا جسے ایک بار کی کہی بات سمجھ نہیں آتی تھی۔۔۔۔

وہ سب کچھ وہیں چھوڑتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

******

وہ آندھی طوفان بنا راستے سے کھانا پیک کروا کر گھر پہنچا تھا۔۔۔۔ڈرائیوے پر گاڑی جھٹکے سے رکی تو وہ غصے سے کھولتا گاڑی سے باہر نکلا۔۔۔

بھینچے جبڑے اور تنی رگیں اسکے شدید اشتعال میں ہونے کی نشانی تھی۔۔۔

کھانا لئے وہ سیدھا بچوں کے کمرے میں ہی آیا جو اسکے شدت سے منتظر تھے۔۔۔

اوہ شکر پاپا آپ آ گئے ہمیں بہت بھوک لگی تھی۔۔۔فبیحہ بے صبری سے لبوں پر زبان پھیرتی باپ کی جانب لپکی۔۔۔

بچوں کے معصوم بھوکے چہرے دیکھ سلطان کے غصے کا گراف کچھ مزید چڑھا۔۔۔اسے بچوں کو پھولوں کی مانند رکھا تھا اور انکی ماں کے جانے کے بعد تو وہ اور دل کے قریب ہو گئے تھے۔۔۔۔

اسنے خاموشی سے بچوں کو بیڈ پر بیٹھایا اور کھانے کے ڈبے نکال کر انکے سامنے رکھے۔۔۔

بچے انہی ڈبوں میں کھانا کھانے لگے تو وہ کچھ دیر انہیں کھاتا دیکھتے رہنے کے بعد کمرے سے نکل گیا۔۔۔ارادہ اب کسی اور سے ملاقات کا تھا۔۔۔

عروب جو اسکی گاڑی کی آواز سن کر کمرے سے نکلی تھی اسنے کچن میں آتے ہی میکرونی کو دوبارہ گرم ہونے کے لئے رکھا۔۔۔ارادہ بچوں سے دوبارہ کھانے کا پوچھنے کیساتھ ساتھ سلطان سے بھی پوچھنے کا تھا۔۔۔۔

کمرے میں جاتے ہی اسکی آنکھ لگ گئ تھی۔۔۔ابھی کچھ دیر پہلے ہی اسکی آنکھ کھلی تو وہ وقت دیکھ کر اچھا خاصا بوکھلا گئ کیونکہ بچوں نے دوبارہ اس سے کھانا نہیں مانگا تھا۔۔۔

وہ ابھی کچن سے نکلی ہی تھی جب وہ آندھی طوفان کی مانند اسکی جانب بڑھا اور اسے بازو سے جھکڑتے جھنجھوڑتے ہوئے اپنے سامنے کیا۔۔۔

گرفت اتنی سخت اور مضبوط تھی کے عروب کو اسکی انگلیاں اپنی بازو میں دھنستی ہوئی محسوس ہوئیں۔۔۔

اسنے حیرت سے گنگ نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔

بھلائی کی امید اسے اس ظالم انسان سے پہلے ہی کوئی نا تھی مزید یہ سب کیا تھا بھلا۔۔۔

اسنے سلطاں کی شعلے اگلتی نگاہوں کو دیکھ بے طرح تھوک نگلا۔۔۔

کیا ہوا۔۔۔ بھرائی آواز حلق سے برآمد ہوئی۔۔۔

یہ بھی اب میں تمہیں بتاوں کے کیا ہوا۔۔۔اسنے طیش سے اسے جھٹکا۔۔۔وہ لڑکھراتے ہوئے دیوار سے جا ٹکرائی سر دیوار سے ٹکرایا اور درد کی ایک زبردست ٹھیس اٹھی۔۔۔

اسنے چکراتے سر کو تھامتے بھرائی شکوہ کناں نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔۔۔

اس گھر میں تم کر کیا رہی ہو۔۔۔اگر تم اس گھر کی اور میرے بچوں کی ذمہ داری ہی نہیں اٹھا سکتی تو۔۔۔

کہا تھا نا کہ بچوں کا خیال رکھنا۔۔۔انگلی اٹھا تا پھنکار کر کہتا وہ دو قدم مزید اسکی طرف بڑھا۔۔۔

عروب خوف سے خود میں سمٹی۔۔۔آنسو ٹپ ٹپ آنکھوں سے بہنے لگے تھے۔۔۔اگر ان کے لئے کھانا بناتے ہاتھ ٹوٹ رہے تھے تو منہ سے پھوٹ پڑتی نا منہ سیے کیوں بیٹھی رہی۔۔۔میں انکے لئے وقت سے کھانے کا انتظام کر لیتا۔۔۔

غصے سے پھٹتے اسکی رگیں پھولنے لگی تھیں۔۔۔

اب تک وہ معصوم بھوکے بیٹھے تھے۔۔۔ارے بچوں سے بھلا کیسی دشمنی ظالم بے حس لڑکی۔۔۔وہ غصے سے دو قدم مزید اسکی جانب بڑھا کے عروب کے خوف

سے کپکپاتے وجود پر نظر پڑتے ہی با مشکل ضبط کرتا لب بھینچ کر پیچھے ہٹا۔۔۔

بالوں پر ہاتھ پھیرتے خود کو ٹھنڈا کرنے کی ناکام کوشش کی پھر پلٹا۔۔۔

اور بند کرو یہ اپنے مگرمچھ کے آنسو۔۔۔انتہائی زہر لگتی ہیں مجھے وہ عورتیں جو وقت بے وقت یہ ٹسوے بہانے لگتی ہیں۔۔۔اسے بے دردی سے روتا دیکھا وہ اشتعال کو قابو کرتا پھر سے چیخا۔۔۔

وہ مرد اور ہوتے ہونگے جو عورت کے آنسوؤں سے زیر ہوتے ہیں۔۔۔مجھ پر ان کا کوئی اثر نہیں۔۔۔اسکا سفاک لہجہ عروب کو اندر تک کاٹ رہا تھا۔۔۔

میں نے کھانا بنا۔۔۔

شٹ آپ۔۔۔تم جیسی بے حس لڑکی سے تو خدا کی پناہ۔۔۔ارے تم نے تو پہلے دن ہی دکھا دیا کے تم سوتیلی ہو سوتیلی۔۔۔تم جیسی عورت کے بھروسے تو میں ایک پل بھی اپنے بچے نا چھوڑو۔۔۔وہ تنفر سے کہتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل گیا۔۔۔

عروب وہیں دیوار کا سہارا لیتی نیچے بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔دل ہنوز خوف کے زیر اثر تھا۔۔۔

******

کچن کاونٹر ٹاپ کے سامنے کھڑی پستہ کلر کے سوٹ میں ملبوس ماہیر آستین چڑھا رہی تھی۔۔۔۔دوپٹہ کندھے سے لا کر کمر پر باندھا ہوا تھا۔۔۔جبکہ ریشمی بھورے بالوں کی ڈھیلی سی چوٹیا دائیں کندھے پر پڑی تھی۔۔۔سبز کانچ میں الجھن کے ڈورے تھے۔۔۔

کاونٹر ٹاپ پر پرات میں خشک آٹا موجود تھا پاس ہی ایک ڈبے میں پانی تھا۔۔۔وہ غالباً آٹا گھونڈنے لگی تھی۔۔۔

وہ پورے انہماک سے اپنی پڑھائی کر رہی تھی جب اسکی ساس نے کمرے میں آتے اسے آٹا گھونڈنے کا کہا کے سب کے گھر واپس لوٹنے کا وقت ہے وہ آٹا گھونڈ لے روٹیاں اسکی جیٹھانی بنا لے گی۔۔۔

نئی نئی شادی اور ماہیر کے کم عمر ہونے کے باعث اسکی ساس پہلے ہی اسے کم کم کام ہی کہتی تھی۔۔۔

وہ ساس کی بات سن کر خاموشی سے کتابیں سمیٹتی اٹھ کر کچن میں آ گی۔۔۔

پانی آٹے میں انڈیلتے وہ اپنے مومی ہاتھوں کی مدد سے آٹا گھوندھنے لگی۔۔۔

ارے یہ کیا کر رہی ہو بے وقوف لڑکی آٹا گوندھنے کو کہا تھا لٹی بنانے کو نہیں۔۔۔۔

ابھی اسے آٹا گوندھتے تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی جب کسی کام سے کچن میں آئی اسکی ساس چیخ پڑی۔۔۔

وہ اسقدر تیز آواز پر خوف سے اچھلتی بدحواس سی ساس کی صورت دیکھنے لگی۔۔۔جو پھٹی پھٹی آنکھوں سے سر تھامے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

ہیر نے ایک گھبرائی نظر انہیں دیکھنے کے بعد دوسری نظر انکی نگاہوں کے تعاقب میں پڑات میں ڈالی جہاں اسکا ہاتھ پرات کے وسط میں تھا۔۔۔

ارد گرد موجود آٹا گوند کی مانند چپچپا سا ہاتھ سے چپٹا پڑا تھا۔۔اسنے شرمندگی سے ہاتھ اوپر اٹھایا تو آٹا گوند کی مانند ہاتھ سے پھسل پھسل گیا۔۔۔

کیا تمہیں آٹا گوندنا نہیں آتا لڑکی۔۔۔

ماں نے آٹا تک گوندنا نہیں سیکھایا۔۔۔ڈگریوں کا اچار ڈالنا ہے کیا جب لڑکی کو گھر گرہستی ہی سمبھالنی نا آتی ہو۔۔۔

ساس کی باتوں نے سینہ زور سے جھکڑا تھا۔۔۔وہ بلبلا کر رہ گئ۔۔۔بات اسکی ماں کی تربیت تک جا پہنچی تھی۔۔۔

وہ نادم سی سر جھکائے انکی باتیں سن رہی تھی۔۔۔ کتنا کہا تھا ماں نے کچھ گھر گرہستی کا سیکھ لو مگر اس کی مکمل توجہ تو کتابوں پر ہوتی۔۔۔

لیکچر یاد کرنا۔۔۔ ٹیسٹ میں پورے نمبر لینا۔۔۔ کلاس میں ٹاپ کرنا۔۔۔ نصابی اور غیر نصابی سر گرمیوں میں حصہ لینا۔۔۔ اب تک تو اس کی سب سے بڑی اچیومنٹس یہ ہی تھیں۔۔۔ سکول و کالج کے سبھی اساتذہ اسکی تعریف کرتے اسکی مثالیں دوسرے طالبعلموں کی دی جاتیں۔۔۔

اسکی الماری ٹرافیز اور شیلڈز سے بھری پڑیں تھیں۔۔۔ لیکن یہ دنیا تو اس دنیا سے بالکل الٹ تھی۔۔۔ یہ بھلا کونسی دنیا تھی جہاں کامیابی کے پیمانے ہی اور تھے۔۔۔ اب تک کی اسکی سبھی کامیابیوں کو تو یہاں کسی کھاتے میں ہی نہیں لایا جا رہا تھا۔۔۔

وہ جو اپنی دنیا میں باقیوں کے لئے ایک سپر ہیرو ایک رول ماڈل تھی جسنے کبھی شکست نہیں کھائی تھی۔۔۔ جسے فی البدی کسی بھی ٹاپک پر تقریر کرنے کو بولا جاتا تو اسکا ناجاتا تھا کے وہ بلا تکان اتنا پر تاثر بولتی کے سامعین کو اپنے لفظوں میں

جھکڑ لیتی۔۔۔وہ ماہیر اس دنیا میں پہلے ہی مقام پر بری طرح شکست سے دوچار ہوتی فیل ہو گئی تھی۔۔۔

جسنے آج تک اپنے حوالے سے سر اٹھا کر اپنے ماں باپ کے لئے انکی تربیت کے لئے ستائش سمیٹی تھی آج اس نئی دنیا میں سر جھکائے انکی تربیت پر اٹھتی انگلیاں دیکھ رہی تھی۔۔۔

دل چاہا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔۔۔آنکھیں تیزی سے نم ہونے لگیں تھیں۔۔۔

وہ تو ہمیشہ سے اپنے ماں باپ کے لئے سراپائے فخر رہی تھی مگر آج۔۔۔۔۔

اسے لگا اب ہمت جواب دے گئی۔۔۔وہ کسی بھی پل پھوٹ پھوٹ کر رو دے گئی جب ایک مہربان تیز تیز قدم اٹھاتا اسکی جانب بڑھا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس پر کسی سایہ دار سجر کی مانند سایہ کر گیا۔۔۔۔

کیا کرتی ہیں آپ ماں۔۔۔کیوں دانٹ رہی ہیں اسے۔۔۔۔نہیں آتا اسے کچھ تو سیکھ لے گی آہستہ آہستہ۔۔۔وہ اس مضبوط شخص کے پیچھے کہیں چھپ سی گئی۔۔۔جو اسکی ایک مضبوط ڈھال بنے ماں کے سامنے اسکی طرف داری کرتا اسکا

مومی ہاتھ تھام کر سنک تک لایا اور سنک کا نل کھول کر پانی کی دھار کے نیچے اسکا ہاتھ کرتا ہاتھ دھونے لگا۔۔۔ نا جانے کس وقت وہ گھر آیا تھا۔۔۔

یہ سب دیکھ سمیرا بھابھی بھی کچن تک آ گئی۔۔۔

اے لو۔۔۔ ایسے کونسے کاموں کے پہاڑ توڑ دیئے میں نے اس پر جو تم خدائی فوجدار بنے میدان میں کود پڑے۔۔۔ لے دے کے ایک آٹا ہی گوندھنے کو کہہ دیا تھا۔۔۔ مجھے کیا پتہ تھا کے میری بہو اسقدر پھوہڑ ہے۔۔۔ ماں بیٹے کے تیور دیکھ بھڑکیں۔۔۔

پھوہڑ ہے تو پھوہڑ ہی سہی۔۔۔ سگھڑ بھی بن ہی جائے گی آہستہ آہستہ۔۔۔

چلو تم۔۔۔ ماں سے کہتا وہ اسکا ہاتھ تھام کر کچن سے نکلنے لگا جب وہ اسکا ہاتھ زور سے تھام کر رکی۔۔۔

احمر نے تعجب سے اسے دیکھا۔۔۔

وہ آٹا۔۔ وہ بھرائی آواز میں منمنائی۔۔۔

خود ہی ماں یا بھابھی کر لیں گی تم چلو۔۔۔ وہ اسکا ہاتھ زبردستی کھینچتا کچن سے نکلا۔۔۔

میں تو کوئی نہیں گوندنے والی۔۔۔ یہیں پڑا ہے یہ۔۔۔ گندھ جائے گا تو روٹی پکا لوں گی۔۔۔ یہ کوئی عرش سے نہیں اتری جو کچھ بھی نا کرے اور میں صبح سے شام کولہو کے بیل کی مانند لگی رہوں۔۔۔ آج سے گھر کے کام کروں گی تو برابری کی بنیاد پر ورنہ۔۔۔۔

پیچھے سمیرا چیخ رہی تھی جبکہ وہ سنی ان سنی کرتا اسے کمرے میں لے آیا۔۔۔

ارے یہ لڑکا تو پکا زن مرید ہو گیا۔۔۔ غضب خدا کا ماں کی کوئی پرواہ ہی نہیں۔۔۔ گھٹنے سے لگ جا بیوی کے نالائق اولاد۔۔۔۔

کمرے میں آکر اسنے بنا پرواہ کئے کمرے کا دروازہ بند کر دیا۔۔۔ دروازہ بند کرنے سے باہر سے آتی آوازوں کا سلسلہ بند ہوا تو کچھ سکون ہوا۔۔۔ اسکی نظر ماہیر پر پڑی جو سر جھکائے بے آواز آنسو بہا رہی تھی۔۔۔ سفید رنگت میں سرخیاں سے گھلنے لگی تھی۔۔۔

احمر کا دل کسی نے مٹھی میں لے کر مسلہ۔۔۔

******

بھیا دیکھیں ماما کتنا رو رہی ہیں۔۔۔پاپا نے انہیں کتنا ڈانتا۔۔۔ماما کی تو کوئی غلطی نہیں تھی نا۔۔۔انہوں نے تو کھانا بنایا تھا۔۔۔۔دیکھیں بھیا انہیں یوں روتا دیکھ کر مجھے بھی رونا آرہا ہے۔۔۔۔

وہ دونوں بہن بھائی بھاپ کی غصیلی آوازیں سن کر کھانا چھوڑ کر اپنے کمرے کے دروازے میں آکھڑے ہوئے تھے۔۔۔اب باپ کے جانے کے بعد عروب کو یوں نیچے بیٹھے پھوٹ پھوٹ کر روتا دیکھ فبیحہ کی سہمی رندھی ہوئی آواز ابھری۔۔۔

ہادی نے بھی اڑی رنگت اور خالی خالی نگاہوں سے بہن کو دیکھا۔۔۔

تھا تو وہ بھی بچہ ہی۔۔۔عروب کو یوں روتا دیکھ اسکا دل بری طرح پسیجا تھا۔۔۔ اپنی حرکت پر شرمندگی بھی ہوئی۔۔۔

وہ بہن کا ہاتھ تھامے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا عروب کے پاس گیا۔۔۔

ماما۔۔۔آپ مت روپلیز۔۔۔فبیحہ اسکے پاس آتی اپنے ننھے ہاتھوں سے اسکے آنسو صاف کرتے معصومیت سے گویا ہوئی۔۔۔

عروب نے غصیلی نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔۔ مگر اسکا معصوم سہما چہرا دیکھ اسکا غصہ بے بسی میں بدلا۔۔۔ اسنے ایک پر شکوہ نگاہ ہادی کو دیکھتے اسکے ہاتھ نرمی سے اپنے چہرے سے ہٹائے۔۔۔

فبیحہ گڑیا آپکو پتہ ہے جھوٹ بولنا کتنا سخت گناہ ہے۔۔۔ اور جھوٹ بولنے والوں سے اللہ سخت ناراض ہوتا ہے۔۔۔ وہ مخاطب فبیحہ سے تھی مگر دیکھ ہادی کو رہی تھی جو پشیمان سا سر جھکائے کھڑا تھا۔۔۔

آپ لوگ مجھے اپنے پاپا سے ڈانٹ ہی پڑوانا چاہتے تھے نا۔۔۔ سو کر لیا۔۔۔ آنسو ایک مرتبہ پھر سے بہہ نکلے تھے۔۔۔ وہ نرمی سے فبیحہ کو پیچھے ہٹاتی اٹھ کر چلی گئی۔۔۔

جبکہ اسکے جاتے ہی فبیحہ بھائی کو دیکھتی شدت سے رو دی۔۔۔

اچھا اب تم تو چپ کرو۔۔۔ ابھی وہ غصے میں ہیں۔۔۔۔ اس لئے ہماری بات نہیں سن رہیں۔۔۔۔ پاپا آئیں گے تو ہم ان سے ایکسکیوز کر لیں گے۔۔۔

وہ شرمندہ سا گویا ہوا۔۔۔۔

*****

ماہیر کیا کر رہی ہو یار۔۔۔ پلیز یہ مت کرو۔۔۔ تمہیں پتہ ہے تمہارے آنسو سیدھا میرے دل پر گرتے ہیں۔۔۔ یہ ناقابل برداشت ہے میرے لئے۔۔۔ پلیز چپ کر جاو۔۔۔ وہ نرمی سے اسکے آنسو صاف کرتا محبت سے چور لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

اس اپنایت بھرے لہجے پر وہ چہرا ہاتھوں میں چھپاتی بلک بلک کر رو دی۔۔۔۔

احمر کا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔

ارے آگ لگے امور خانہ کو۔۔۔ اگر تم نے یوں آنکھوں کا حشر کرنا ہے تو خبردار جو آج کے بعد کسی کام کو ہاتھ لگایا تو۔۔۔ امی سے میں خود ہی بات کر لوں گا۔۔۔

وہ اسے یوں روتا دیکھ غصے سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

ماہیر نے تڑپ کر چہرے سے ہاتھ ہٹایا اور بعجلت اسکا ہاتھ تھام کر اسے باہر جانے سے روکا۔۔۔

نہیں احمر پلیز۔۔۔ امی اور بھابھی پہلے ہی غصہ ہیں۔۔۔ میں اب نہیں رووں گی۔۔۔ میں آہستہ آہستہ اب سیکھ لوں گی۔۔۔ وہ اسکا ہاتھ تھامتی ملتجی ہوئی اور ہاتھ کی پشت سے رگڑ رگڑ کر آنسو صاف کرنے لگی۔۔۔

یہ ہوئی نا بات۔۔۔

وہ مسکرا کر اسے خود میں بھینچ گیا۔۔۔

اچھا آپ فریش ہو جائیں میں آٹے کو دیکھتی ہوں۔۔۔بھابھی واقعی گھر کے سبھی کام کرتی ہیں۔۔۔مجھے انکی مدد کروانی چاہیے۔۔۔وہ اداس سا مسکرائی۔۔۔

اچھا ایک بات تو بتاو۔۔۔ تمہیں واقعی آٹا نہیں گوندنا آتا۔۔۔وہ مشکوک ہوا۔۔۔

ماہیر نے شرمندگی سے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

کتابوں سے سر کھپاتے میں امی کے بارہا اسرار پر بھی کچن کا رخ نہیں کرتی تھی۔۔۔

کوئی بات نہیں۔۔۔چلو ہم مل کر کرتے ہیں انشااللہ کچھ نا کچھ بن ہی جائے گا۔۔۔ وہ مسکرایا۔۔۔

نہیں۔۔۔وہ جھٹکے سے سر اٹھاتی شدت سے نفی کرتی گویا ہوئی۔۔۔

کیوں۔۔۔وہ مضنوعی غور کر بولا۔۔۔

احمر پہلے ہی سب آپکو زن مرید بول رہے ہیں۔۔۔مجھے بالکل اچھا نہیں لگتا مزید اب آپ کچن میں میرے ساتھ۔۔۔اسے پریشانی لاحق ہونے لگی۔۔۔

کہنے دو جسے جو کہنا ہے۔۔۔جب مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا تو تمہیں بھی نہیں پڑنا چاہیے۔۔۔اور میں ہوں زن مرید۔۔۔اس میں خفا ہونا کیسا۔۔۔وہ کندھے اچکاتا اسے لئے باہر آگیا۔۔۔

ماہیر اسے حیرت سے دیکھتی رہ گئ۔۔۔اسقدر دیوانگی۔۔۔

ماں اور بھابھی باہر صحن میں ہی براجمان تھیں۔۔۔انہیں کچن کی طرف جاتا دیکھ ٹھٹھکیں۔۔۔

اممم۔۔۔اس میں خشک آٹا مزید ڈالنا ہو گا۔۔۔وہ پرات سے ڈھکن اٹھاتا آٹے کی حالت دیکھ پر سوچ انداز میں گویا ہوا۔۔۔

ماہیر جھٹ سے خشک آٹا لے آئی۔۔۔

احمر نے آٹا پرات میں ڈالتے دونوں کو یکجا کرنا شروع کیا۔۔۔

ماں اور بھابھی دونوں تجسس کے ہاتھوں مجبور کچن کے دروازے تک آئیں۔۔۔

احمر کو شرٹ کے بازو فولڈ کئے آٹے کے ساتھ نبرد آزما دیکھ ماں تو دل تھام گئیں۔۔۔جبکہ بھابھی ہس ہس کر دہری ہو گئ۔۔۔

ماہیر کا خفت سے برا حال تھا۔۔۔

بس یہ ہی کام باقی رہ گیا تھا احمر۔۔۔۔ تم تو واقعی زن مرید ہو۔۔ بھابھی مسکراتے ہوئے گہرا طنزیہ گویا ہوئیں۔۔۔

بس بھابھی یہ گٹس بھی اب ہر کسی میں نہیں ہوتے۔۔۔اب آپ نے بھی تو تب ہی ژوتی بنانی تھی جب آٹا گندھتا۔۔۔ وہ لاپرواہی سے گویا ہوتا کچھ ہی دیر میں آٹا گزارے لائق کر چکا تھا۔۔۔

اور پھر بات یہیں ختم نہیں ہوئی۔۔۔رات کو ڈائیننگ ٹیبل پر بڑے بھائی اور باپ کے آجانے کے بعد پھر سے اسکا ریکارڈ لگا تھا۔۔

ارے یار اب ہوں زن مرید تو۔۔۔۔ آپ لوگ جل کیوں رہے ہیں آپ بھی بن جائیں۔۔۔ کوئی روک ٹوک تھوڑی ہے۔۔۔ وہ ڈھیٹ بنا مسکرا کر کھانا کھاتا انکے ریکارڈ کا اثر لئے بنا گویا ہوا۔۔۔

اسکی شہزادی اس قابل تھی کے اس کے لئے کسی بھی حد سے گزرا جا سکتا۔۔۔۔

اتنا بے شرم ڈھیٹ اور پکا زن مرید ہماری سات نسلوں میں کوئی نا گزرا۔۔۔ ابا نے سر جھٹکتے پانی کا گلاس اٹھا کر منہ سے لگالیا۔۔ کوئی نہیں ابا جان۔۔۔ میں جو ہوں ریکارڈ توڑنے کو۔۔۔ وہ مسکرا دیا۔۔۔

ماں اسے دیکھ کر رہ گئی۔۔۔۔

جب ماہیر چہرا جھکائے خاموشی سے کھانا کھا رہی تھی۔۔۔

******

کمرے میں نیم تاریکی تھی۔۔۔کوئی بتی روشن نا تھی محض کھلی کھڑکی سے اندر آتی چاند کی روشنی ہی اس اندھیرے کو زرا ختم کر رہی تھی۔۔۔ایسے میں وہ صوفے پر آڑی ترچھی لیٹی رو رو کر ہلکان ہو گئی تھی۔۔۔

وہ جو صبح سے سلطان کے سرد رویے کو حوصلے سے برداشت کر رہی تھی۔۔۔اسکا اسقدر سفاک روپ دیکھ آنسو تھمنے کا نام ہی نا لے رہے تھے۔۔۔دل پھٹ رہا تھا۔۔۔

کوئی بھلا ایسا کیسے کر سکتا تھا۔۔۔بنا بات جانے۔۔۔بنا صفائی ک موقع دیئے۔۔۔۔

جتنا سوچتی۔۔۔آنسو مزید تیزی سے بہتے چلے جاتے۔۔۔رو رو کر آنکھیں سوج چکی تھیں مگر آنسو تھے کے تھمنے کا نام ہی نا لیتے۔۔۔

اچانک بہت سا وقت بیتنے اور باہر اندھیرا چھا جانے کا احساس ہوا تو وہ اپنے نیم جان ہوتے وجود کو گھسیٹتی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

اٹھ کر سوئچ بورڈ تک جاتے اس پر ہاتھ مارا تو سارا کمرا روشنیوں سے نہا گیا۔۔۔

واش روم میں جا کر سوجھی آنکھوں اور سرخ ہوتے چہرے پر پانی کے چھپاکے مارے اور تولیے سے چہرا تھپتھپاتی باہر نکل آئی۔۔۔

سر پر دوپٹہ اوڑھتی وہ دل نا چاہنے کے باوجود خود کو گھسیٹتی سیڑھیاں اترتی نیچے چلی آئی۔۔۔۔

وہ شخص ظالم تھا۔۔۔ جسے نا اسکی پرواہ تھی نا اسکے آنسوؤں کی اور نا ہی اسکی ناراضگی کی۔۔۔

وہ نا اس سے لڑ سکتی تھی۔۔۔ نا اس پر چلا کر اپنا غصہ نکال سکتی تھی۔۔ نا ہی اسے سخت الفاظ کہہ سکتی تھی۔۔۔

دل میں اس شخص کے لئے غصہ تھا شدید غصہ۔۔۔ ناراضگی تھی۔۔۔ مگر دوسری طرف پرواہ کسے تھی۔۔۔ اور دکھ بھی تو اسی چیز کا تھا۔۔۔

کیا ایسی ہوتی ہے شادی۔۔۔ کیا ایسا ہوتا ہے ہمسفر۔۔۔ ایک ہی دن میں اسے اپنی حسیات مفلوج ہوتی محسوس ہو رہی تھیں۔۔

دونوں بچے لاؤنج میں ہی بیٹھے سامنے دیوار پر نصب ایل ای ڈی دیکھ رہے تھے۔۔۔ وہ انہیں نظر انداز کرتی کچن میں چلی آئی۔۔۔

دونوں بچوں نے ایک نظر اسکے سوجھے چہرے کو دیکھا اور پھر ایک دوسرے کو۔۔۔ دل میں ملال کچھ مزید گہرا ہوا۔۔۔

وہ اسے لاؤنج میں ہی بیٹھے کچن میں کاونٹر ٹاپ کے پاس کھڑا دیکھ سکتے تھے۔۔۔

وہ کاونٹر ٹاپ کے پاس کھڑی تیزی سے پیاز کاٹ رہی تھی۔۔۔ اگر یہ گھر اور بچے اسکی ذمہ داری تھی تو وہ اپنی ذمہ داری اچھے سے نبھانا چاہتی تھی۔۔۔ بنا اس ظالم انسان سے کسی صلہ کی توقع رکھے۔۔۔ اسکا اتنا ہی احسان کافی تھا کے اسنے اسکے مرتے باپ کا مان رکھ کر انکی بے سہارا بیٹی کو اپنا نام دے کر سہارا دیا تھا۔۔۔ زمانے کی سرد و گرم سے بچنے کو چھت فراہم کی تھی۔۔۔

ماما آپ کھانا بنانے لگی ہیں۔۔۔ فبیحہ اسے پیاز کاٹتا دیکھ وہیں بیٹھی معصومیت سے گویا ہوئی۔۔۔

فبیحہ کی بات سن ایک پل کو پیاز کاٹتے اسکے ہاتھ تھمے۔۔۔اسنے نظر اٹھا کر اسے دیکھنے سے گریز ہی کیا۔۔۔

جی۔۔۔یک لفظی جواب دیتی وہ واپس اپنے کام میں مشغول ہو گئی۔۔۔

اوکے ماما پھر آپ نا بریانی بنانا۔۔۔ساتھ میں پودینے کا رائتہ۔۔۔وہ چہکی۔۔۔۔

اوکے۔۔۔بن جائے گا۔۔۔وہ ہنوز سنجیدگی سے گویا ہوئی البتہ دیکھنے سے ابھی بھی گریز ہی کیا۔۔۔

اسکے ہاتھ تیزی سے چل رہے تھے۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ بریانی کو دم پر لگا کر رائتہ تیار کر رہی تھی جب اسے باہر سلطان کی گاڑی رکنے کی آواز سنائی دی۔۔۔

دل ایک مرتبہ زور سے ڈھرکا۔۔۔صبح کا واقعہ وہ ابھی بھولی نا تھی۔۔۔آنکھوں میں پھر سے ایک مرتبہ پانی سمٹ آیا۔۔۔اسنے بامشکل خود کو کمپوز کرتے آنکھوں کی نمی کو پیچھے دھکیلا۔۔۔

سر بھاری بھاری محسوس ہونے لگا تھا۔۔۔

اسے سلطان کی باہر بچوں سے باتیں کرنے کی آوازیں آرہی تھی وہ لاوئنج میں شاید بچوں کے ساتھ ہی بیٹھ گیا تھا۔۔۔عروب کی اس جانب پشت تھی۔۔۔

وہ دانستہ اس طرف چہرا نہیں کررہی تھی۔۔۔

کچھ ہی دیر میں اسے اپنے پیچھے قدموں کی ابھرتی چاپ سنائی دی اور مردانہ کلون کی مہک نتھنوں سے ٹکرائی۔۔۔اسکا دل سکڑ کر پھیلا۔۔۔باول پر گرفت مزید مضبوط ہوئی۔۔۔۔

وہ کیبنٹس کھول کر برتن نکال رہا تھا۔۔یکدم اسے کچھ کھٹکا۔۔۔

وہ چونک کر پلٹی۔۔۔دوسری جانب سردمہری کا ہنوز وہی عالم تھا۔۔۔اسنے پلیٹیں ہاتھ میں تھام رکھی تھیں البتہ اوپر والے کیبنٹ میں تلاش ہنوز جاری تھی جیسے وہ کچھ اور بھی تلاش کررہا ہو۔۔۔اس سے سفر کرتی عروب کی نظر باہر لاوئنج میں پڑے میز تک گی ٔجس پر کھانے کے شاپر پڑے تھے۔۔۔یقیناً وہ بچوں کے لئے کھانا باہر سے لے کر آیا تھا۔۔۔

میں نے کھانا بنایا ہے۔۔بس ابھی لگاتی ہوں۔۔۔

وہ انا غصے اور خفگی کو دور دھکیلتی آہستگی سے منمنائی۔۔۔ محنت ضائع جانے کا قلق الگ تھا۔۔۔

مگر اسکی کوشش ناکام ٹھہری۔۔۔ وہ اسکی توقع سے زیادہ سرد مہر تھا۔۔ اسکی بات پر کوئی رد عمل ظاہر کرنا تو دور سلطان نے جواب تک دینا گوارا نا کیا تھا۔۔۔ برتن اٹھا کر وہ اسے بھرپور نظر انداز کرتا ڈائیننگ ٹیبل کی جانب بڑھ گیا۔۔۔ عروب کا دل کٹ گیا۔۔۔ ہمت جواب دینے لگی۔۔۔ غلطی بھی اس ظالم شخص کی اور خفا بھی وہی تھا۔۔۔ دل بھر بھر آیا۔۔۔

اسنے غصے اور بے بسی کے ملے جلے احساس سے کھانا برتنوں میں نکالا۔۔۔ بریانی کے ساتھ دوپہر والی میکرونی بھی گرم کر لی اور بنا کچھ کہے برتن اٹھا کر ڈائیننگ ٹیبل پر رکھنے لگی۔۔۔

دونوں ہی خاموشی سے ایک دوسرے کو نظر انداز کئے ہوئے تھے۔۔۔ نا سلطان نے اسے اہمیت دیتے اس سے کوئی بات کی نا ہی عروب کی دوبارہ اس سے بات کرنے کی ہمت ہوئی۔۔۔

بچوں کو وہ پہلے ہی آواز دے کر وہاں بلا چکا تھا۔۔۔

عروب کا دماغ چیخ رہا تھا۔۔۔

پاپا مجھے بریانی کھانی ہے۔۔۔وہ کچن سے رائیتے کا بول لے کر واپس آ رہی تھی جب فبیحہ کی آواز اسکی سماعت سے ٹکرائی۔۔۔

اسنے رائیتے کا باول میز پر رکھا اور پلیٹ میں بریانی ڈال کر فبیحہ کے سامنے رکھی اور خود وہ واپس پلٹ گئی۔۔۔اسقدر عزت افزائی کے بعد اس شخص کے سامنے بیٹھنے کو دل ہی نا چاہا۔۔۔

ماما آپ کھلا دیں پلیز۔۔۔۔وہ ابھی پلٹی ہی تھی جب فبیحہ کی آواز کان سے ٹکرائی۔۔۔۔

وہ گہرا سانس خارج کرتی عفیفہ کے پاس ہی کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔۔۔سلطان سربراہی کرسی پر بیٹھا تھا۔۔۔

اسکے دائیں بائیں عفیفہ اور ہادی تھے۔۔۔وہ عفیفہ کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھی تھی یوں کے چہرا اس ستم گر کی جانب تھا مگر اسنے جھکا رکھا تھا۔۔۔

آہم۔۔۔ایکسکیوز می مسز سلطان۔۔۔دفعتاً ہادی کنگارا۔۔۔

وہ چونک کر اسکی جانب متوجہ ہوئی۔۔۔اسکے بلانے سے زیادہ حیرت کن اسکا طرز تخاطب تھا۔۔۔

اور چونکا تو سلطان بھی تھا بیٹے کے اس طرز تخاطب پر۔۔۔

ایم سوری۔۔۔میں دوپہر کے لئے آپ سے شرمندہ ہوں۔۔۔اور پاپا۔۔۔وہ اس سے کہتا باپ کی جانب متوجہ ہوا۔۔۔

میں نے آپ سے یہ نہیں کہا تھا کے انہوں نے لنچ نہیں بنایا۔۔۔انہوں نے لنچ بھی بنایا تھا اور ہمارے گھر واپس آنے پر ہم سے پوچھا بھی تھا لیکن ہم نے انکار کر دیا کیونکہ ہم نے فاسٹ فوڈ کھانی تھی۔۔۔

وہ پشیمانی سے وضاحت دیتا دوبارہ کھانا کھانے لگا۔۔۔

جبکہ عروب اسکی بات سن کر واپس سر جھکاتی فبیحہ کو کھلانے لگی۔۔۔

بیٹے کی بات سن کر سلطان نے اس پر ایک گہری نگاہ ڈالی۔۔۔سوجھی سرخ آنکھیں اسکے کافی دیر تک روتے رہنے کی چغلی کھا رہی تھیں۔۔۔چہرا ہنوز جھکا تھا۔۔۔وہ اسکی جانب متوجہ نا تھی۔۔۔نا ہی ہادی کی وضاحت پر اسنے کوئی رد عمل دیا تھا۔۔۔

وہ خاموشی سے اسکا خفا خفا سا انداز دیکھتا آہستہ آہستہ کھانا کھاتا رہا۔۔۔

فبیحہ کو کھانا کھلا کر سب کے کھانا کھاتے ہی وہ برتن سمیٹ کر کچن میں لے گئی۔۔۔

سلطان اسکی ایک ایک حرکت نوٹ کر رہا تھا۔۔۔

کچن میں پہنچتے ہی ایک آنسو اسکی آنکھ سے لڑھک کر پھسلا۔۔۔

وہ جو توقع کر رہی تھی کے ہادی کی وضاحت سے دوسری طرف سے کوئی اظہار پشیمانی ہو گا اب جیسے اپنی اس توقع پر خود سے ہی خفا تھی۔۔۔

اس شخص کے سینے میں دل نہیں تھا شاید۔۔۔

اس شخص کی بے حسی اسے اندر ہی اندر کاٹ رہی تھی۔۔۔

اپنی سوچوں پر سر جھٹکتے اسنے وہیں کچن میں بیٹھ کر کھانا کھایا۔۔۔

ایک نیا قلق دل میں اٹھا تھا۔۔۔ مجال تھی جو اس شخص کو زرا احساس ہو کے اسنے سب کے ساتھ کھانا نہیں کھایا۔۔۔ یا اسنے جھوٹے منہ ہی اسے کھانا کھانے کا کہا ہو۔۔۔

کھانا کھا کر سبھی برتن دھوتے اسنے ایک کپ چائے کا بنایا۔۔۔

سلطان باہر لاونج میں بیٹھا بچوں کے ساتھ ایل ای ڈی دیکھتا ان سے چھوٹی چھوٹی باتیں کرتا گاہے بگاہے کچن میں موجود وجود پر بھی نظر ڈال لیتا۔۔۔

وہ بچوں کے ساتھ مصروف تھا جب وہ چائے کی ٹرے اٹھائے باہر آئی اور ٹرے خاموشی سے اس ظالم شخص کے سامنے موجود میز پر رکھتی خاموشی سے سیڑھیاں چڑھتی اوپر چلی گئی۔۔۔

سلطان نے ایک نظر چائے کی جانب دیکھا اور دوسری نظر اوپر جاتی عروب کو پھر کپ اٹھا کر منہ کو لگا لیا۔۔۔

وہ کھانا کھانے کے بعد چائے پینے کا عادی تھا یہ بات وہ ایک ہی دن میں جان چکی تھی۔۔۔

*****

ماہیر فجر کی نماز اور قرآن پاک کی تلاوت کے بعد اپنے سسر کے لئے چائے بنا کر انکے کمرے میں آئی۔۔۔

وہ سحر خیز تھے اور صبح اٹھتے ہی چائے پینے کے عادی تھے۔۔۔

روز یہ ڈیوٹی اسکی جیٹھانی کی تھی لیکن کل رات اسکی طبیعت ٹھیک نہیں تھی جسکے باعث یہ چھوٹے چھوٹے کام اس پر آن پڑے تھے۔۔۔

دروازہ ناک کرتی وہ کمرے میں آئی تو ساس بیڈ پر بیٹھی رحیل میں موجود قرآن پاک کی تلاوت کر رہی تھیں جبکہ سسر سامنے صوفے پر براجمان تھے۔۔۔

وہ سلام کر کے انہیں چائے پیش کرتی باہر نکل رہی تھی جب ساس نے آواز دے کر روکا۔۔۔

جی آنٹی جی۔۔۔وہ مودب سی پلٹی۔۔۔

بیٹا رات جو تمہیں دہی جمانے کو بولا تھا اس میں سے مجھے دہی لا دو اور باقی کا نکال کر فریج میں رکھ دینا باقی سب ناشتے میں لیں گے۔۔۔وہ قرآن پاک غلاف میں لپیٹتیں گویا ہوئیں۔۔۔

لمحے میں ماہیر کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑا۔۔۔اسے دن میں تارے ناچتے دکھائی دیئے۔۔۔

جج۔۔۔جی آنٹی جی۔۔۔تھوک نگلتی وہ سرپٹ باہر کو بھاگی۔۔۔

اسے بے طرح بے چینی لاحق تھی۔۔۔اس کمرے سے نکلتے اسنے بریک اپنے کمرے میں ہی آکر لگائی جہاں احمر بستر پر اونڈھے منہ لیٹا سو رہا تھا۔۔۔

اللھھھھھہ۔۔۔یہ ابھی تک نہیں اٹھے۔۔۔وہ انگلی دانتوں میں دابے اسے بے بسی سے دیکھنے لگی۔۔۔

وہ نیند کا بہت پکا تھا۔۔۔گھر سے جانے سے محض کچھ منٹ پہلے اٹھتا۔۔۔جھٹ پٹ تیار ہوتا اور بعجلت ناشتہ کرتا نکل جاتا۔۔۔

شادی کے بعد ابھی تک وہ اسے صبح فجر کے وقت اٹھا کر فجر پڑھوانے میں ناکام رہی تھی۔۔۔ہر بار وہ بڑی سہولت سے ٹال جاتا۔۔۔جب میں نے پڑھنی ہو گی پڑھ لوں گا۔۔۔یوں دوسروں کو بار بار کہہ کر گنہگار نہیں کرتے۔۔۔اور ماہیر چپ ہو کر رہ جاتی۔۔۔ مگر اسے نا صبح جلدی اٹھنا تھا نا وہ اٹھتا۔۔۔

لیکن ابھی وہ کیا کرتی۔۔۔خود کو لاحق پریشانی اسے نا بتاتی تو کسے بتاتی۔۔۔

ہمت پکڑتی وہ اسکے سرہانے بیٹھی۔۔۔احمر۔۔۔احمر اٹھ جائیں نا پلیز۔۔۔وہ بڑی محبت سے اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتی چاشنی بھرے لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔

ماہیر تم نماز پڑھ لو۔۔۔میں پڑھ لوں گا۔۔۔وہ مندھی آنکھوں سمیٹ کروٹ بدل گیا۔۔۔جیسے پہلے ہی آگاہ ہو کہ اسے اس وقت اٹھانے کے پیچھے کیا مقصد کار فرما ہے۔۔۔

آہہہہ۔۔۔وہ مٹھیاں میچتی جھنجھلا کر رہ گئ۔۔۔

احمر اٹھیں میری بات سنیں۔۔۔فوراً اٹھیں۔۔۔وہ اسے بازو سے جھنجھوڑتی تیز لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔

دنیا کی ظالم ترین لڑکی ہو تم۔۔۔نا رات میں بات سنتی ہو نا صبح سونے دیتی ہو۔۔۔ وہ نیند کے خمار میں ڈوبی آنکھیں کھول شکوا کناں ہوا۔۔۔

احمر پلیز بات سن لیں نا۔۔۔روہانسی آواز میں کہتی وہ اسکے شکووں کو یکسر فراموش کر گئ۔۔۔

جی فرمایئے۔۔۔وہ جمائی روکتا بیڈ کراون سے ٹیک لگائے زرا سا نیم دراز ہوا۔۔۔

رات امی نے نا۔۔۔وہ جھٹ اسکے سامنے بیٹھتی ہونٹ چبانے لگی۔۔۔

مجھے دہی جمانے کو بولا تھا۔۔۔پشیمانی سے کہتی وہ رکی۔۔۔

پھر۔۔۔اسنے پھر سے جمائی روکی۔۔۔ لیکن مجھے یاد بھول گیا۔۔۔اب وہ دہی مانگ رہی ہیں۔۔کیا کروں۔۔۔وہ کسی بھی پل رو دینے کو تھی۔۔۔

روز یہ کام بھابھی کرتی ہیں۔۔۔وہ کیا کہیں گی اس پھوہر لڑکی کو پہلی مرتبہ کام کہا اور نکمی نے وہ بھی نا کیا۔۔۔میں کیا کروں احمر

۔۔

وہ اسکی بازو جھنجھوڑتی نم آنکھوں سے دیکھتی گویا ہوئی۔۔۔

یہ تو ہونا ہی تھا ماہیر۔۔۔ساری رات تو کتابوں کو سینے سے لگائے رکھتی ہو۔۔۔ چلو ساس کی بات نا ماننا تو سمجھ میں آتا ہے تم تو شوہر کی بات تک نہیں سنتی پھر۔۔۔۔۔

وہ گہری سانس خارج کرتا گویا ہوا۔۔۔ جیسے جیسے اسکے امتحانات کے دن نزدیک آ رہے تھے وہ ہر چیز فراموش کرتی جا رہی تھی۔۔۔اور اپنی نظر اندازی احمر کو کھل رہی تھی۔۔۔

اب آپ بھی مجھے باتیں سنائیں گے۔۔۔ بھرائی آواز ابھری۔۔۔ساتھ ہی لبالب آنکھیں بھر آئیں۔۔۔میں ہی پاگل ہوں جو ڈوری ڈوری آپ کے پاس چلی

آئی۔۔۔آنسو آنکھ کی باڑ پھیلا نگ بہہ نکلے جنہیں بے دردی سے صاف کرتی وہ نڑو ٹھے پن سے اٹھی۔۔۔

وہ ٹرپ کر اٹھا۔۔سب برداشت تھا مگر اس سبز کانچ کے سمندر میں آنسو کہاں برداشت تھے اسے۔۔۔

ہیے ے ے ے۔۔۔سنو۔۔۔کہاں چل دی۔۔۔بعجلت اسکی مومی کلائی تھامے وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔۔۔

آنٹی جی کے پاس انہیں بتانے کے انکی بہو پھوہر ہے اسنے انکی بات نہیں سنی۔۔۔

سوں سوں کرتے آنسو رگڑے گئے۔۔۔

وہ گہری سانس خارج کرتا اسکے مقابل آیا۔۔۔

اسکی آنکھوں سے ہاتھ ہٹاتے نرمی سے آنسو صاف کئے۔۔۔

اتنی چھوٹی سی بات پر آنکھوں کا حشر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔میں باہر سے دہی لادیتا ہوں۔۔۔۔

اسکے نرمی سے کہنے پر وہ کھل اٹھی۔۔۔۔

واقعی۔۔۔ تھینک یو احمر۔۔۔ آپ دنیا کے سب سے بہترین شوہر ہیں۔۔۔ وہ محبت سے اسکا گال کھینچتی چہکی۔۔۔

مطلبی لڑکی۔۔۔ میں صرف تمہیں اپنے مطلب کے وقت ہی اچھا لگتا ہوں۔۔۔ ورنہ تو تم بات تک نہیں پوچھتی۔۔۔ وہ تاسف سے سر نفی میں ہلاتا جاتے جاتے بھی اس پر چوٹ کرتا اسے شرمندہ کر گیا۔۔۔

اچھا نا اب جائیں۔۔۔ وہ نظریں چراتی اسے باہر کی طرف دھکا دیتی گویا ہوئی۔۔۔ وہ واقعی آج کل اسکے ساتھ زیادتی کر رہی تھی۔۔۔ وہ پشیمانی سے سوچ کر رہ گئی۔۔۔

*****

وہ گم صم سی آ کر صوفے پر بیٹھ گئی۔۔۔ گھٹنے سینے سے لگے تھے اور وہ انکے گرد بازوں کا حلقہ بنائے گھٹنوں پر سر ٹکائے کھلی کھڑکی سے باہر آسمان پر جگمگاتے تنہا چاند کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ سینکڑوں ستاروں کے جھرمٹ میں وہ بھی تنہا تھا۔۔۔ بالکل اسی کی طرح۔۔۔۔

دل بہت اداس اداس سا تھا۔۔۔اندر سے ایک خالی پن کا احساس شدت سے ہو رہا تھا۔۔۔

دفعتاً اُسے کمرے میں آہٹ کا احساس ہوا اور ساتھ ہی اس ستم گر کے پرفیوم کی مخصوص مہک نتھنوں سے ٹکرائی۔۔۔مطلب وہ کمرے میں آگیا تھا لیکن وہ پھر بھی بنا ردعمل دیئے ہنوز بیٹھی رہی۔۔۔۔

وہاں کونسی اسکی ذات کی اہمیت تھی۔۔۔دل پر مزید بوجھ آگرا۔۔۔۔

دفعتاً سلطان اسکے پاس ہی آکر بیٹھا تو عروب چونک کر سیدھی ہوئی۔۔۔

یہ لو ٹیبلٹ کھالو تمہاری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی۔۔۔

وہ دودھ کا گلاس اسکے سامنے بڑھائے ہاتھ میں بخار کی گولی تھامے اسکے سامنے بیٹھا تھا۔۔۔

عروب کی آنکھوں میں پہلے حیرت جاگی۔۔پھر غصہ اور پھر بے بسی۔۔۔۔

دل چاہا اس ظالم انسان کے سامنے غصے کا خوب خوب اظہار کرے۔۔۔اندر پلتے سارے لاوے کو اس پر انڈیل ڈالے۔۔۔۔دل چاہا کے یہ ہی گلاس تھام کر سامنے دیوار میں مار ڈالے اور اسے خوب سنائیں مگر۔۔۔۔

مگر کیا وہ ایسا کر سکتی تھی۔۔۔۔بے بسی کے شدید احساس تلے باوجود ضبط کے بھی ایک آنسو ٹوٹ کر گال پر پھسلا۔۔۔۔

وہ شدت ضبط سے دانت دانتوں پر سختی سے جمائے چہرا موڑ گئ۔۔۔یہ اسکی بھرپور ناراضگی کی نشاندہی تھی اور ستم یہ کے ناراضگی کے احساس کے طور پر وہ اس سے زیادہ کچھ کر بھی نا سکتی تھی۔۔

دیکھو لڑکی۔۔۔اس سے زیادہ میں کسی کے نخرے برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔ تمہاری طبیعت۔۔۔

وہ اسکے چہرا موڑنے پر ماتھاڑ گرتا متانت سے گویا ہوا جب وہ بپھری شیرنی کی مانند اسکی جانب پلٹتی تیزی سے اسکی بات کاٹ گئ۔۔۔۔

نہایت افسوس کا مقام ہے مسٹر سلطان۔۔۔۔کے آپکو آپکی بیوی کا نام تک نہیں پتہ۔۔آنکھوں میں گویا شعلوں کی سی لپک تھی اور لہجہ بھرا رہا تھا۔۔۔

سلطان نے ٹھٹھک کر ان نم آنکھوں میں دیکھا۔۔۔

اس طرح کے طرز تخاطب سے مجھے مخاطب کرنے سے بہتر ہے کے آپ مجھے مخاطب ہی مت کریں۔۔۔۔جو ہو گا دیکھا جائے گا۔۔۔ لیکن اس سے زیادہ وہ برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔۔ تبھی دانت پیسی چبا چبا کر گویا ہوئی

اور نخرے نا اٹھانے کی تو آپ نے خوب کہی۔۔۔

آپ بتانا پسند کریں گے کہ آپکو اور آتا ہی کیا ہے۔۔۔آنکھوں کی سختی کچھ مزید نمایاں ہوئی۔۔۔ شکووں کی لسٹ طویل ہونے لگی تھی۔۔۔ایک گلیشیر تھا کو پھٹنے کو تیار پڑا تھا۔۔۔۔ سلطان کے ماتھے پر بل پڑنے لگے۔۔۔

سوائے ہمہ وقت غصہ کرنا اور ماتھے پر ان بلوں کو سجانے کے۔۔۔وہ دوبدو گویا ہوئی کے سلطان کے ماتھے پر موجود شکنیں کچھ ڈھیلی ہوئیں۔۔۔۔

مسٹر سلطان مانتی ہوں آپ بہت طاقت ور ہیں لیکن آپکو اپنی یہ طاقت مجھ پر آزمانے کی ضرورت نہیں۔۔۔ لہجہ پر شکوہ ہوا اور آنسو ٹپ ٹپ آنکھوں سے بہنے لگے۔۔۔۔۔

کیونکہ میں آپکی جتنی طاقتور نہیں۔۔۔ میں کمزور ہوں۔۔۔اور آپکی طاقت میری برداشت سے باہر ہے۔۔

اتنا ہی شوق ہے آ گر آپکو اپنی طاقت آزمانے کا تو مقابلہ برابری کا کریں نا۔۔۔ کسی اپنے ہم پلہ مرد پر اپنی طاقت آزمائے۔۔۔ طاقت آزمانے کے لئے کمزور کا انتخاب کیوں کر رہے ہیں۔۔۔ اسنے بے طرح اپنی بہتی آنکھیں مسلیں۔۔۔

سلطان نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔

کیا تمہیں نہیں لگ رہا کے تم ضرورت سے کچھ زیادہ بول رہی ہو۔۔۔ وہ سنجیدہ لہجے میں گویا ہوا۔۔ اس سے زیادہ وہ کسی کا ایسا رویہ اور اونچا لہجہ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔۔ ابھی بھی تحمل کا مظاہرہ اس لئے تھا کے انجانے میں ہی سہی وہ اس لڑکی کیساتھ زیادتی کر چکا تھا۔۔۔ جسکا اب وہ پورا پورا فائدہ اٹھا رہی تھی۔۔۔

آپ دوبارہ مجھ پر ہاتھ نہیں اٹھائیں گے سلطان صاحب۔۔۔ وہ بھرائی نگاہیں اس پر گاڑے تیزی سے گویا ہوئی۔۔

سلطان بونچکا رہ گیا۔۔۔ اتنا بڑا الزام۔۔۔

پہلے کب اٹھایا میں نے تم پر ہاتھ۔۔۔ ماتھے پر سرعت سے جابجا شکنوں کا جال بچھا۔۔۔ لہجہ تیز ہو گیا۔۔۔ جیسے وہ بھی اب دو دو ہاتھ کرنے کو تیار تھا۔۔۔

تو یہ کیا ہے پھر۔۔۔اسنے سرعت سے بازو اوپر چڑھائی۔۔۔شفاف بازو پر گولائی میں مردانہ انگلیوں کے واضح نشان چھپے تھے۔۔۔۔بے ساختہ سلطان کی آنکھوں کے سامنے سے دوپہر کا منظر گھوم گیا جب اسنے غصے سے اسکی بازو دبوچی تھی۔۔۔۔

احساس پشیمانی اس میں سر ابھارنے لگی۔۔۔۔

بازو توڑ کر رکھ دی آپ نے میری۔۔۔آنسو پھر سے ٹپ ٹپ بہنے لگے۔۔۔

سر دیوار میں مار کر پھاڑ ڈالا میرا۔۔۔اسنے تجاہل عارفہ سے کام لیتے اپنے دکھتے سر کی طرف اشارہ کیا جو بے طرح دیوار سے ٹکرایا تھا۔۔۔

بے ساختہ سلطان کی نگاہ اسکے سر کی جانب اٹھی۔۔۔اور پھر کہتے ہیں کے کب ہاتھ اٹھایا میں نے تم پر۔۔۔وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔

وہ لب سختی سے پیوست کئے نیچے زمین کو گھورنے لگا۔۔۔۔۔۔

اتنا غصہ بھی کیا غصہ سلطان۔۔۔کے انسان دوسرے کو صفائی کا موقع تک نا دے۔۔۔

ٹھیک ہے آپکے بچے آپکو بہت عزیز ہیں اور آپ انہیں بھوکا نہیں دیکھ سکتے تھے اس لئے آپ آپے سے باہر ہو گئے۔۔۔اور یہ ہی تو بات ہے سلطان کے آپ سے اپنی بیٹی کی بھوک تک برداشت نا ہوئی اور آپ مرنے مارنے پر تل آئے۔۔۔تو کیا میں کسی کی بیٹی نہیں۔۔۔

اسنے کاری وار وہاں کیا تھا جہاں سے سلطان جیسا شخص بھی بلبلا اٹھا۔۔۔اسنے سرخ ہوتی نگاہیں اٹھا کر عروب کو دیکھا جو مسلسل آنسو بہا رہی تھی۔۔۔

جتنے پیار سے آپ اپنے بچوں کو پال رہے ہیں نا۔۔۔میرے باپ نے بھی مجھے اتنے ہی لاڈوں سے پالا تھا۔۔۔بلکہ اس سے بھی زیادہ لاڈوں سے کے میں انکی اکلوتی اولاد تھی۔۔۔اب وہ۔۔۔وہ۔۔۔وہاں سے دیکھ رہے ہونگے نا اسنے کھلی کھڑکی سے آسمان کی جانب اشارہ کیا۔۔۔اپنی لاڈوں پلی بیٹی کے حالات۔۔۔تو انکی روح بھی کپکپا اٹھتی ہو گی۔۔۔

میرے باپ نے بھی آپ پر یقین کر کے ہی آپکو اپنی بیٹی تھمائی تھی۔۔۔آپ میرے ساتھ ایسا سلوک کیسے کر سکتے ہیں۔۔۔

ہر وقت کیسے آپ مجھ سے انگارے چبا کر بات کر سکتے ہیں سلطان۔۔۔

مانا کے ہماری حیثیت میں بہت فرق تھا۔۔۔ مگر وہ فرق تھاااا۔۔۔اسنے تھا پر زور دیا۔۔۔ کیونکہ تب میں آپکے ملازم کی بیٹی تھی۔۔۔ مگر اب تو اپکی بیوی ہوں نا۔۔۔ تو پھر کیا میں آپکے نرم لہجے تک کی حقدار نہیں۔۔۔۔

آج اسے اگر موقع ملا تھا تو وہ سارے شکوے اس بے رحم کے سامنے کر دینا چاہتی تھی

۔۔شاید پتھر پگل جاتا۔۔۔۔

وہ نہایت اطمینان سے اسکی ساری باتیں سنتا رہا پھر خاموشی سے اٹھ کر کمرے سے چلا گیا۔۔

وہ تعجب سے اسے دیکھ کر رہ گئ۔۔۔دل گویا کسی نے بھاری سل تلے کچل ڈالا ہو۔۔۔

اتنے شکووں کے بعد بھی نا کوئی صفائی نا ہی کوئی دلاسہ۔۔۔

اسنے بے بسی سے سر واپس گھٹنوں پر رکھا۔۔۔مجھے ایسے ظالم انسان کے سامنے اپنے الفاظ بے مول کرنے ہی نہیں چاہیے تھے۔۔۔

وہ سر جھٹک کر رہ گی۔۔۔

دفعتاوہ کچھ دیر بعد واپس آکر اسکے پاس بیٹھا۔۔۔

وہ ہنوز آنکھیں مونڈے سر گھٹنوں پر ٹکائے بیٹھی رہی۔۔۔ جیسے اسکے ہونے یانا ہونے سے عروب کو بھی کوئی فرق ناپڑ رہا ہو۔۔۔

دفعتا اسے اپنے بازو پر سلطان کے ہاتھوں کا لمس محسوس ہوا۔۔۔ اسنے پٹ سے آنکھیں کھولیں۔۔۔

اسکے سامنے بیٹھاوہ نہایت نرمی سے اسکی بازو تھامے آستین اوپر چڑھا رہا تھا۔۔۔

پھر اسنے پاس پڑی آئنٹمنٹ اٹھائی اور ڈھکن کھول کر سرخ نشانات پر ہلکے ہاتھوں سے مرہم لگانے لگا۔۔۔

عروب یک ٹک اسے دیکھے گئی جسکے نقوش اس وقت تنے نہیں تھے مگر سنجیدہ ضرور تھے۔۔۔

ماتھے سے شکنیں غائب تھیں البتہ اسکی تمام توجہ عروب کی بازو کے متاثرہ حصے پر تھی۔۔۔

ڈھکن بند کرتاوہ سیدھا ہوا اور دودھ کا گلاس تھام کر اسکی جانب بڑھایا۔۔۔

گولی کھاو۔۔۔ سنجیدہ آواز میں جیسے حکم صادر ہوا۔۔۔

اسکا نرم رویہ دیکھا عروب نے بنا چوں چرا کئے ٹیبلٹ نگل لی اور خالی گلاس واپس میز پر رکھا۔۔۔

اٹھو۔۔۔اسکے دودھ ختم کرتے ہی وہ اٹھ کھڑا ہوتا اسکا ہاتھ تھام کر اسے اٹھانے لگا۔۔۔

وہ دل کی بھڑاس نکال کر ہلکی پھلکی ہو چکی تھی تبھی بنا مزاحمت اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

جو بھی تھا پر سلطان جیسی روبدار شخصیت کے سامنے اتنا بول جانا اور اسکا خاموشی سے سب سن کر کوئی رد عمل نا دینا اسکے لئے حیران کن تھا۔۔۔

سلطان نے اسے بیڈ پر لٹایا اور لحاف کھول کر اس پر اوڑھا دیا۔۔۔

پر سکون ہو کر سو جاو۔۔۔آہستگی سے کہتا وہ کمرے کی لائٹ آف کر کے بالکنی میں چلا آیا۔۔۔۔

عروب نیم تاریکی میں بالکنی میں کھڑے اسکے وجود کو یک ٹک دیکھے گی۔۔۔

کیا تھا وہ شخص۔۔۔ جسنے منہ سے تلافی کا لفظ تک نا نکالا تھا لیکن اپنے عمل سے واضح کر گیا تھا کے کہیں نا کہیں وہ اسکی پرواہ کرتا ہے۔۔۔ وہ اسکی زندگی میں اہم ہے۔۔۔۔

شاید مرد کی انا بہت اونچی ہوتی ہے جو وہ جھکتا نہیں۔۔۔ یا شاید وہ لفاظی کی بجائے عمل پر یقین رکھتا ہے۔۔۔ عروب محض سوچ کر رہ گئ۔۔۔

مگر جو بھی تھا اسے سلطان کا یہ روپ بھی دل سے قبول تھا۔۔۔ بس وہ اس پر غصہ نا کرے۔۔۔ اس سے بات کرتے ہاتھ کا استعمال نا کرے۔۔۔۔ اسے عزت دے تو وہ باخوشی اس مشکل نسان کے ساتھ بھی زندگی کاٹنے کو تیار تھی۔۔۔

سلطان کے بارے میں ہی سوچتے وہ نیند کی وادیوں میں اتر گئ۔۔۔۔

****

احمر کمرے میں داخل ہوا تو وہ بیڈ پر چار سو کتابیں بکھرائے وسط میں اول جلول سے حلیے میں سر جھکائے جرنل پر کچھ لکھنے میں مصروف تھی۔۔۔

رات کے کھانے کے بعد بابا اور بھائی کے ساتھ بیٹھے باتیں کرتے اسے واپس کمرے میں آتے آتے کافی دیر ہو گئ۔۔۔بے ساختہ اسکی نگاہ وال کلاک پر پڑی جو رات کے ساڑھے گیارہ بجا رہا تھا۔۔۔

وہ گہری سانس خارج کرتا بیڈ کی جانب بڑھا جہاں وہ بالوں کی ڈھیلی سی پونی بنائے آنچل سے بے نیاز بیٹھی تھی۔۔۔آنچل وہیں کتابوں کے ساتھ ہی پڑا تھا جبکہ بالوں کی کئ بکھری لٹیں زبردستی کانوں کے پیچھے اڑسی گئیں تھیں جو اسکے جھکنے پر وقتاً فوقتاً چہرے پر پھسل آتیں۔۔۔

سبز کانچ میں نیند کی خماری تھی جنہیں وہ رگڑ رگڑ کر سرخ کر چکی تھی۔۔۔

کیوں خود پر جبر کر رہی ہو ماہیر۔۔۔دیکھو آنکھیں نیند سے بوجھل پڑی ہیں تمہاری۔۔۔کچھ دیر سو جاو باقی کی پڑھائی صبح کر لینا۔۔۔

احمر اسکے پاس ہی جگہ بناتا بیٹھا اور اسکے سامنے سے کتابیں ہٹانے لگا۔۔۔

احمر میرے امتحانات شروع ہونے والے ہیں مجھے امی کی طرف جانا ہے۔۔۔

جرنل بند کرتے وہ تھکے تھکے انداز میں گویا ہوئی۔۔۔جبکہ اسکی بات سن کر احمر سیدھا ہو بیٹھا۔۔۔

کچھ ہی دنوں میں وہ لڑکی اسکے لیے اتنی ناگزیر ہو چکی تھی کے اسکے بنا رہنے کا تصور ہی اسکی سانسیں روکنے لگتا۔۔۔

اسنے لبوں پر زبان پھیرتے انہیں تر کیا۔۔۔

یاررررر۔۔۔وہاں جانا ضروری ہے کیا۔۔۔وہ بے چارگی و بے بسی سے گویا ہوا۔۔۔

ماہیر بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔آنسو کسی بھی پل پلکوں کی باڑ پھیلا نگنے کو تیار تھے۔۔۔مطلب وہ اسے ماں کے گھر جانے سے روک رہا تھا۔۔۔

امی نے ابو کی بیماری کی وجہ سے میری شادی جلدی کر دی۔۔۔تب آپ سب نے بھی کہا کے شادی کے بعد جتنا چاہے پڑھ لے اور اب آپ۔۔۔وہ بات درمیان میں روکتی سسک اٹھی۔۔۔آنسو پلکوں کی باڑ پھیلا نگتے بہہ نکلے تھے۔۔۔

ماہیر۔۔۔وہ تڑپ کر سیدھا ہوا۔۔۔کیا تم اس شادی سے خوش نہیں۔۔۔لہجے میں کئی خدشات پنہاں تھے۔۔۔

ایسی بات نہیں ہے احمر۔۔۔میں نے ایسا کب کہا۔۔۔میں تو اپنی پڑھائی۔۔۔وہ بال کانوں کے پیچھے اڑستے منمنائی۔۔۔

تو کون روک رہا ہے تمہیں پڑھنے سے ماہیر۔۔۔۔وہ کچھ ڈھیلا پڑتا بیڈ کراون سے ٹیک لگا گیا۔۔ماہیر نے قاتل شکوہ کناں نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔

کہنے کو تو سب کہہ دیتے ہیں احمر۔۔۔ کہ کس نے روکا ہے پڑھنے سے۔۔۔ لیکن پڑھنے کے لئے وقت چاہیے۔۔۔پر سکون ماحول اور تنہائی چاہیے۔۔۔۔

مانا کے امی ٹیپکل ساس نہیں ہیں۔۔۔اور نا ہی مجھ پر گھر کی بہت زیادہ ذمہ داریاں ہے۔۔۔ لیکن جو ذمہ داریاں ہیں۔۔۔ مجھ سے وہی مینج نہیں ہو پا رہیں۔۔۔

رات میں آپ کہتے ہیں کے صبح پڑھنا۔۔۔ لیکن صبح کیسے پڑھوں۔۔۔بلاشبہ ناشتہ میں نہیں بناتی۔۔ لیکن بھابھی کا بنایا ناشتہ سرو کرنا اسکے بعد میز سمیٹنا۔۔۔

کام والی کے سر پر کھڑا ہو کر کام کروانا۔۔۔ کبھی کوئی ملنے آجاتا ہے تو کبھی کوئی۔۔۔ بن سنور کر گھنٹوں انکے پاس بیٹھنا انکی خاطر مدارت کرنا۔۔۔ نہیں تو لوگ منہ ہر ہی منہ پھاڑ کر کہہ دیتے ہیں کے آپکی چھوٹی بہو زرا ملنسار نہیں۔۔۔

بھابھی کے چھوٹے بڑے کاموں میں مدد کروانا۔۔۔

سارا دن ایسے ہی گزر جاتا ہے تو میں کس وقت پڑھوں۔۔۔زرا جو فوکس سے پڑھنا شروع کرتی ہوں تو کسی نا کسی کو کوئی کام یاد آجاتا ہے۔۔۔

مجھ سے یہ سب مینج نہیں ہو پا رہا۔۔۔

میرے امتحانات شروع ہونے والے ہیں اور بہت سے ٹاپکس کور کرنے والے ہیں۔۔۔ ٹینشن سے میرے کندھوں میں کھنچاو ہو گیا ہے۔۔۔ عجیب مشکل زندگی بن گئی ہے جس میں نارات آپکی نادن آپکا۔۔۔ وہ سوں سوں کرتی بے بسی سے اپنا دل ہلکا کرنے لگی تھی جبکہ احمر تو ہونق بنا اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

میرے خواب۔۔۔ میری خواہشیں۔۔۔ میرا کیریئر یہ سب تو جیسے اس شادی نامی پنجرے کے اندر کہیں قید ہو کر رہ گیا ہے۔۔۔

مجھے کچھ سمجھ نہیں آتا احمر۔۔۔ مجھے تو بہت آگے تک جانا ہے۔۔۔ اپنا کیریئر بنانا ہے۔۔۔ ایک کامیاب عورت بننا ہے پر۔۔۔ وہ چہرا ہاتھوں میں چھپاتی رو دی۔۔۔ ہیےےےے ماہیر پلیز ہاتھ ہٹاو۔۔۔ میری طرف دیکھو نا۔۔۔ وہ بے چینی سے اسکے ہاتھ چہرے سے ہٹاتا تھوڑی سے اسکا چہرا اونچا کیئے اسکی آنکھوں میں دیکھتا گویا ہوا۔۔۔

ان آنکھوں پر ظلم مت کیا کرو یار۔۔۔ ٹھیک ہے چلی جانا صبح اپنی امی کی جانب۔۔۔ بلکہ میں خود تمہیں صبح جانے سے پہلے چھوڑ آوں گا۔۔

بس فضول میں خود کو ہلکان مت کرو اور پر سکون ہو کر اپنے امتحان دینا تاکے ہمیشہ کی طرح ٹاپ کر سکو۔۔۔وہ محبت سے اسکے آنسو صاف کرنے کے بعد اسکے بال سنوارنے لگا تھا۔۔۔

اور سنو۔۔۔تمہارا ہر خواب پورا کرنا فرض ہے مجھ پر۔۔۔اپنے کیریئر کے حوالے سے تم نے جو بھی خواب دیکھے ہیں نا۔۔۔انشااللہ ان سب کو پورا کروں گا میں ۔۔۔تمہاری ہر کامیابی میری کامیابی ہے اور میری بیوی کامیابی کی ہر منازل کو طے کرے گی۔۔۔بس مجھ پر یقین رکھنا۔۔۔

وہ اسکی کتابیں سمیٹ کر اسے بستر پر لٹاتا اسکے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا تھا۔۔۔

دیکھتے ہی دیکھتے وہ گہری نیند کی وادیوں میں اتر گی۔۔۔

وہ اسکا معصوم چہرا دیکھ کر مسکرا دیا۔۔۔

وہ واقعی ناسمجھ تھی نا تجربہ کار تھی جو زندگی کے اس بدلاو کو باآسانی قبول نہیں کر پا رہی تھی۔۔لیکن وہ کس لئے تھا بھلا۔۔۔اپنے شہزادی کی ہر مشکل کو حل کرنے کے لئے وہ اسکے سامنے کسی سسیہ پلائی دیوار کی مانند تن کر کھڑا تھا۔۔۔

آج سر شام ہی گھر میں ایک ہنگامہ بھرپا تھا۔۔ماں سر تھامے تخت پر بیٹھی تھیں جبکہ ابا پشت پر ہاتھ باندھے غصے سے یہاں سے وہاں پیدل مارچ کر رہے تھے۔۔۔بھابھی کچن میں بظاہر اپنے کام میں مصروف تھی البتہ ساری حسیات وہیں لگی ہوئی تھیں۔۔۔

بڑا بھائی بھی ماں کے پاس دائیں جانب صوفے پر موجود گم صم سا تھا۔۔وہ اکیلا آج پھر ایک محاز لڑنے تھری سیٹر صوفے پر بے چین سا بیٹھا تھا جبکہ جسکے بارے میں یہ سب ہو رہا تھا وہ اپنے کمرے میں دروازے کی اوٹ سے ناخن چباتی دھڑکتے دل کیساتھ باہر دیکھ رہی تھی۔۔۔

میں کہتی ہوں اس لڑکے کی مت ماری گئ ہے۔۔۔پاگل ہو گیا ہے یہ لڑکا۔۔۔۔ ماں تلملائی۔۔۔۔

نہیں خوبصورت بیوی کے عشق میں پاگل ہوا ہے یہ باولا۔۔۔۔بھائی نے سر جھٹکتا۔۔۔مگر وہ ہنوز بیٹھا پاوں جھلاتا ان کی باتیں سنتا رہا۔۔۔

جانتا تھا وہ سیدھے سادھے لوگ ہیں اتنا ہنگامہ تو بنتا ہی تھا نا۔۔۔

نہیں تو اب ہمارے خاندان کی لڑکیاں یونیورسٹی میں لڑکوں کیساتھ پڑھنے جائینگی۔۔۔ابا چلتے چلتے اسکے قریب رک کر درشتی سے گویا ہوئے۔۔۔

اسنے گہری سانس خارج کرتے باپ کے لال بھبھوکا چہرے کو دیکھا۔۔۔

اس خاندان کی تو بیٹیوں تک کو یونیورسٹی جانے کی اجازت نا تھی کجا کے بہو کو۔۔۔

ابا وہ پہلے بھی یونیورسٹی جاتی تھی۔۔۔شادی کی وجہ سے چھٹیاں لے رکھی تھیں۔۔۔اسکے پچھلے سمیسٹر کے پیپرز تھے اور اب نیا سمیسٹر شروع ہوا ہے۔۔۔ اسنے یونیورسٹی دوبارہ جوائن کرنی ہے۔۔۔وہ متانت سے گویا ہوا۔۔۔

پہلے کی بات جو بھی تھی احمر۔۔۔مگر اب اسکی شادی ہو چکی ہے۔۔۔اسکا دل گھر گرہستی میں لگنے دو۔۔۔ابا گرج کر کہتے سامنے سنگل صوفے پر بیٹھے۔۔۔غصے سے سانس پھولنے لگا تھا۔۔۔بیٹھتے ہی انہوں کے قمیض کا اوپری بٹن کھولا۔۔۔

ابا کی بات سن کر وہ لب بھینچ گیا۔۔۔مگر وہ اس دل کا کیا کرتا جو اسے کہتا تھا کے وہ بہت خاص ہے۔۔۔وہ محض گھر کا چولہا چوکی سمبھالنے کو نہیں۔۔۔وہ ایک دنیا فتح کرنے کے لئے بنی ہے۔۔۔وہ اسکی ذہانت کو گرہن نہیں لگانا چاہتا تھا۔۔۔

دیکھو چھوٹے اس عورت ذات کو جتنی ڈھیل دو گئے نا اتنا تمہیں تگنی کا ناچ نچائے گی۔۔۔ٹھیک ہے بیوی کی ناز برداری الگ۔۔۔مگر کچھ معاملے میں عقل سے کام لینا چاہیے۔۔۔

کل کلان کو یہ اگر کسی اچھے مقام پر پہنچ گئی نا تو تجھ جیسے شخص کو گھاس تک نہیں ڈالے گی۔۔۔ٹھینگا دیکھا جائے گی تجھے پھر ہاتھ ملتے رہ جانا۔۔۔اس لئے اسکے حسن کے سحر سے نکلو اور عقل کو ہاتھ مارو۔۔۔بھیا کے لہجے میں تنفر تھا۔۔۔طنز تھا۔۔۔احمر نے بڑے ضبط سے میٹھی میٹھی بھائی کی بات ضبط کی اور وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

وہ میری بیوی ہے۔۔۔اور میں بہتر جانتا ہوں کے مجھے اسکے بارے میں کیا فیصلہ لینا ہے۔۔۔مجھے صرف آپ سب کو مطلع ہی کرنا تھا کے وہ کل صبح یونیورسٹی جانے والی ہے۔۔۔ حتمی انداز میں اپنی بات مکمل کرتا وہ واپس کمرے میں اٹھ آیا۔۔۔جبکہ باہر سب حیرت سے اسے دیکھتے اب دل کی بھراس نکالنے لگے تھے۔۔۔مگر وہاں پرواہ کسے تھی۔۔۔

****

وہ واپس کمرے میں آیا تو ماہیر گم صم سی بیڈ کی پائنتی پر بیٹھی تھی۔۔۔اب کیوں اداس ہو یار۔۔۔ کہہ تو دیا کے صبح تمہیں خود یونیورسٹی چھوڑنے جاوں گا۔۔۔وہ ڈریسنگ کے سامنے کھڑا کلائی سے گھڑی اتارتا شیشے سے نظر آتے اسکے عکس کو دیکھ کر گویا ہوا۔۔۔

احمر۔۔۔ بھیا نے دیکھیں کتنی غلط بات بولی۔۔۔اسنے بھڑائی نگاہیں اٹھا کر شیشے میں نظر آتے اسکے عکس کو دیکھا۔۔۔

وہ ٹھنڈی آہ بھرتا اسکی جانب پلٹا۔۔۔۔

کیا میں نے انکی بات کے جواب میں کوئی رد عمل دیا۔۔۔وہ قدم قدم چلتا اسکے قریب آتا سوالیہ گویا ہوا۔۔۔

وہ خاموشی سے اسے دیکھتی رہ گئ۔۔۔

اور اسی لئے کوئی رد عمل نہیں دیا کیونکہ انکی بات میرے نزدیک کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔۔۔میری ماہیر کیسی ہے اسکا کردار کیسا ہے کیسا نہیں یہ مجھ سے بڑھ کو کوئی نہیں جان سکتا۔۔۔اس لئے انکی باتوں کو سر پر سوار کرنا بند کرو اور اٹھِ کر صبح کی

تیاری کرو۔۔۔احمر نے اسکے پاس بیٹھتے اسکا چہرا تھپتھپایا تو وہ اداسی سے مسکرا دی۔۔۔

جاو جا کر صبح کی تیاری کرو۔۔۔احمر کے مسکرا کر کہنے پر وہ اداسی سے مسکراتی سر ہاں میں ہلاتی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

******

اگلی صبح عروب کی آنکھ وقت سے کچھ پہلے ہی کھل گئ۔۔۔سلطان ابھی سو رہا تھا۔۔۔

وہ خوموشی سے بستر سے اتر آئی۔۔۔وضو کر کے فجر کی نماز ادا کی اور کمرے سے نکل آئی۔۔۔

آج اتوار ہونے کی باعث سب کو چھٹی تھی اسی لئے ا

سبھی خوب نیند پوری کر رہے تھے۔۔۔۔

وہ سیدھا کچن میں ہی آئی ناشتہ کی تیاری شروع کی جب فیبحہ آنکھیں ملتی کھٹ کھٹ کی آواز سن کر کچن میں ہی اسکے پاس چلی آئی۔۔۔

عروب اسے آتا دیکھ مسکرا دی۔

ماما میرے لئے ناشتے میں کلب سینڈوتچ بنانا۔۔ چہک کر فرمائش کی گئی۔۔۔۔۔۔

عروب گھٹنوں کے بل جھکی اور اسکے چہرے پر پیار کیا۔۔۔

ٹھیک ہے پر چلو پہلے میں آپکو تیار کر دیتی ہوں پھر ناشتہ بنائیں گے۔۔۔ وہ فبیحہ کو لئے اسکے کمرے میں آگئی۔۔۔ کپڑے تبدیل کروا کر اسکے بال بناتی وہ اسے لئے واپس کچن میں ہی آگئی۔۔۔

کچھ دیر بعد ہادی بھی وہیں چلا آیا۔۔۔

اسنے دونوں بچوں کی پسند کا کھانا بنایا اور ڈائیننگ ٹیبل پر لگایا۔۔۔

وہ تینوں ڈائیننگ ٹیبل پر بیٹھے تھے جب سلطان سفید قمیض شلوار پر سیاہ مردانہ شال اوڑھے پاوں میں پشاوری چپل پہنے مضبوط قدم اٹھاتا نیچے اتر تا دکھائی دی۔۔۔

سامنے کا منظر دیکھتے اسکی آنکھوں میں ایک چمک ابھری جہاں عروب دونوں بچوں سے مسکرا کر بات کرتی انہیں ناشتہ سرو کر رہی تھی۔۔۔

آہٹ پر وہ سب سیڑھیوں کی جانب متوجہ ہوئے۔۔۔فبیحہ بھاگتی ہوئی باپ کی جانب لپکی۔۔۔وہ محبت سے اسکے بال بکھراتا اسے ساتھ لئے ڈائینیگ ٹیبل تک آیا اور اسے اسکی کرسی پر بیٹھا کر خود سربراہی کرسی پر بیٹھا۔۔۔

اچھی بات ہے بیٹا آج تو ناشتے پر باپ کا بھی انتظار نہیں کیا۔۔۔وہ ایک مطمئیں نگاہ عروب پر ڈال کر ناشتہ کرتے ہادی کی جانب متوجہ ہوتا شرارتاً گویا ہوا۔۔۔

عروب نے جوس گلاس میں انڈیل کر اسکی جانب بڑھایا۔۔۔

You are late papa...

ہادی کے کندھے اچکانے پر وہ بے ساختہ مسکرا دیا۔۔۔ناشتہ کرنے کے دوران وہ دونوں بچوں کیساتھ ساتھ عروب سے بھی چھوٹی موٹی باتیں کرتا اسے گفتگو کا حصہ بناتا رہا۔۔۔۔

عروب اس کایاپلٹ پر حیرت زدہ تھی اور خوش بھی۔۔۔

شاید اسکی رات کی باتیں رنگ لائیں تھیں جو وہ شخص اپنے اندر لچک لایا تھا۔۔۔

حیرت انگیز تو ڑ پر آج تو ماتھے کی شکنیں بھی غائب تھی اور ہونٹوں پر بھی تبسم بکھرا تھا۔۔۔

وہ اندر سے پر سکون ہو گئ۔۔اور اندر کی دنیا آباد ہوئی تو ہر چیز ہی اچھی لگنے لگی۔۔۔
ناشتہ کر کے اسنے برتن سمیٹے اور کچن میں آ گئ۔۔۔
باہر اسے بچوں کی باپ کیساتھ خوش گپیاں کرنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔۔۔
بچوں کے ساتھ ہنستے مسکراتے سلطان کو دیکھ کر کوئی تصور تک نا کر سکتا تھا کے یہ وہی سلطان ہے جسکے ماتھے سے شکنیں ہی غائب نہیں ہوتیں۔۔۔دفعتاً بچے یاہووووو کے نعرے لگاتے اپنے کمرے کی جانب بھاگے۔۔۔ عروب نے حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاثرات سمیٹ انہیں دیکھا۔۔۔
وہ ناشتے کے برتن دھو کر ریک میں لگا رہی تھی جب اسے اپنے پیچھے آہٹ سنائی دی۔۔۔
عروب تم بھی تیار ہو جاو۔۔۔بچوں کو باہر لے کر جا رہا ہوں تم بھی شاپنگ کر لینا۔۔۔لنچ ہم باہر ہی کریں گے۔۔۔
سلطان کی بات پر وہ غش کھا کر گرتے گرتے بچی۔۔۔
ہاتھ میں تھاما گلاس شلف پر رکھا اور حیرت زدہ سی جھٹکے سے پلٹی۔۔۔

کیا ہوا ایسے کیا دیکھ رہی ہو۔۔۔وہ اسے منہ کھولے ہونق پن سے یک ٹک خود کو تکتا پا کر چونک سے گویا ہوا۔۔۔

میں صدقے میں واری۔۔۔آپ کے منہ سے میرا نام کتنا خوبصورت لگتا ہے سلطان۔۔۔مجھے تو اپنے نام سے ہی محبت ہونے لگی ہے۔۔۔وہ ہونٹ دانتوں تلے دابے مسکراہٹ ضبط کرتی اسے چھیڑنے کے انداز میں گویا ہوئی۔۔جبکہ دوسری طرف عروب کا یا انداز دیکھ اسکا موڈ پل میں بگڑنے لگا تھا۔۔۔

خیر میں تیار ہونے جا رہی ہوں اس سے پہلے کے آپکا موڈ بدل جائے۔۔اور آپکے موڈ کے حوالے سے میں آپ پر کوئی رسک نہیں لے سکتی۔۔۔وہ اسے غصے میں آتا دیکھ کچن سے باہر نکلی جب انہی قدموں پر واپس گھومی۔۔۔

ویسے کیا میں نے آپکو ایک بات بتائی سلطان۔۔۔وہ پر تجسس انداز میں آنکھیں پھیلاتی گویا ہوئی۔۔۔

کیاااا۔۔۔وہ الجھا الجھا سا ہمہ تن گوش ہوا۔۔۔

وہ یہ کے۔۔۔آپ اتنے بھی برے نہیں جتنا میں آپکو سمجھتی تھی۔۔۔وہ اٹھلا کر اسکا گال زور سے کھینچتی باہر کو بھاگی۔۔۔جبکہ وہ اس چھٹانک بھر کی لڑکی کی اس قدر جرات اور دیدہ دلری پر عش عش کر اٹھا۔۔۔

****

جی ماں آپ نے بلایا۔۔۔احمر ابھی گھر لوٹا تھا جب ماں نے اسے بلایا۔۔وہ سب سے پہلے ماں کے کمرے میں ہی آیا۔۔۔

بس تم مجھے ایک بات بتادو احمر کے یہ سب کب تک چلے گا۔۔۔ماں غصیلے لہجے میں گویا ہوئی تو احمر کا ماتھا ٹھنکا۔۔۔

کیاماں۔۔۔آپ کس بارے میں بات کر رہی ہیں۔۔۔

اسی بارے میں جو سب گھر میں چل رہا ہے۔۔۔دو سال ہو گئے تمہاری شادی کو اب کیا میں پوتے پوتی کی صورت دیکھنے کو ترستی ہی اس دنیا سے چلی جاوں۔۔۔ ماں شکوہ کناں ہوئیں۔۔۔

احمر نے بے ساختہ ماتھا مسلہ اور ماں کے پاس ہی آ کر بیڈ پر بیٹھا۔۔۔

ماں ان کاموں میں انسانوں کا زور کہاں چلتا ہے بھلا۔۔۔یہ تو رب کی دین ہے۔۔

وہ انگلی سے بیڈ شیٹ کھرچتا پست سے لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

بے شک یہ رب کی دین ہے لیکن انسان کی اپنی نیت کا بھی دار و مدار ہے اس پر۔۔۔

احمر نے چونک کر سر اٹھایا۔۔۔

تمہاری بیوی کو یونیورسٹی اور پڑھائی سے فرصت ملے تو وہ بچہ پیدا کرنے کے بارے میں سوچے۔۔۔

جان بوجھ کر وہ بچہ پیدا نہیں کر رہی کے کہیں اسکے پیروں میں کوئی زنجیر نا پڑ جائے۔۔۔

ماں کی غصے سے تیز ہوتی آواز پر احمر کو اپنے کانوں سے دھواں نکلتا محسوس ہوا۔۔۔

ایسی کوئی بات نہیں ہے ماں۔۔۔ اسنے وضاحت دینے کو لب تر کئے۔۔۔

ارے رہنے دو تم تو۔۔۔ زن مرید جورو کے غلام۔۔۔ میں تو خوبصورت بہو گھر لا کر پچھتائی۔۔۔ شکل کا کیا اچار ڈالنا ہے جب بہو ہی خود کو کوئی دوسری مخلوق سمجھے۔۔۔

بھئی کیا دنیا کی دوسری لڑکیاں پڑھائیاں مکمل نہیں کرتیں۔۔۔میں تو ترس گئی ہوں کے میرے گھر میں بھی کوئی کلکاری گھونجے۔۔۔

ماں دلگرفتہ تھی۔۔۔نا جانے آج ہوا کیا تھا نہیں۔۔۔

وہ سر تھام کر رہ گیا۔۔۔

ماں ایسا کچھ نہیں جیسا آپ سوچ رہی ہیں۔۔۔وہ تو۔۔۔عاجز آ کر بات کرتے اسکی اچانک نگاہ دروازے کی جانب گئی تھی جہاں ماہیر دروازے کو تھامے دھواں دھواں ہوتی رنگت کیساتھ یوں کھڑی تھی جیسے ابھی زمین پر ڈھیر ہو جائے گی۔۔۔احمر کی نظر پڑتے ہی وہ واپس پلٹ گئی۔۔۔

یا خدا۔۔۔اسنے بے طرح ماتھا مسلہ۔۔۔اور اسکے پیچھے ہی کمرے سے نکل آیا۔۔۔

پیچھے ماں کے خدشات ہنوز جاری و ساری تھے۔۔۔

یہ آج ماں کو ہوا کیا ہے بھابھی۔۔۔کچن میں کام کرتی بھابھی کو دیکھ وہ انکے پاس ہی چلا آیا۔۔۔

ثریہ خالہ آئی تھیں آج۔۔۔بھابھی خود بھری بیٹھیں تھیں۔۔۔منہ پھلائے کچن کاونٹر صاف کرتی گویا ہوئیں۔۔۔

وہ گہری سانس خارج کر کے رہ گیا۔۔۔مطلب یہ آگ انہی کی لگائی تھی۔۔۔ورنہ اسکی بھولی ماں کے دماغ میں ایسی خرافاتی باتیں نہیں آسکتی تھیں۔۔۔

ثریا خالہ کا شماران لوگوں میں ہوتا تھاجو ناخود خوش رہ سکتیں تھیں اور نا کبھی کسی کو رہنے دے سکتی تھیں۔۔۔

وہ بھاری دل کے ساتھ اپنے کمرے کی جانب بڑھا۔۔۔

****

ماہیر۔۔۔وہ بستر پر اوندھے منہ لیٹی تھی۔۔۔احمر کی پکار پر کسلمندی سے سیدھے ہو بیٹھی۔۔۔بال کانوں کے پیچھے اڑستے اسنے احمر سے نگاہیں چرائیں البتہ وہ پہلی ہی نظر میں آنکھوں کی سرخی نوٹ کر چکا تھا۔۔۔

رورہی تھی۔۔۔بالوں میں ہاتھ چلاتا وہ جگ سے پانی گلاس میں انڈیل کر پینے لگا۔۔۔

نہیں تو۔۔۔وہ دکھ سے مسکرائی۔۔بس معاشرے کے لوگوں پر اور انکی سوچ پر تاسف ہوتا ہے۔۔۔

پتہ نہیں لوگ اتنے ججمینٹل کیوں ہوتے ہیں۔۔۔وہ دوسروں کو اسقدر رنج کیوں کرتے ہیں۔۔۔اسنے بیڈ کراون سے ٹیک لگاتے گیلی سانس اندر کھینچی۔۔۔

شادی کے بعد وہ کونسی عورت ہے جسکے دل میں ماں بننے کی خواہش نا جاگتی ہو۔۔۔

بلکہ عورت تو اسکے بنا ہے ہی ادھوری۔۔۔پر پتہ نہیں کیوں لوگ کیوں خود سے ہی تصور کر لیتے ہیں کے اگر ایک کیریئر وومن کی اولاد نہیں تو وجہ وہ خود ہے۔۔۔۔

مختلف لبادے اوڑھ کر وہ اسکے زخموں پر آچکے کھرنڈ نوچنے کی کوشش کرتے ہیں۔۔۔

آنکھیں میچ کر کھولتے اسنے آنکھوں کی نمی اندر دھکیلی۔۔۔

ماہیر۔۔۔بی بریو۔۔۔ہم کسی کی سوچ نہیں بدل سکتے لیکن خود کو انکی باتوں کے زہریلے نشروں سے متاثر ہونے سے بچا سکتے ہیں۔۔۔اسنے ماہیر کے پاس بیٹھے اسے اپنے حصار میں لیتے اسکا سر سہلایا۔۔

کل کے پیپر کی تیاری کیسی ہے۔۔۔اسنے شعوری طور پر موضوع گفتگو تبدیل کیا۔۔

ہمم اچھی ہے۔۔وہ بھی اسکی کوشش کو کامیاب بناتی انگلی کی پور سے آنکھ کے کونے میں موجود آنسو صاف کرتی مسکرا کر گویا کوئی۔۔۔

*****

سلطان انہیں سب سے پہلے ریسٹورینٹ لے کر آیا جہاں وہ لنچ کرنے کے بعد شاپنگ مال آ گئے۔۔۔

بچے تو آتے ہی پلے لینڈ چلے گے جبکہ سلطان اسے لئے لیڈیز سیکشن کی جانب آ گیا۔۔۔

عروب تمہیں جو خریدنا ہے خرید لو۔۔۔وہ موبائل پر مصروف سا گویا ہوا۔۔

عروب نے اسکی بات پر کندھے اچکائے اور آگے بڑھ گئی۔۔۔

عروب نے شرم اور جھجھک بالائے طاق رکھتے اپنی پسند سے خوب خوب شاپنگ کی۔۔۔اسکا شوہر وہ نہیں تھا جو قدم قدم پر اسکے نخرے اٹھاتا اس لئے اسکی طرف

سے دی جانے والی یہ آفر ہی عروب کے لئے مال غنیمت کے مترادف تھی اور وہ اس موقع سے خوب خوب فائدہ اٹھانا چاہتی تھی۔۔۔

شاپنگ کر کے وہ واپس سلطان کے پاس آئی جو ایک سائیڈ پر بیٹھا موبائل میں بری طرح مصروف کچھ کر رہا تھا۔۔۔

میں نے شاپنگ کر لی آپ بل پے کر دیں۔۔۔

عروب کے کہنے پر وہ موبائل بند کر کے جیب میں رکھتا اٹھ کر اسکے ساتھ آیا۔۔۔

مگر بل دیکھ کر اسے ایک جھٹکا ضرور لگا مگر وہ نظر انداز کرتا بل کلیئر کروا کر مڑا۔۔۔

البتہ اب ماتھے پر ہلکی شکنوں جال ضرور تھا۔۔۔

چلو۔۔۔

وہ سپاٹ سے انداز میں کہتا باہر کی جانب بڑھا۔۔۔

ارے ایسے کیسے سلطان۔۔۔ شاپنگ بیگز تو اٹھائیں۔۔ مجھ سے اتنے زیادہ نہیں اٹھائیں جائیں گے۔۔۔

وہ تیز تیز قدم اٹھاتی اسکے قریب آکر بعجلت گویا ہوئی۔۔۔

سلطان اسے بھنچی بھنوروں سمیٹ چند پل دیکھ کر واس پلٹا لیکن کچھ فاصلے پر لگے شاپنگ بیگز کے انبار کو دیکھ کر چکرا کر رہ گیا۔۔۔

کیا اپنی زندگی میں پہلی دفعہ شاپنگ کی ہے تم نے یا آخری مرتبہ کر رہی تھی کہ اس کے بعد تمہیں شاپنگ کا موقع ہی نہیں ملنا تھا تم نے مر ہی جانا تھا۔۔۔

وہ اسکے کان کے پاس جھک کر ہلکی آواز میں غرایا۔۔۔

عروب نے نڑوٹھے پن سے اسے دیکھا۔۔۔

ایک کھروس اور بد لحاظ انسان کے ساتھ زندگی میں پہلی مرتبہ ہی شاپنگ کی ہے۔۔۔ جسکا موڈ سیکنڈوں کے حساب سے بدلتا ہے۔۔۔

قسمت سے آج آپکا موڈ کچھ اچھا تھا۔۔۔ ناجانے مجھے یہ موقع دوبارہ کتنے سالوں بعد ملتا۔۔۔ میں موقع کیوں گنواتی۔۔۔

اور آپ تو بڑے کنجوس ہیں۔۔۔ خود ہی آفر دے کر خود ہی بھڑک رہے ہیں۔۔۔

وہ خفگی سے سر جھٹکتی نروٹھے پن سے گویا ہوئی تو سلطان اسے دیکھ تاسف سے نفی میں سر ہلاتا شاپنگ بیگز کی جانب بڑھا۔۔۔

یہ جو تم نے اپنی اور اپنی ان دیکھی بہن کی اتنی بری اکھٹی کی ہے نا یہ ایک چکر میں جائے گی بھی نہیں۔۔۔روکو تم یہیں میں یہ سب گاڑی میں رکھ کر آتا ہوں پھر باقی لے کر جاوں گا۔۔۔وہ سنجیدگی سے کہتا جھک کر شاپنگ بیگز اٹھاتا گویا ہوا۔۔۔ جبکہ اسکی حالت دیکھ عروب نے بمشکل بے ساختہ امڈتی ہسی دابی۔۔۔

****

صبح کی تیاری مکمل ہے تمہاری۔۔۔بیڈ پر گم صم سی بیٹھی ماہیر کے پاس آ کر وہ نیم دراز ہوتا گویا ہوا۔۔۔

ماہیر نے چہرے کے اطراف میں پھسلتیں لٹیں کانوں کے پیچھے اڑسیں اور خالی خالی نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔۔سبز کانچ اس وقت اداس تھا۔۔۔ڈھیلے بالوں کی پونی کمر پر موجود تھی جبکہ آنچل کندھے سے سرک رہا تھا۔۔۔

دراصل کنفوز ہوں احمر اسنے لاچارگی سے کندھے اچکائے۔۔۔امی ابو کا ری ایکشن۔۔۔۔۔پھر یہ میرا ابھی پہلا تجربہ ہے تو۔۔۔وہ آنکھوں کے کونے دابتی لب کترتی شش و پنج میں مبتلا تھی۔۔۔

امی ابو کے لئے ابھی یہ سب نیا ہے ماہیر۔۔۔ ہمارے خاندان میں پہلے کسی لڑکی نے نوکری کی جو نہیں۔۔۔ لیکن رفتہ رفتہ وہ ٹھیک ہو جائیں گے۔۔۔

صبح تمہارا پہلا دن ہے تو یہ ساری سوچیں جھٹک کر پر سکون ہو جاو۔۔۔ یہ تو ابھی شروعات ہے۔۔۔ انشااللہ تم بہت آگے تک جاو گی۔۔۔ تمہارے خوابوں کی راہ میں یہ شادی رکاوٹ نہیں بنے گی۔۔۔ احمر نے اسکا ہاتھ تھام کر سہلاتے متانت سے کہا تو وہ اسکے کندھے پر سر رکھتی آنکھیں مونڈ گئی۔۔۔

******

مال سے نکلتے نکلتے موسم بہت خوشگوار ہو گیا تھا تھا۔۔۔ ٹھنڈی چلتی ہوا ہر زی روح کو مسحور کر رہی تھی۔۔۔ فبیحہ کی فرمائش پر وہ سب آئسکریم کھا کر پھر رات کا ڈنر کر کے ہی گھر لوٹے تھے۔۔۔۔

عروب خوش تھی۔۔۔ آج اسنے سلطان اور بچوں کے ساتھ ایک بھرپور دن گزارا تھا۔۔ زندگی خود بخود ہی خوبصورت لگنے لگی تھی۔۔۔

اب بھی وہ گھر آتے ہی کپڑے تبدیل کر کے سیدھا کچن میں ہی آئی۔۔۔بچے آتے ہی تھکاوٹ کے باعث سو چکے تھے۔۔۔اسنے بعجلت سلطان کے لئے چائے تیار کی۔۔۔رات کو چائے پی کر سونا اسکا معمول تھا۔۔۔

کپ ٹرے میں رکھتی وہ کچن کی لائٹ آف کر کے باہر نکلی۔۔۔اوپر جانے سے پہلے اسنے ایک تفصیلی نگاہ پورے گھر پر ڈالی اور سبھی غیر ضروری بتیاں بجاتی سیڑھیاں چڑھنے لگی۔۔۔

کمرے میں سلطان کو موجود نا پاکر وہ سٹڈی روم میں آگی۔۔۔توقع کے عین مطابق وہ وہیں تھا۔۔۔صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جما کر بیٹھا وہ کوئی فائل دیکھ رہا تھا۔۔۔

آپکی چائے۔۔۔اسنے آگے بڑھ کر چائے کا کپ میز پر رکھا۔۔۔

شکریہ۔۔۔سلطان نے ایک نظر اسے دیکھ کر کپ اٹھا کر منہ کو لگایا۔۔۔

کچھ کہنا ہے کیا۔۔۔وہ ابھی تک عروب کو ہنوز ویسے ہی کھڑے دیکھ چونک کر مستفسر ہوا۔۔۔

وہ دراصل میں کل صبح اپنے گھر کا چکر لگانا چاہتی تھی۔۔۔کچھ سامان ہے وہاں۔۔۔تو کیا میں صبح وہاں چلی جاوں۔۔۔شاپنگ مال والی شوخ و چنچل عروب اس وقت غائب تھی۔۔۔وہ اس وقت نروس سی ششش و پنج میں مبتلا تھی۔۔۔۔

یہ سامنے بیٹھی شخصیت کے پل پل بدلتے موڈ کا ہی خاصا تھا کے وہ بات کرنے سے پہلے اسقدر محتاط تھی۔۔۔ محض دو ہی دنوں میں وہ اسکی ذات کے رنگوں کو پہچاننے لگی تھی۔۔۔وہ پل میں تولہ پل میں ماشہ قسم کا انسان تھا۔۔۔ کبھی اتنا نرم کے دنیا لٹادے اور کبھی اتنا گرم کے آنکھوں سے نکلتی تپش سے ہی جھلسادے۔۔۔

کیا تم انسان ہو یا کوئی ہوائی مخلوق۔۔۔وہ اچنبے سے مخصوص تیوریاں چڑھائے اسے غور سے دیکھتا گویا ہوا۔۔۔

جی۔۔۔وہ حیرت سے چلائی۔۔۔ مطلب کیا ہے آپکی اس بات کا۔۔۔وہ برا منا گئی۔۔۔مگر سامنے تھا کون۔۔۔ کیا وہ اسکے برامنانے کو کسی خاطر میں لاتا؟؟؟

شاپنگ تو تم نے اپنے اگلے دس سالوں کی اکھٹی ہی کرلی ہے۔۔۔ابھی بھی کسی سامان کی ضرورت ہے تمہیں۔۔اور سیریسلی۔۔۔ سنجیدگی سے بات کرتا وہ کچھ توقف کو رکا۔۔۔ عروب منہ پھلائے نروٹھے پن سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

اب تو مجھے تمہارے نارمل ہونے پر ہی شبہ ہے۔۔۔یقیناً تمہارے دماغ کے ساتھ کوئی گڑبڑ ہے۔۔۔وہ تاسف سے سر نفی میں ہلاتا واپس فائل پر جھک گیا۔۔۔

جبکہ عروب کے تو سر پر لگی تلوں پر بجھی۔۔وہ تو بلبلا کر رہ گئ۔۔

دیکھیں سلطان صاحب۔۔۔مانا کے آپ بہت بڑے بزنس مین ہیں۔۔۔بہت روب ہے آپکا۔۔۔دولت عاشق ہے آپ پر۔۔۔ہونگے آپ کوئی بہت بڑی ہستی۔۔۔لیکن۔۔۔

وہ آستیں چڑھاتی میدان میں کودی۔۔۔غصے سے تنفس تیز ہونے لگا تھا۔۔۔

لیکن آپ مجھے یوں ڈی گرید نہیں کر سکتے۔۔بات بات پر شاپنگ کے طعنے نہیں دے سکتے۔۔۔

دنیا کے سبھی شوہر اپنی بیویوں کو شاپنگ کرواتے ہیں آپ نے کروادی تو کونسا انوکھا کام کر دیا۔۔۔

میں آپکی ذمہ داری ہوں۔۔۔میرے نان نفقے کی ذمہ داری آپ پر ہے۔۔اور پھر شاپنگ کی آفر خود آپ نے کروائی تھی۔۔۔اب آپ یوں بار بار مجھے ٹونٹ نہیں مار سکتے۔۔۔

اور چیزیں صرف مادی ہی نہیں ہوتی۔۔۔کچھ چیزوں سے آپکی دلی وابستگی بھی ہوتی ہے جسکا دنیا میں کوئی نعمل البدل نہیں ہوتا۔۔۔ایسی ہی کچھ چیزیں میری بھی ہیں اس گھر میں۔۔۔

وہ بھرپور جذباتی انداز میں بولتی آخر میں آواز نم ہونے کے باعث زرا دھیمی پڑی۔۔۔

سلطان فائل بند کئے ایک بازو صوفے کی پشت پر پھیلائے اس سے ٹیک لگائے بیٹھا بڑی فرصت سے اسکی ٹر ٹر چلتی زبان دیکھتا رہا۔۔۔

اسکے چپ ہوتے ہی وہ سیدھا ہوتا اسکے سامنے ہاتھ جوڑ گیا۔۔۔

یہ دیکھو میرے جڑے ہوئے ہاتھ۔۔۔مجھے معاف کردو۔۔۔مجھ سے غلطی ہو گئی۔۔۔ناجانے کیا سوچ کر میں نے تمہیں شاپنگ کی آفر کروادی۔۔۔

اور پلیز تم صبح ڈرائیور کے ہمراہ جاکر اپنی دلی وابستگی والی چیزیں اپنے گھر سے لے آنا۔۔۔ہاتھ جوڑے اسکا انداز خاصا چڑانے والا تھا۔۔۔۔۔

اور اب پلیز۔۔۔آخر میں اسکی آواز کی سختی نمایاں ہونے لگی۔۔۔اپنا یہ ریڈیو بند کرو اور جاو کمرے میں۔۔۔

ہاتھ پیچھے ہٹاتا وہ سنجیدگی سے کہہ کر فائل واپس کھول گیا۔۔

سلط۔۔۔۔

میں نے کہا جاو عروب۔۔اس سے زیادہ ریڈیو میں نہیں سن سکتا۔۔۔میرا سر درد کرنے لگا ہے۔۔۔ تمہارا تو بہت سیاپا ہے۔۔۔وہ ہاتھ کی انگلیوں سے سر دابتا جھلا کر بولا۔۔۔

عروب نے بے بسی بھرے غصے سے اسے دیکھا۔۔۔۔آپ ہیں ہی کھڑوس۔۔۔ اور پھر پاوں جھٹکتی سٹڈی سے باہر نکل گئ۔۔۔اسکے لئے اتنا ہی کافی تھا کہ اسنے کل اسے اپنے باپ کے گھر جانے کی اجازت دے دی تھی۔۔۔

****

احمر کے تو پاوں ہی زمین پر ناٹک رہے تھے۔۔۔وہ خوش تھا۔۔۔۔بے تحاشا خوش۔۔۔اور خوشی اسکے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی۔۔۔آج تو جیسے اس گھر میں خوشیوں کی بہار ہی اتر آئی تھی۔۔۔احمر نے محض میٹھائی پر ہی اکتفا نہیں کیا تھا بلکہ انواع واقسام کے میٹھے بیکری سے پیک کروا لایا تھا جس میں سر فہرست ماہیر کا فیورٹ چاکلیٹ کیک تھا۔۔اور اب وہ سب کو بضد سب کھلا رہا تھا۔۔۔

آخر دو سال بعد انہیں یہ خوشخبری سننے کو ملی تھی۔۔۔وہ باپ بننے والا تھا۔۔۔اور خوش تو ماہیر بھی بہت تھی۔۔۔وہ شرمائی لجائی سی اپنے کمرے میں موجود تھی۔۔۔ساس نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا تھا۔۔۔

اور سب سے پہلا اعتراض جو اس وقت اٹھا تھا وہ اسکی نوکری پر ہی تھا۔۔۔

بس بیٹا بہت ہو گئی یہ نوکریاں وکڑیاں۔۔۔اب وہ دوسرے جی سے ہے۔۔۔کوئی ضرورت نہیں مزید ایسے خرافات پالنے کی۔۔۔میں اس معاملے میں کوئی رسک نہیں لے سکتی۔۔۔

ماں نے سب کے سامنے برملا اظہار کیا تھا۔۔۔احمر انکی بات پر خاموش ہی رہا۔۔۔اور خاموش تو اس بات پر ماہیر بھی تھی۔۔۔جو بھی تھا کیریئر کے لئے وہ جتنی بھی دیوانی اور مخلص تھی۔۔۔بحر حال اولاد اسکی پہلی ترجیح تھی۔۔۔

کیا کروں احمر۔۔۔لیو تو اتنی لمبی ملے گی نہیں۔۔۔پھر ریزائن ہی دے دیتی ہوں۔۔۔رات میں احمر کمرے میں آیا تو وہ صوفے پر بیٹھی الجھی الجھی سی گویا ہوئی۔۔۔

وہ مسکراتا ہوا اسکے پاس ہی آکر بیٹھا۔۔۔کچھ دن کی چھٹی لے لو پھر سے جوائن کر لینا۔۔۔ریزائن مت کرو۔۔۔اس جاب کے لئے تم نے بہت محنت کی ہے۔۔۔

وہ اسے محبت پاش نگاہوں سے دیکھتا گویا کوا۔۔۔

لیکن احمر امی۔۔۔اور میں خود بھی کوئی رسک نہیں لینا چاہتی۔۔۔آخر دو سال بعد اللہ نے ہمیں یہ دن دکھایا ہے۔۔۔وہ ہنوز شش و پنج میں مبتلا تھی۔۔۔

کچھ نہیں ہو گا ماہیر۔۔۔وہاں تم نے صرف لیکچرز دینے ہے۔۔۔وہ بھی چند گھنٹوں کے لئے۔۔۔اور امی کی فکر مت کرو میں سنبھال لوں گا۔۔۔احمر کی یقین دہانی پر وہ اداسی سے مسکرا دی۔۔۔

اور پھر وہ اپنے کہے پر پورا بھی اترا تھا۔۔۔اسنے ماہیر کو ہاتھ کا چھالہ بنا ڈالا تھا۔۔۔روم روم میں تو وہ پہلے ہی بستی تھی۔۔۔اب تو اور عزیز ہو گئی تھی۔۔۔وہ باقاعدہ خود اسکی چھوٹی سے چھوٹی چیز کا خیال رکھتا اور ڈاکٹر کے جاری کردہ ڈائٹ چارٹ کے مطابق اسکی ڈائٹ پر بھی خود چیک رکھتا۔۔۔

لیکن دو ہفتوں کی چھٹی کے بعد جس دن ماہیر نے ری جوائن کیا اس دن گھر میں ایک مرتبہ پھر سے طوفان اٹھا تھا مگر حسب توقع وہ پھر سے اسکے سامنے ڈھال بن کر کھڑا تھا۔۔۔

ماں کو ہینڈل کرنا ایک مشکل امر تھا مگر ماہیر کی محبت میں وہ کچھ بھی کر سکتا تھا سو یہ بھی کر گزرا۔۔۔ماہیر کو کالج پک اینڈ ڈراپ کی ذمہ داری بھی اسنے اپنے سر لے لی تھی۔۔۔اور دیکھتے ہی دیکھتے بلآخر وہ دن بھی آن پہنچا جب اسنے ایک خوبصورت اور صحتمند بچے کو جنم دیا۔۔۔

اس روز احمر کی خوشی دیدنی تھی۔۔۔اسکا بس نا چل رہا تھا کے وہ پورے شہر میں میٹھائی بانٹتا۔۔۔

اسکی دنیا مکمل ہو گئی تھی۔۔۔کیا بھلا اس جیسا بھی خوش قسمت کوئی ہو سکتا تھا۔۔۔ اسنے جسے چاہا پالیا۔۔۔بے شک قسمت اس پر مہربان تھی۔۔۔

*****

بچوں کو سکول بھیج کر تقریباً گیارہ بجے عروب ڈرائیور کے ہمراہ اپنے باپ کے گھر کے لئے روانہ ہوئی۔۔۔گھر زیادہ دور نا تھا اس لئے جلد ہی وہ وہاں پہنچ گئے۔۔۔

دروازے پر لگاتالا کھول کر اندر بڑھتے ہی یادوں کے کئی جھروکوں نے اسے اپنے حصار میں لیتے اسکا استقبال کیا۔۔۔دل سے ایک ہوک سی نکلی تھی۔۔۔دو کمروں پر مشتمل چھوٹا ساوہ گھر اسکی کل جنت تھا۔۔۔جہاں کبھی خوشیاں جھومتیں تھیں۔۔۔

گہری سانس فضا کر سپرد کرتی وہ اندر بڑھی۔۔۔اور اپنے باپ کی یادیں اکھٹی کرنے کے ساتھ ساتھ اسنے سرعت سے اپنی کتابیں سمیٹیں۔۔۔قدم قدم پر کئی کئی یادیں اسکے قدموں سے لپٹتیں اسے کمزور کر رہی تھیں۔۔۔آنکھوں کی نمی کو چھلکنے سے پہلے ہی اسنے مسلہ اور اپنا سامان سمیٹ کر باہر آگئی۔۔۔

کچھ وقت لگا اسے ماضی سے نکلنے میں لیکن گھر آتے آتے وہ خود کو کمپوز کر چکی تھی۔۔۔

آتے ہی اسنے بچوں کے لئے کھانا تیار کیا اور گھر کے کاموں میں لگ گئی۔۔۔

دوپہر میں بچوں کے سونے کے بعد وہ کمرے میں آکر کتابیں کھول کر پڑھنے لگی۔۔۔اسکے امتحانات میں محض چند دن رہتے تھے اور اسکی بھرپور کوشش تھی

کے پہلے باپ کی بیماری اور پھر اچانک ہونے والی شادی کے باعث پڑھائی میں اسکا جو نقصان ہوا تھا اسے کور کر لے۔۔۔

دفعتاً اسے نیچے سے سلطان کی گاڑی کے رکنے کی آواز آئی تو وہ بھاگ کر کھڑکی تک آئی۔۔۔وہ آج سر شام ہی گھر لوٹ آیا تھا۔۔۔کھڑکی سے دیکھتے ہی وہ کتابیں وہیں چھوڑ مسکراتی ہوئی نیچے بھاگی۔۔۔

اسلام علیکم۔۔آج آپ اتنی جلدی آ گئے۔۔۔وہ نیچے لاونج میں ہادی کیساتھ ہی بیٹھا تھا جو شاید ابھی اٹھا تھا البتہ فبیحہ ہنوز سو رہی تھی۔۔۔

ہمم۔۔۔طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی۔۔۔اسنے انگلیوں کی پوروں سے آنکھ کے کونے دابے۔۔۔

اوہ۔۔۔چائے بناوں پھر آپکے لئے۔۔۔عروب اسکی سرخ ہوتی رنگت دیکھ مستفسر ہوئی۔۔۔

نہیں۔۔۔چائے نہیں فریش جوس بنالو۔۔۔میں روم میں ہوں وہیں لے آنا۔۔۔

وہ ماتھا مسلتا اٹھ کر اوپر چلا گیا۔۔۔جبکہ عروب کچن میں آتی بعجلت جوس بنانے لگی۔۔۔

جوس کا جگ اور گلاس ٹرے میں رکھتی وہ اپنے کمرے میں آئی۔۔۔

کمرا خالی تھا لیکن بالکونی کا دروازہ کھلا تھا۔۔۔وہ مسکراتی ہوئی اسی جانب بڑھ آئی لیکن سامنے کا منظر دیکھتے ہی جیسے اسکے قدموں تلے سے زمین کھسک گئی تھی۔۔۔ اسے اپنے جسم سے روح پرواز کرتی محسوس ہوئی۔۔۔یقین کرنا مشکل تھا حیرت در حیرت تھی۔۔۔

سامنے سے لمحہ بالمحہ زور پکڑتی آگ اور آگ سے اٹھتے دھویں کے مرغولے جبکہ انکے بالکل سامنے بے تاثر نگاہوں اور سنجیدہ تاثرات لئے ہاتھ میں لائٹر تھامے کھڑا سلطان۔۔۔

عروب کو اپنی روح فنا ہوتی محسوس ہوئی۔۔۔ہاتھ میں تھامی جوس والی ٹرے زمین بوس ہو گی۔۔۔چھناکے کی آواز کے ساتھ کانچ ٹکروں میں بٹا اور جوس ماربل لگے فرش پر نقش و نگار بناتا بہتا چلا گیا۔۔۔

سلطان یہ کیا۔۔۔وہ چیختی ہوئی دیوانہ وار آگے بڑھی۔۔۔ مگر وہ بے حس بنا ہنوز ویسے ہی کھڑا تھا۔۔۔وہ اس آگ کے پاس بیٹھی اپنی ایک ایک کتاب اٹھاتی بہتی آنکھوں کے ساتھ ہاتھ سے ہی آگ بجانے کی ناکام سی کوشش کرنے لگی۔۔۔ مگر

آگ کی لپٹیں پر شدت تھی جو جلد ہی اس کتاب کے اوراق کے ساتھ اسکے خوابوں کو بھی تیزی نگل رہی تھی۔۔۔ایک کے بعد دوسری کتاب کو ہاتھ سے بجھاتے وہ کوئی دیوانی ہی معلوم ہو رہی تھی۔۔۔ہاتھ تک جل گئے مگر وہ پھر اپنی کوشش میں ناکام ٹھہری۔۔۔ جلد ہی اپنی کوشش میں ناکام ہو کر سامنے موجود راکھ کے ڈھیر کو دیکھتی وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔۔

سلطان آگ کے بجھتے ہی سر جھٹکتا کمرے کی جانب بڑھا۔۔۔

کیوں کیا آپ نے ایسا سلطان۔۔۔وہ بھوکی شیرنی کی مانند غراتی اسکے پیچھے ہی کمرے میں آئی۔۔۔

میں تمہیں جواب دہ نہیں ہوں۔۔۔وہ سرد سے لہجے میں کہتا اپنی بازو پر موجود اسکا ہاتھ جھٹکتا آگے بڑھا جبکہ وہ غصے سے اس پر جھپٹی۔۔۔آپکو جواب دینا ہو گا سلطان۔۔۔کیوں کی آپ نے اتنی گھٹیا حرکت۔۔۔کیوں جلائی میری کتابیں۔۔۔اسکے سامنے آتی وہ اسکا گریبان پکڑ کر اتنی شدت سے چیخی کے اسکی رگیں پھولنے لگیں۔۔۔

شٹ آپ۔۔۔۔

چٹاخ۔۔۔۔بے ساختہ پوری قوت سے پڑنے والے بھاری مردانہ ہاتھ کے تھپڑ سے وہ دور جا کر گری۔۔۔سلطان کے ہاتھ کی انگلیاں اسکی پھولی گال پر اپنی چھاپ چھوڑ گئیں۔۔۔۔

دوبارہ میرے گریبان پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش مت کرنا۔۔۔انگلی اٹھاتا وہ غرایا۔۔۔چہرے پر سخت پتھریلے تاثرات تھے۔۔۔

عروب فرش پر اوندھے منہ گری چہرے پر ہاتھ رکھے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس بے رحم سفاک شخص کا چہرا دیکھ رہی تھی۔۔۔تھپڑ اتنا شدید تھا کے اسکا دماغ تک سنسنا اٹھا۔۔۔دماغ کی چولیں تک ہل گئیں لیکن یہ اسکے لئے اسقدر غیر متوقع تھا کے وہ رونا تک بھول گئ۔۔۔

*****

سیمنٹ اور بجری سے بنی روش پر گاڑی زن سے آ کر رکی تو ڈرائیونگ سیٹ کھول کر سیاہ عبایہ اور گولڈن سکارف میں ملبوس ہرے کانچ سی آنکھوں والی ماہیر نیچے اتری۔۔۔کار کا دروازہ بند کیا اور اندر کی جانب بڑھی۔۔۔۔

ہینڈ بیگ کہنی پر لٹکا رکھا تھا۔۔۔ جبکہ چہرا ہر طرح کی آرا شائش سے مبرا بھی دمک رہا تھا۔۔ ہری کانچ سی آنکھوں میں ایک الگ ہی چمک تھی۔۔۔ دو زینے چڑھ کر لاونج کا دروازہ وا کرتی وہ اندر بڑھی۔۔۔

انٹرس پر دائیں جانب اسکی اسکے شوہر اور بچوں کی پچھلے آٹھ سالوں کی سبھی یادگار لمحات کی خوبصورت تصاویر یادوں کی صورت آویزاں تھی۔۔۔

یہ حصہ اسکے گھر کا سب سے پسندیدہ ترین حصہ تھا۔۔۔

اندر بڑھنے سے پہلے وہ اس دیوار کو دیکھتی مسکرائی۔۔۔

گھر کی بتیاں جلاتی وہ تیزی سے کمرے کی جانب بڑھی۔۔۔ ایک بعجلت نگاہ وال کلاک پر ڈالی۔۔۔ بچوں اور احمر کے گھر آنے میں ابھی ایک گھنٹہ باقی تھا۔۔۔

جلدی سے حجاب اتار کر عبایہ اتارا اور بھاگم بھاگ کچن کی راہ لی۔۔۔

بچے اور احمر دونوں ہی اسکے ہاتھ کا کھانا پسند کرتے تھے۔۔۔ اور وہ بھی بصد شوق یونیورسٹی سے آتے ہی انکے لئے تازہ کھانا بناتی تھی۔۔۔

وہ اگر کیریئر وومن تھی تو کیریئر کیساتھ ساتھ اسکا گھر اسکا شوہر اور اسکے بچے اسکی کل کائنات تھی۔۔۔۔

پچھلے آٹھ سالوں میں احمر اپنی ایک ایک بات پر کھڑا اترا تھا۔۔۔لمحہ بالمحہ اسنے ماہیر کو سپورٹ کیا تھا۔۔۔آج وہ جس مقام پر بھی تھی یہ سب احمر کی سپورٹ کا ہی نتیجہ تھا۔۔۔اب وہ آٹھ سال پہلے والی ماہیر نا تھی۔۔۔

اب وہ ہر جگہ پر اول رہنے والی پر اعتماد سی لڑکی امور خانہ میں بھی اول تھی۔۔۔

ایک بہتریں ماں ایک بہتریں بیوی۔۔۔

جو جب لیکچر دیتی تو اسکی آواز اتنی بااعتماد و پر تاثیر اور لہجے کا ٹھہراو اسقدر باکمال ہوتا کے سامنے والا اسکے الفاظ میں ہی کھو جاتا۔۔۔

یونیورسٹی واکیڈمی میں وہ ہر دلعزیز تھی۔۔۔سٹوڈینٹس اسے آئیڈیل مانتے۔۔۔اس سے انسپائریش لیتے تھے۔۔۔۔

ان آٹھ سالوں میں بہت کچھ بدل گیا تھا۔۔۔یکے بعد دیگرے احمد کے ماں اور باپ کیساتھ ساتھ ماہیر کے والد صاحب بھی چل بسے تھے۔۔۔۔

ماں باپ کی وفات کے بعد کچھ عرصہ بھائی اور بھابھی کیساتھ رہنے کے بعد وقت کے تقاضوں کے مطابق احمر نے اپنا اور ماہیر کا خوابوں کا گھر بنایا تھا۔۔۔جو اسکا آشیانہ تھا۔۔۔۔

کھانا بنا کر وہ کچن کا ونٹر صاف کر رہی تھی جب باہر سے احمر اور بچوں کی آوازیں سنائی دیں۔۔۔یقیناً وہ بچوں کو سکول سے لے آیا تھا۔۔۔

ماہیر مسکراتی ہوئی کچن سے نکلی۔۔۔

*****

سلطان ساری رات کمرے میں نا آیا تھا۔۔۔جبکہ عروب ساری رات وہیں ماربل لگے فرش پر سکڑی سمٹی گھٹنوں میں چہرا چھپائے سسکتی رہی تھی۔۔۔لمحوں میں یہ اسکے ساتھ ہوا کیا تھا۔۔تھپڑ کی شدت سے دماغ ابھی تک سنسنا رہا تھا۔۔۔ زندگی میں پہلی مرتبہ کسی مرد نے اس پر ہاتھ اٹھایا تھا۔۔۔اور وہ مرد کون تھا بھلا۔۔۔اسکا ہمسفر اسکا شوہر

۔۔۔دل سے قلق جا ہی نا رہا تھا۔۔۔اپنے اس نقصان پر دل نوحہ کناں تھا۔۔۔ رو رو کر وہ ہلکان ہو چکی تھی مگر دل کا درد کم ہونے کا نام ہی نا لے رہا تھا۔۔۔ ستم یہ کے وہ ظالم شخص اسکی آنکھوں میں پنپتے خواب تک نوچ لینا چاہتا تھا۔۔۔

وہ پڑھائی کی دلدادہ کتابوں سے محبت کرنے والی لڑکی جو اپنی کتابوں کو جان سے عزیز رکھتی تھی اسکی کتابیں اسکے سامنے جلادی گئی تھیں۔۔۔وہ ہنوز اس آگ میں خود کو جلتا محسوس کر رہی تھی۔۔۔

مسلسل گریہ وزاری اور ذہنی دباو سے اسکی طبیعت بگڑنے لگی تھی۔۔۔

اسے اپنا مستقبل تاریک دکھائی دے رہا تھا نا جانے کب مستقبل کا خوفناک نقشہ سوچتے سوچتے وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہوئی اسے علم ہی نا ہو سکا۔۔۔

*****

چلیں مسز آپکو اکیڈمی چھوڑ دوں۔۔۔۔

ماہیر ابھی ابھی بچوں کا ہوم ورک مکمل کروا کر کمرے میں آتی اکیڈمی کے لئے تیار عبایہ پہن رہی تھی جب احمر مسکراتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔۔۔یونیورسٹی سے آ کر وہ سارا وقت بچوں کے ساتھ گزارتی انہیں خود پڑھاتی۔۔۔شام میں اسکی دو گھنٹے کی اکیڈمی کلاسز ہوتی۔۔۔تب تک احمر واپس آ چکا ہوتا۔۔۔یہ دو گھنٹے بچے اسکے ساتھ ہوتے۔۔۔۔

حجاب اوڑھ کر وہ احمر کو دیکھ مسکراتی ہوئی باہر نکلی۔۔۔

چلیں۔۔۔

انٹرنیشنل اکیڈمی کی پر شکوہ عمارت کے سامنے اترتی وہ پر اعتماد قدم اٹھاتی اندر بڑھی۔۔۔

اس اکیڈمی میں مختلف این ٹی ایس اور موک انٹرویوز کی تیاری کے لئے طالبعلم آتے اور وہ وہاں انگلش کے سبجیکٹ کے لئے فرائض سرانجام دیتی تھی۔۔۔

انگلش ممالک میں جانے والے طالبعلم یا انٹرویوز کریک کرنے والے طالبعلم بالخصوص میم ماہیر کی کلاسز اٹینڈ کرتے تھے۔۔۔اسکا انگلش لہجہ بریٹش تھا۔۔۔

اسکی انگلش پر گرفت مضبوط تھی اسے اس زبان پر خاصا عبور حاصل تھا۔۔۔

اسکی باوقار شخصیت کا خاصا ہی تھا کے اسے دیکھنے والے ہر افراد کی نگاہیں احتراماً خود بخود جھک جاتیں۔۔۔

حسب معمول وہ کلاس میں جاتی ہی رسمی دعا سلام کے بعد اپنا لیکچر شروع کر چکی تھی۔۔۔کلاس میں ایک سماں بندھ گیا تھا۔۔۔وہاں پن ڈراپ سائیلنس تھا۔۔ صرف ہر جانب اسکی بااعتماد اور پر تاثیر آواز ہی تھی۔۔۔۔

*****

انٹرنیشل اکیڈمی کی پر شکوہ عمارت کے سامنے آکر ایک سپورٹ کار ایک جھٹکے سے رکی تھی۔۔۔پیسنجر سیٹ پر ایک خوبرو نوجوان بیٹھا تھا جسکے نقوش خاصے تنے ہوئے تھے جبکہ وہ خاصا بیزار لگتا تھا۔۔

اسکے برعکس ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا نوجوان خاصا ریلکیس تھا۔۔

For God sake Shameer...

مجھے سی ایس ایس کا انٹرویو کریک کرنا ہے تحریری امتحان میں پہلے ہی شاندار نمبروں سے کریک کر چکا ہوں۔۔۔اور انٹرویو کے لئے تم مجھے یہاں لائے ہو یہاں۔۔

شامیر کو دروازہ کھول کر باہر نکلتا دیکھ وہ نوجوان غصے و تعجب سے اکیڈمی کی جانب اشارہ کرتا پھٹ پڑا۔۔۔

ٹرسٹ میں اریز۔۔۔۔انٹرویو سے پہلے تم نے اگر میم ماہیر کی دو ہی انگلش کلاسز اٹینڈ کر لیں نا تو تم کلاس سے وہ اریز باہر نہیں نکلو گی جو اندر گئے ہو گئے۔۔۔

اس گار جیئس لیڈی کا انر جی لیول ہی اور ہے۔۔۔ تم انکی کلاس اٹینڈ کر و گئے نا تو خود ہی انکی صلاحیتیوں کے معترف ہو جاو گئے۔۔۔ وہ کار کے شیشے پر جھکا چمکتی نگاہوں سے اریز کو دیکھتا گویا ہوا۔۔۔۔

جبکہ وہ جھنجھلایا سا ہاتھ سے اشارہ کرتا باہر نکلا جیسے کہہ رہا ہو کیا کہنے تمہاری میم ماہیر کے۔۔۔

اسکے باہر نکلنے پر شامیر مسکرا دیا۔۔۔

******

اسکی آنکھ اپنے ماتھے پر ایک نرم لمس محسوس کرتے کھلی تھی۔۔۔۔

پلکوں کی بار بامشکل ایک دوسرے سے جدا کرتے اسنے آنکھیں کھولیں۔۔۔ کچھ پل لگے اسے حواسوں میں لوٹنے میں۔۔۔ لیکن سامنے کا منظر نا قابل یقین تھا۔۔۔

وہ فرش کی بجائے اس وقت بیڈ پر نرم گرم سے بستر پر لیٹی تھی جبکہ وہ ستم گر اسکے قریب ہی کرسی پر بیٹھا اسکے ماتھے پر ٹھنڈے پانی کی پٹیاں رکھ رہا تھا۔۔۔

گزشتہ حالات وواقعات یاد کرتے عروب کی آنکھیں تیزی سے بھیگنے لگیں تھیں۔۔۔

اسے ہوش میں آتا دیکھ سلطان سیدھا ہو کر بیٹھا۔۔۔۔

اوہ شکر۔۔۔ تمہیں ہوش آگیا۔۔۔اب کیسا محسوس کر رہی ہو عروب۔۔۔ ویسے تو ڈاکٹر ابھی تمہیں انجیکشن وغیرہ لگا کر گئ ہے۔۔۔مزید کچھ کھانے کی بعد دوائی لو گی تو بہتر محسوس کرو گئ۔۔۔

وہ اس سے یوں بات کر رہا تھا جیسے ان دونوں کے درمیان کچھ ہوا ہی نا ہو۔۔۔۔

عروب کا دل بھر بھر آیا۔۔۔۔وہ کہنیوں کی بل سہارا لیتی نیم دراز ہوئی۔۔۔

اسے اٹھنے کی کوشش کرتا دیکھ سلطان نے سرعت سے اسکے پیچھے تکیے رکھتے اسے سہارا دیا۔۔۔

وہ بخار کی حدت سے سرخ پڑتے چہرے اور آنکھوں سمیٹ اسے دیکھے گئ۔۔۔

اوہ وہ۔۔۔سلطان کنپٹی کھجاتا کچھ کہنے کے در پر تھا جب وہ شدت سے اسکا ہاتھ اپنے کپکپاتے ہاتھوں میں تھامتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔

وہ سلطان کی جانب سے پڑنے والے تھپڑ اور تھپڑ کی شدت دونوں کو یکسر بھول گئ۔۔۔

سلطان پلیز۔۔۔ میرے ساتھ ایسا مت کریں۔۔۔ پلیز

۔۔ پلیز مجھے اس دفعہ امتحانات دے لینے دیں۔۔۔ امتحانات میں محض چند دن باقی ہیں سلطان۔۔۔ میرے دو سالوں کی محنت ہے۔۔ پلیز سلطان میرا کچھ تو احساس کریں۔۔۔ میرے دو سال ضائع ہو جائیں گے۔۔۔ بس۔۔۔

اسنے ہاتھ کی پشت سے بے دردی سے آنسو رگڑے۔۔۔ بس مجھے میری بی ایس سی مکمل کر لینے دیں میں قسم کھاتی ہوں۔۔۔ وہ رکی۔۔۔ گیلی سانس اندر کھینچی۔۔۔ قسم کھاتی ہوں سلطان دوبارہ کبھی کتابوں کو ہاتھ نہیں لگاوں گی۔۔۔ کبھی ہاتھ نہیں لگاوں گی مگر پلیز اس وقت مجھ پر ترس کھائیں۔۔۔ میں نے بہت محنت کی ہے۔۔۔ پلیز۔۔۔

آنسو لڑیوں کی مانند ٹوٹ ٹوٹ کر بکھرتے بے مول ہو رہے تھے۔۔۔ سوکھے پپڑی زدہ ہونٹ کپکپا رہے تھے۔۔۔ پہلے سے سرخ آنکھیں شدت گریہ سے مزید سرخ ہونے لگی تھیں۔۔۔

اسکا دل جیسے کوئی مٹھی میں لے کر مسل رہا تھا۔۔۔تکلیف ناقابل برداشت تھی۔۔۔اگر جو وہ نا مانا تو۔۔۔۔

وہ اندر سے منفی خدشات کے تحت لرز رہی تھی۔۔۔

دو سال اسنے دن رات جان ماری تھی۔۔۔یہ اسکے باپ کا خواب تھا۔۔۔اور باپ کی بیماری کے دنوں میں بھی وہ خود پر جبر کرتی اپنی پڑھائی کیساتھ انصاف کرتی رہی تھی۔۔۔اتنی بھرپور تیاری کے بعد اگر اسے عین وقت پر امتحانات نا دینے دیے جاتے تو شاید اسکا دل پھٹ جاتا۔۔۔۔

وہ سراپہ التجا بنی اسکے سامنے اپنی التجائیں پیش کر کے کسی خالی ہاتھ سوالی کی مانند آس و نراس کی کیفیت میں اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔کہ شاید گلیشیئر پھگل جائے۔۔۔کے شاید اس پتھر دل کے اندر زرا سا رحم آ جائیں۔۔۔۔

آنکھوں میں جلتے بجھتے پھڑپھڑاتے آس کے دیئے کو لئے وہ یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی کے آیا وہ اسے جان کا مژدہ سناتا ہے یا اسکے اندر سر پٹختی زخمی زخمی ہوتی روح کو بھی ایک ہی جھٹکے میں کھینچ لیتا ہے۔۔۔۔

اسنے آہستگی سے اپنا ہاتھ عروب کے ہاتھ سے کھینچا۔۔۔

عروب کا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔

آرام کرو۔۔۔ میں تمہارے لئے کچھ کھانے کو لاتا ہوں۔۔۔ کھانا کھا کر دوائی لو گی تو بہتر محسوس کرو گی۔۔۔ بے تاثر لہجے میں کہتا وہ اٹھ کر کمرے سے نکل گیا۔۔۔ جبکہ عروب کو اپنے جسم سے روح نکلتی محسوس ہوئی وہ وہیں تکیے میں منہ گھساتی گھٹ گھٹ کر روتی سسکیوں کا گلہ گھونٹنے لگی۔۔۔

*****

بیمار وہ پہلے ہی تھی لیکن سلطان کے فیصلے نے اسے بے طرح توڑ دیا تھا۔۔۔ دفعتاً وہ دودھ کیساتھ کو کیز لئے اندر داخل ہوا۔۔۔

اٹھو یہ کھالو۔۔۔ وہ واپس آکر اپنی چھوڑی جگہ پر بیٹھا۔۔۔

ناجانے وہ اتنا نارمل اور ریلیکس کیسے تھا جس پر اسکی کسی فریاد کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔۔۔

مجھے کھانے کی ضرورت نہیں ہے سلطان۔۔۔ مجھے آپکی اجازت کی ضرورت ہے۔۔۔ آپ پلیز وہ دے دیں۔۔۔ میں خود بخود ٹھیک ہو جاوں گی۔۔۔ وہ بیڈ

کراوں سے ٹیک لگائے آنسوؤں سے بھیگے چہرے کیساتھ ہارے ہوئے انداز میں گویا ہوئی۔۔۔

سلطان کو کیز دودھ میں ڈبو کر اسکے منہ کے قریب لے کر گیا۔۔۔ عروب اسے شکوہ کناں نگاہوں سے دیکھتے رہنے کے بعد چہرا جھکاتی سسک اٹھی۔۔۔

سلطان گہری سانس خارج کرتا بڑھا ہاتھ واپس لے گیا۔۔۔

کیوں چاہتی ہو عروب کے میں تم پر سختی کروں۔۔۔ لہجے سے نرمی مفقود ہو چکی تھی۔۔۔

پلیز مان جائیں نا سلطان۔۔۔ آپکو خدا کا واسطہ۔۔۔ صرف اس ایک چیز کی اجازت دے دیں زندگی میں دوبارہ کبھی کوئی خواہش نا کروں گی۔۔۔ پلیز سلطان۔۔۔ میری بھی کوئی خواہشات ہیں۔۔ یہ میرے بابا کی خواہش تھی سلطان۔۔۔ جسے میں۔۔۔

اپنی خواہشات کو باپ کے گھر پورا کر کے آنا تھا نا پھر۔۔۔ ابھی وہ التجائیہ بول رہی تھی جب وہ اپنے مخصوص اکھڑ انداز میں آتا پھنکارا۔۔۔ ماتھے پر شکنیں پھر سے

ابھر آئیں تھیں۔۔۔ہاتھ میں تھامی ٹرے سائیڈ ٹیبل پر پٹخی اور کرسی کھسکاتا کچھ فاصلے پر ہو کر بیٹھا۔۔۔

میری تمہارے باپ کے ساتھ ایسی کوئی کمٹمنٹ نہیں ہوئی تھی کے شادی کے بعد میں اسکی بیٹی کی تعلیم مکمل کرواتا پھروں گا۔۔۔اسکے لہجے کی کاٹ عروب کا دل چیر رہی تھی۔۔۔

یہ ایک مرے ہوئے شخص کی خواہش تھی سلطان۔۔۔سلطاں کی بلند ہوتی آواز کے سامنے اسکا لہجہ دھیما پڑنے لگا تھا۔۔۔

جب انسان ہی مر گیا تو اسکی خواہش پوری کر کے کیا کرو گی۔۔۔

عروب نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اس سفاک انسان کو دیکھا۔۔۔

زندہ لوگوں کی باتوں کی زیادہ اہمیت ہونی چاہیے۔۔۔وہ گھٹنوں پر کہنیاں رکھے ہاتھ باہم پھنساتا آگے کو جھکتا اسکی آنکھوں میں دیکھ کر گویا ہوا۔۔۔

اور تمہارے شوہر کو تمہارا پڑھائی جاری رکھنا پسند نہیں ہے۔۔۔تو مسلہ کیا ہے پھر تمہارے ساتھ۔۔۔شوہر کی نافرمانی کر کے بی ایس سی کلیئر کر بھی لو گی تو تم کونسے تیر مار لو گی۔۔۔

اب شادی شدہ ہو چکی ہو تو اس پڑھائی کے خمار کو دماغ سے اتار کر گھر گرہستی پر توجہ دو۔۔۔۔

اپنی بات مکمل کر کے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

میں ہر حال میں امتحانات دوں گی سلطان۔۔۔آپ مجھے روک نہیں سکتے۔۔۔یہ میرے باپ کی خواہش تھی۔۔۔

بے بسی کے شدید احساس تلے وہ ناجانے کیسے ہمت پکڑتی بول اٹھی۔۔۔

وہ جاتا جاتا رکا۔۔۔ایک تلخ مسکراہٹ اسکے ہونٹوں پر ابھری۔۔۔۔

ضرور۔۔۔لیکن باپ کی خواہش پوری کرنے کے لئے پھر باپ کے گھر ہی چلی جانا اور ہاں۔۔۔وہ پلٹا۔۔۔۔

واپسی کا راستہ پھر بھول جانا کیونکہ اس خود سری کے بعد اس گھر کے دروازے تم پر بند ہیں۔۔۔

وہ بڑے آرام سے اسکے ہاتھ پاؤں باندھ کر اسے بے بس کر کے ایک اندھیری کوٹھری میں پھینکتا جا چکا تھا۔۔۔جبکہ اسکی اس بات پر عروب ساکت رہ گئی تھی۔۔۔کتنی آسانی سے وہ شخص کتنی سخت بات بول گیا تھا کہ وہ گنگ رہ گئی۔۔۔

*****

وہ ہر حربہ ہر تدبیر کر کے دیکھ چکی تھی۔۔۔ لیکن سلطان کی نا۔۔۔ہاں میں نا بدلی۔۔۔

وہ اس معاملے میں اتنا کھٹور نکلے کا عروب اس چیز کی توقع تک نا کر سکتی تھی۔۔۔ وہ اندر ہی اندر گھٹ گھٹ کر مر رہی تھی۔۔۔ ہر گزرتے دن کے ساتھ اسکی آس ٹوٹتی جا رہی تھی۔۔۔ روز وہ ایک نئی آس و امید سے سلطان کی جانب دیکھتی کے شاید اسے اسکی ویران ہوتی آنکھوں پر ترس آ جائے مگر روز ہی وہ اسکی امید توڑ جاتا۔۔۔

ہر گزرتے دن کے ساتھ عروب کی طبیعت بگڑتی جا رہی تھی۔۔۔ صدمہ شدید تھا وہ اسے قبول کر پانے سے انکاری تھی۔۔۔

روز وہ گھر سے جانے سے پہلے اسکے پاس ناشتہ اور دوائی رکھ جاتا۔۔۔ وہ کھاتی یا نا کھاتی اسکی بلا سے۔۔۔ دونوں بچے دن میں اسکے پاس چکر لگا کر اسکی خیریت

دریافت کر جاتے۔۔فبیحہ تو سکول سے آنے کے بعد اکثر وقت اسی کے کمرے میں گزارتی۔۔۔۔

ناجانے وہ سب کیسے مینج کر رہے تھے بس اسکے پاس تینوں وقت کا کھانا اور دوائی پہنچ جاتی۔۔۔

کبھی سلطان خود رکھ جاتا تو کبھی بچے لے آتے۔۔۔

سلطان کو دیکھتے ہی عروب کی آنکھوں میں بس ایک آس ہی ابھرتی تھی۔۔۔۔

روز وہ سلطان کے آفس جانے کے بعد آنلائن امتحانات کی تیاری کرتی۔۔۔کے شاید پیپر کے روز وہ ماں جائے۔۔۔تب تک اسکا دل عروب کے لئے کچھ نرم پڑ جائے۔۔۔وہ آخری حد تک اپنی کوشش کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔

*****

اریزا اپنے بستر پر چت لیٹا تھا۔۔۔ہاتھ سر کے نیچے باندھ رکھے تھے جبکہ پاوں قینچی کی صورت بنائے گے تھے۔۔۔۔وہ یک ٹک وال سیلنگ کو دیکھ رہا تھا۔۔۔تصور میں ایک پری پیکر چہرا ہی بار بار ابھر رہا تھا۔۔۔

روسٹرم کے پیچھے کھڑی سیاہ عبایہ اور گولڈن سکارف میں ملبوس میم ماہیر۔۔۔

اسکی روشن چمکدار ذہانت سے بھرپور آنکھیں۔۔۔اسکے پنکھریوں سے نازک لبوں کی جنبش۔۔۔اور ہاتھ کی حرکت۔۔۔

وہ جیسے اس ایک لمحے میں کہیں قید ہو کر رہ گیا تھا۔۔۔اس عورت کی بااعتماد آواز اور پر وقار شخصیت اسکے دل پر گہری چھاپ چھوڑ گئی تھی۔۔۔۔وہ ان لمحات میں اسقدر جھکڑا گیا تھا کے خود کو چھڑاپانے میں بے طرح ناکام ہو رہا تھا۔۔۔

بے چینی حد سے سوا ہونے لگی تھی۔۔۔

صحیح کہا تھا شامیر نے۔۔۔میم ماہیر کی کلاس میں داخل ہونے والے اور وہاں سے نکلنے والے اریز میں زمین آسمان کا فرق تھا۔۔۔اسکا خود پر ہی اختیار نا رہا تھا۔۔۔

اس بے چینی کا اسکے پاس کوئی حل نا تھا۔۔۔وہ اس عورت سے بے طرح متاثر ہونے کیساتھ ساتھ اس سے بے طرح مرغوب بھی ہوا تھا۔۔۔وہ اپنے دل کو وہیں کہیں ان سبز کانچ کے سمندر میں ہی چھوڑ آیا تھا۔۔جو اسے اپنے سحر میں جھکڑ چکے تھے۔۔۔۔

******

آج وہ باقی دنوں کی نسبت کچھ بہتر تھی۔۔۔آج اسکا پہلا پیپر تھا۔۔حسب معمول وہ صبح ہی صبح اٹھ کر فریش ہو گئی تھی۔۔۔دل بے طرح گھبرا رہا تھا۔۔وہ مسلسل کسی نا کسی آیت کا ورد کر رہی تھی۔۔اسنے پاوچ میں پین اور مارکرز کے ساتھ اپنی رولنمبر سلپ رکھی اور اسے اپنی وارڈروب میں کپڑوں کے نیچے چھپا دیا۔۔۔

اس پر گھبراہٹ حد سے سوا تھی۔۔۔پہلے اسنے سوچا تھا کے آج وہ کسی بھی طرح سلطان کو پیپر دینے کے لئے منا کر ہی دم لے گی۔۔۔لیکن ہر گزرتے وقت کیساتھ اسکی ہمت ٹوٹتی جا رہی تھی۔۔۔جب وہ اتنے دنوں سے نامانا تھا تو اب کیا خاک مانتا۔۔۔اس لئے اسنے کپکپاتے دل کیساتھ ایک فیصلہ کیا تھا۔۔۔وہ سلطان نامی بلا کے مخالف چلنے کے بارے میں سوچ رہی تھی۔۔۔جو وہ اسکے ارادے جان جاتا تو نا جانے کیا قہر ڈھاتا۔۔۔وہ بیڈ کی پائنتی کی جانب بیٹھی تھوک نگلتی بے طرح اپنے ہاتھ مسل رہی تھی۔۔۔

وہ سلطان کے گھر سے نکل جانے کے بعد خاموشی سے پیپر دینے کے لئے نکل جانا چاہتی تھی۔۔۔دوبارہ سلطان کی گھر واپسی بچوں کے گھر آنے کے بعد ہی ہوتی

تھی۔۔نو بجے اسکا پیپر شروع ہونا تھا دو گھنٹے کا پیپر تھا جبکہ بچے ایک بجے گھر آتے۔۔۔تب تک وہ آسانی سے گھر واپس آسکتی تھی۔۔۔

دفعتاً سلطان اندر داخل ہوا۔۔۔عروب نے ایک اچٹتی نگاہ اس پر ڈالی جو شیشے کے سامنے کھڑا خود پر پرفیوم کا چھڑکاو کر رہا تھا۔۔۔

اب کیسی طبیعت ہے عروب۔۔۔کف لنکس بند کرتا وہ شیشے سے نظر آتے اسکے گھبرائے اور بے چین عکس کو دیکھتا گویا ہوا۔۔۔

جی۔۔اب بہتر ہے۔۔۔عروب نے زبان لبوں پر پھیرتے چہرا جھکا لیا۔۔۔

ہمم۔۔۔اچھی بات ہے۔۔۔گھر سے باہر مت نکلنا۔۔۔اور میرے جانے کے بعد دروازہ اچھے سے بند کر لینا۔۔۔وہ اسے جانچتی نگاہوں سے دیکھتا سنجیدگی سے گویا ہوا اور کمرے سے نکل گیا۔۔۔

اسکے نکلتے ہی عروب نے کب سے سینے میں اٹکا سانس خارج کیا۔۔۔بے ساختہ اسکی نگاہ وال کلاک کی جانب اٹھی جو صبح کے ساڑھے آٹھ بجا رہا تھا۔۔۔اسکے پاس ابھی آدھا گھنٹہ باقی تھا۔۔۔

یقیناً اس آدھے گھنٹے میں وہ سنٹر پہنچ جاتی۔۔۔اور اگر دس پندرہ منٹ اور بھی ہو جاتے تو بھی وہ مینج کر لیتی۔۔۔ابھی اس کے لئے یہ ہی بہت تھا کہ وہ پیپر دینے جا رہی تھی۔۔

*****

ایکسکیوزمی میم۔۔۔۔مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔۔۔کیا آپ مجھے دو منٹ دے سکتی ہیں۔۔۔کلاس مکمل ہونے کے بعد ماہیر روسٹرم سے اپنی چیزیں سمیٹ رہی تھی جب آواز پر پلٹی۔۔۔

پیچھے اونچا لمبا دراز قد شامیر کھڑا تھا۔۔۔اسے پلٹے دیکھ مسکرایا۔۔۔وہ ایک ملٹی نیشنل کمپنی میں جاب کر رہا تھا اور پچھلے دو ماہ سے ماہیر کی کلاسز اٹینڈ کر رہا تھا۔۔ ماہیر اسے اچھے سے جانتی تھی۔۔۔

جی کہیے شامیر کیا بات ہے۔۔۔۔

اسنے بورڈ مار کر بند کیا اور بیگ کی زپ بند کرتے اسے کندھے پر لٹکایا۔۔۔ساتھ ہی ایک اچٹتی نگاہ کلائی پر بندھی گھڑی پر ڈالی۔۔۔ذہن میں صرف احمر تھا جسنے

صبح اس سے ڈرم سٹک بنانے کی فرمائش کی تھی۔۔۔اسے جلد از جلد گھر پہنچ کر ڈنر تیار کرنا تھا۔۔۔

جی میم وہ دراصل آپ اریز کو جانتی ہیں نا۔۔۔اسنے ہلکی سی مسکراہٹ چہرے پر سجاتے بات شروع کی۔۔آخر دوست کے لئے اتنا تو کر ہی سکتا تھا نا۔۔۔

اریززززز۔۔۔اسنے دماغ پر زور ڈالا۔۔۔ہاں نام سے واقف ہوں۔۔۔نیا سٹوڈینٹ ہے نا کلاس میں۔۔۔شاید ایک دو دفعہ دیکھا بھی ہے اسے۔۔۔

اسے ہلکا ہلکا سا یاد آیا۔۔۔

Any way ....

کیا ہوا اسے۔۔۔وہ اچھنبے سے گویا ہوئی۔۔۔

دراصل میم وہ آپ میں دلچسپی رکھتا ہے۔۔۔اور اس حوالے سے آپکے سرپرست سے ملاقات چاہتا ہے تو اگر آپ مناسب سمجھیں تو پلیز اپنے گھر کا ایڈریس یا رابطہ نمبر دے دیں۔۔۔

واٹ۔۔۔۔

وہ نہایت مودبانہ گویا ہوا جبکہ ماہیر بدک کر دو قدم پیچھے ہٹی۔۔۔

آپ کا دماغ تو ٹھیک ہے نا مسٹر شامیر۔۔۔

یہ اکیڈمی ہے۔۔۔ کم از کم آپکو اکیڈمی کے تقدس کا خیال رکھنا چاہیے۔۔۔

میں ایک شادی شدہ لڑکی ہوں جو اپنی ازواجی زندگی سے بہت خوش اور مطمئین ہے۔۔۔ کم از کم آپکو یوں کسی عزت دار لڑکی کو رسوا نہیں کرنا چاہیے۔۔۔ لال بھبھو کا چہرا لئے وہ غرا اٹھی تھی۔۔

غم و غصے سے وہ کپکپانے لگی تھی۔۔۔ کم از کم یہاں اس مقام پر وہ ایسی کوئی توقع نہیں رکھتی تھی۔۔۔

جبکہ گنگ تو شامیر بھی یہ انکشاف سن کر رہ گیا تھا۔۔۔

ایم۔۔۔ ایم سوری میم۔۔۔ ایسی کوئی بات ہمارے علم میں نا تھی۔۔۔ یہ سب نادانستگی میں ہوا۔۔۔

Once again sorry...

وہ حواس باختہ سا چہرے پر ہاتھ پھیرتا الٹے قدم اٹھاتا کلاس سے نکل گیا۔۔۔ جبکہ ماہیر لمبے لمبے سانس لیتی غصے پر قابو پاتی خود کو کمپوز کر رہی تھی۔۔۔

*****

سلطان کے گھر سے نکلتے ہی عروب کی ٹانگوں میں بجلی سی بھر گئی تھی۔۔۔اسنے بعجلت اپنا پاوچ نکالا۔۔۔اختیاطاً ایک دفعہ پھر سے ساری چیزیں پوری کیں۔۔۔ اور بھاگ کر الماری سے اپنی سیاہ شیشیوں سے مزین چادر نکال کر اوڑھی۔۔۔ یوں کے چہرا تک چھپالیا۔۔۔

اسکا دل ہاتھوں میں ڈھرک رہا تھا۔۔۔گھبراہٹ بے طرح سوار تھی۔۔۔

سلطان جاچکا تھا لیکن اسکا خوف پھر بھی حد سے سوا تھا۔۔۔

بس کسی طرح وہ سنٹر پہنچ جائے۔۔۔

اسنے کلائی پر بندھی گھڑی میں وقت دیکھا۔۔۔نو بجنے میں بیس منٹ باقی تھے۔۔۔وہ جلدی سے کمرے سے باہر نکلی۔۔۔ تیزی سے سیڑھیاں اترتے اسکے قدم بے ربط تھے۔۔۔۔وہ بار بار تھوک نگلتی خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیرتی چور نگاہوں سے ارد گرد دیکھ رہی تھی۔۔۔

مین گیٹ پر چوکیدار کھڑا تھا۔۔۔

وہ کسی کی بھی نظروں میں نہیں آنا چاہتی تھی۔۔ تبھی خاموشی سے گھر کے پچھلے دروازے کی جانب بڑھی۔۔۔ پہلی دفعہ ایسی ہمت دکھا رہی تھی تبھی بوکھلائی ہوئی اور حواس باختہ سی تھی۔۔۔

بار بار ماتھے پر پسینہ ابھر رہا تھا جسے وہ کپکپاتے ہاتھوں سے صاف کر رہی تھی۔۔۔ اسے یوں کوئی بھی دیکھتا تو مشکوک ہی سمجھتا۔۔۔

روڈ پر کھڑی ایک ہاتھ سے چہرے کو ڈھانپا چادر کا پلو تھامے دوسرے میں پاوچ سختی سے دبوچے وہ گھبرائی نگاہوں میں ادھر ادھر دیکھتی کوئی رکشہ تلاش کر رہی تھی۔۔۔

دفعتاً اسے سامنے سے ایک رکشا آتا دکھائی دیا تو وہ سرعت سے اس جانب بڑھتی اسے روکنے لگی۔۔۔

کہاں جانا ہے میڈم۔۔۔ رکشے والا اسے سر تا پاوں عجیب سی نگاہوں سے دیکھتا گویا ہوا تو اسکی نگاہوں سے ہی عروب کے جسم میں ایک سنسنی ڈور گئی۔۔۔

پہلے سے گھبراتا دل مزید کپکپا اٹھا۔۔۔

پتہ نہیں وہ یوں تنہا جا کر ٹھیک کر بھی رہی تھی یا نہیں۔۔۔ مگر اسکا یوں گھبرایا بوکھلایا اور حواس باختہ ساروپ دیکھ کوئی بھی اسے تر نوالہ سمجھتا۔۔۔

لیکن اسکے پاس زیادہ سوچنے کا وقت نا تھا۔۔۔ اسنے رکشہ ڈرائیور کو اپنے سنٹر کا ایڈریس دیا اور سرعت سے ایک چور نگاہ چاروں اطراف دیکھتی اس میں سوار ہو گئی۔۔۔

بھیا نو بجے میرا پیپر شروع ہو جائے گا۔۔۔ پلیز مجھے نو بجے تک وہاں پہنچا دیں۔۔۔ وہ کلائی پر بندھی گھری پر نظر ڈالتے گویا ہوئی۔۔۔ نو بجنے میں محض دس منٹ تھے۔۔۔

جانا پیپر دینے ہی ہے نا۔۔۔ ڈرائیور کی مشکوک آواز پر وہ چونکی۔۔۔

مجھے تو کوئی اور ہی معاملہ لگتا ہے۔۔۔

عروب کا دماغ بھک سے اڑا۔۔۔

کیا مطلب۔۔۔ ایک اور خطرہ بھانپتے وہ ڈر کو زرا سائیڈ پر کرتی حواسوں میں لوٹی۔۔۔

دیکھو محترم جو تمہارا کام ہے ناوہ کرو۔۔۔وقت پر سنٹر پہنچا سکتے ہو تو پہنچاو ورنہ رکشہ یہیں روک دو۔۔۔یہاں ایک محض تمہارا رکشہ ہی نہیں رہ گیا۔۔۔وہاں پہنچانے کے پیسے لے رہے ہو تم۔۔ فضولیات پر اترنے کی اجازت کس نے دی تمہیں۔۔۔میں تمہیں کیا دکھائی دے رہی ہوں جو تم فضول ہانک رہے ہو۔۔۔

وہ ماتھے پر تیوریاں لئے کاٹ دار نگاہوں سے اسے دیکھتی کڑک لہجے میں گویا ہوئی کے ایک پل کو تو وہ ڈرائیور بھی بوکھلا گیا۔۔۔

کہیں کوئی ڈری سہمی لڑکی دیکھتی نہیں اور انکی بے غیرتی شروع ہوئی نہیں وہ منہ ہی منہ بڑبڑا کر رہ گئ۔۔۔۔ارے باجی آپ تو غصہ ہی کر گئیں۔۔۔میں نے تو بس ایسے ہی پوچھا تھا۔۔۔وہ شخص گھگھیایا۔۔۔

عروب نے غصے سے سر جھٹکا۔۔۔لیکن اس واقعہ سے اسکا ابتدائی خوف کچھ حد تک زائل ہو گیا تھا۔۔۔

لیں باجی آگیا آپکا سنٹر۔۔۔

رکشے والے نے سنٹر کے سامنے سڑک پر رکشہ روکا۔۔۔

عروب نے سنٹر کی جانب دیکھتے ایک پر سکوں سانس خارج کی۔۔۔رکشے سے اتری اور اسے کرایہ ادا کیا۔۔۔رکشے والا زن سے رکشہ بھگا لے گیا۔۔۔

عروب کے چہرے پر ایک آسودہ مسکراہٹ تھی۔۔۔تو بلآخر وہ وہاں پہنچ ہی گئی۔۔۔

وہ سڑک کنارے کھڑی سامنے کالج کی اس بلڈنگ کو چمکتی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی جسکا سیاہ آہنی گیٹ کھلا تھا۔۔۔جہاں سے اکا دکا لڑکیاں ہی اندر جا رہی تھیں۔۔۔یقیناً یہاں کچھ دیر پہلے بہت رش لگا ہو گا۔۔۔لیکن اس وقت وہاں کوئی رش نا تھا۔۔اسنے بے ساختہ کلائی پر بندھی گھڑی کو دیکھا۔۔

پورے نو بج چکے تھے۔۔۔وہ ہڑبڑا کر ہوش میں آئی۔۔۔یقیناً اندر سب پیپر کے لئے بیٹھ چکے ہونگے۔۔۔۔

وہ جلدی سے آگے بڑھی۔۔۔ابھی ایک ہی قدم آگے بڑھایا تھا کے۔۔۔ایک گاڑی زن سے اسکے سامنے آ کر رکی۔۔۔

وہ بدک کر دو قدم پیچھے ہوئی۔۔۔خونخوار نگاہوں سے ڈرائیونگ سیٹ کی جانب دیکھا۔۔۔لیکن اس طرف دیکھتے ہی اسکا رنگ لمحے کے دسویں حصے میں فق

ہوا۔۔۔فق بے جان۔۔۔جیسے کسی نے جسم کا سارا خون ایک ہی بار میں نچوڑ لیا ہو۔۔۔اسے زمین و آسمان نگاہوں کے سامنے گردش کرتے دکھائی دیئے۔۔۔ سانس جیسے سینے میں کہیں آٹک گیا تھا۔۔۔دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو بے تاب تھا۔۔۔اسکا ڈر اور خوب مجسم حقیقت اسکے سامنے سلطان نامی بلا کی صورت موجود تھا۔۔۔

اسنے شاید سلطان کو بہت ہلکا لیا تھا یا بہت بے خبر۔۔۔۔

اسنے ویران ہوتی نگاہوں سے سامنے اس عمارت کو دیکھا جو اسے یکدم ہی خود سے بہت دور میلوں کی مسافت پر لگی۔۔۔

لمحوں میں وہ بے دم ہو گی تھی۔۔۔وہ اتنی سر توڑ کو شیش کے باوجود ہار گئ تھی۔۔۔آنکھ خشک تھی لیکن آنسو دل پر گر رہے تھے۔۔

ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے سلطان نے اسے بے تاثر نگاہوں سے دیکھتے سنجدگی سے گاڑی کا دروازہ کھولا۔۔۔یہ طوفان کے آنے سے پہلے کی خاموشی تھی شاید۔۔۔ وہ کپکپاتی ٹانگوں پر وزن ڈالتی سر جھکائے خود کو گھسیٹتی خاموشی سے آکر پیسنجر سیٹ پر بیٹھ گئ۔۔۔

ناجانے اب وہ شخص کیا کرتا۔۔۔

یقیناً وہ اس شخص سے کسی بھلائی کی توقع نہیں رکھتی تھی۔۔۔

*****

کیا بکواس ہے یہ۔۔ میں نہیں مانتا اس بات کو۔۔۔ یہ سچ نہیں ہو سکتا۔۔۔

اریز شامیر کے جواب کا انتظار کر کر کے بلآخر جواب طلبی کو خود اسکے گھر آن پہنچا تھا۔۔ اور آگے سے جو اسے سننے کو ملا تھا وہ اسے مفلوج کر گیا تھا۔۔۔ وہ یہ بات ماننے سے انکاری تھا۔۔ تبھی بال مٹھیوں میں جکڑے جھنجھلایا سا گویا ہوا۔۔۔

یہ ہی سچ ہے اریز۔۔۔ مجھے تو خود اس وقت بہت شرمندگی محسوس ہوئی۔۔۔

شامیر ڈھیلے سے انداز میں بیڈ پر بیٹھا گویا ہوا۔۔۔

ٹھیک ہے میں ایک دفعہ خود ان سے مل کر بات کرنا چاہتا ہوں۔۔ تم بس ہماری ایک ملاقات ارینج کروا دو۔۔۔ وہ حتمی لہجے میں گویا ہوا تو شامیر اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔۔

****

گاڑی میں دو نفوس کی موجودگی کے باوجود خاموشی کا راج تھا۔۔۔سلطان لب بھینچے سنجیدہ صورت لئے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا جبکہ عروب سختی سے ہاتھ ایک دوسرے میں پیوست کئے انکی کپکپاہٹ پر قابو پانے کو ہلکان تھی۔۔۔ننھا سا دل چڑیا کی مانند سہما پڑا تھا۔۔۔لب باہم پیوست تھے لیکن پھر بھی وہ انکی کپکپاہٹ پر قابو پانے میں مکمل طور پر ناکام تھی۔۔

اسنے ہر طرح سے تیاری کر رکھی تھی لیکن یہ تو سوچا ہی نا تھا کے اگر رنگے ہاتھوں پکڑی گی تو۔۔۔۔

ناجانے وہ شخص خاموش کیوں تھا۔۔۔کچھ بول کیوں نہیں رہا تھا۔۔۔اسے اندر سے ہول اٹھنے لگے۔۔۔

دفعتا نظر باہر جانے پہچانے رستوں پر پڑی تو دل دھک سے رہ گیا۔۔۔گاڑی تیزی سے سفر مکمل کرتی لمحہ بالمحہ آگے بڑھ رہی تھی۔۔۔عروب کو اپنی روح تک فنا ہوتی محسوس ہوئی۔۔۔

ایک لمحے میں اسے سلطان کی خاموشی اور سنجیدگی کی ساری کہانی سمجھ آ گئ تھی۔۔۔

وہ شخص قول کا پکا تھا اور حد سے زیادہ سفاک بھی۔۔۔وہ اپنے قول سے ایک انچ تک پیچھے ہٹنے کو راضی نا تھا۔۔ عروب کا دل کپکپا اٹھا۔۔اسنے متوحش نگاہوں سے پہلے باہر اور پھر سنجید گی سے اسے نظر انداز کرتے سلطان کی جانب دیکھا۔۔۔
اس انا پرست شخص کی انا کو تسکین کیسے مل سکتی تھی بھلا۔۔۔جسکے لئے اسکی انا انکے رشتے سے کہیں بڑھ کر تھی۔۔۔

فاصلہ کم ہونے کے ساتھ ساتھ اسکے دل کی ڈھرکن بھی سست پڑنے لگی۔۔۔

اور وہ جھک گئی۔۔۔اپنا آشیانہ۔۔۔اپنا گھر اور اپنا رشتہ بچانے کو وہ اپنے ہر حق سے دستبردار ہونے کو بھی تیار ہو گئی۔۔اسنے اپنی عزت نفس تک اس شخص کے قدموں میں رول دی۔۔۔

ایم سوری سلطان مجھ سے غلطی ہو گئی مجھے معاف کر دیں۔۔۔گاڑی ایک جھٹکے سے رکی جب وہ کچھ بہت غلط ہو جانے کے خوف سے اسکی بازو بے طرح جھکڑتی سسک اٹھی۔۔۔

اترو عروب۔۔۔اور اندر جاو۔۔۔دوسری جانب ہنوز بے نیازی کا عالم تھا۔۔۔

نہیں سلطان۔۔۔نہیں۔۔۔میں نہیں جاوں گی۔۔۔مجھے معاف کر دیں۔۔۔

خدا کے لئے مجھے معاف کر دیں۔۔۔میں دوبارہ کبھی پڑھائی کا نام تک نہیں لوں گی۔۔۔میرا کوئی خواب نہیں۔۔۔مجھے نہیں پڑھنا۔۔۔لیکن میرے ساتھ ایسا مت کریں۔۔۔خود سے الگ کر کے مت جائیں۔۔۔مجھے ساتھ لے جائیں۔۔۔ آپ مجھے میرے باپ کے گھر چھوڑ کر نہیں جا سکتے۔۔۔اسکے اندر کی مشرقی لڑکی انگڑائی لے کر جاگ اٹھی تھی۔۔۔وفا جسکی سرشت تھی۔۔۔شوہر جسکا مجازی خدا۔۔۔پھر چاہے وہی مجازی خدا اشاہ رگ پاوں تلے مسل کر جان تک نکال دے۔۔۔

یہ سب تمہیں اسقدر بغاوت پر اترنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا مس عروب۔۔۔ اسقدر بیگانہ اور اجنبی لہجہ۔۔۔وہ تھوک نگل کر رہ گئی۔۔۔

کہہ کر گیا تھا نا صبح۔۔۔کے گھر سے باہر مت نکلنا۔۔۔ایک بے تاثر نگاہ اس پر ڈالنے کے بعد وہ سٹرنگ تھامے واپس باہر دیکھنے لگا۔۔۔کے کس پل وہ گاڑی سے نکلے اور وہ گاڑی بھگا لے جائے۔۔۔اسکے لہجے میں کوئی گنجائش نا تھی۔۔۔

عروب کا دل ڈوبنے لگا۔۔۔یعنی کے وہ اسکے بارے میں مکمل باخبر تھا تبھی صبح اسے تنبیہہ کر کے گیا تھا۔۔۔یا اسکے گھبرائے اور بوکھلائے روپ نے اسکا راز افشا کر دیا تھا۔۔۔

غلطی ہو گئی سلطان۔۔۔ٹوٹا لہجہ بھرایا۔۔۔۔

ایسی غلطی کی میری زندگی میں کوئی گنجائش نہیں مس عروب۔۔۔جو لڑکی ایک دفعہ میرا بھروسہ توڑ سکتی ہے۔۔۔وہ بار بار توڑے گی۔۔۔اور میرے گھر میں ناقابل اعتبار لڑکی کی کوئی جگہ نہیں۔۔۔جس رشتے میں اعتبار نہیں۔۔۔میری نظر میں وہ رشتہ ہی نہیں۔۔۔بے اعتباری بے وفائی کی پہلی سیڑھی ہے۔۔۔

میں بے فکر ہو کر تمہیں اپنے گھر پر اپنے بچوں کے پاس نہیں چھوڑ سکتا کیونکہ تم۔۔۔کاٹ دار لہجے میں کہتے اسنے ایک کاٹ دار نگاہ عروب پر ڈالی۔۔۔تم اعتبار کے قابل نہیں ہو۔۔۔اسکے لہجے کی پھنکار عروب کا خون خشک کر رہی تھی۔۔۔

گویا وہ اسکا ایک امتحان تھا جس پر وہ پورا نا اتری تھی۔۔۔مگر اتنا سخت امتحان۔۔۔

اسکا دل کرلا اٹھا۔۔۔

مجھے سختی پر مجبور مت کرو عروب۔۔۔نیچے اترو۔۔۔وہ سٹرنگ پر اپنی گرفت مضبوط کرتا سختی سے گویا ہوا۔۔۔

نہیں۔۔۔میں نہیں اتروں گی۔۔۔پلیز ایک موقع دے دیں۔۔۔

ایم سوری۔۔۔دوبارہ۔۔۔کبھی۔۔۔کبھی ایسا نہیں کروں گی۔۔۔پلیز۔۔۔

سلطان پلیز۔۔۔وہ گھگھیائی تھی۔۔۔۔

سلطان کے دماغ میں ابال سے اٹھنے لگے تھے۔۔۔پس منظر میں ایک خوفناک منظر ابھرا تھا۔۔۔

مجھ پر اعتبار کریں میں ہمیشہ آپکی وفادار رہوں گی۔۔۔

اسنے بے ساختہ زوردار ہاتھ سٹرنگ پر مارا۔۔۔ماتھے کے رگیں تک تن چکی تھیں۔۔۔

تم عورت ذات ہو ہی نہیں اعتبار کے قابل۔۔۔

ایسے نہیں مانو گی تم۔۔۔نکلو میری گاڑی سے۔۔۔وہ آپے سے باہر ہوتا گاڑی کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھولتا باہر نکلا۔۔۔۔

باہر نکل کر اسنے دروازہ اتنی زور سے بند کیا کے عروب اپنی جگہ پر اچھل کر رہ گئ۔۔دل بند ہونے لگا اور اسکا اسقدر وحشتناک روپ دیکھ کر آنکھیں پھٹنے لگی۔۔۔وہ کسی طور اپنے حواسوں میں نا لگتا تھا۔۔۔

میں ایک تکلیف سے بار بار نہیں گزر سکتا۔۔۔میں ہر تکلیف دہ زخم کو ناسور بننے سے پہلے ہی خود سے کاٹ پھینکوں گا۔۔۔

اسنے جارحانہ انداز میں عروب کی سائیڈ کا دروازہ کھولا۔۔۔وہ ایک چیخ مارتی سہم کر ڈرائیونگ سیٹ کی جانب کھسکی۔۔۔نہیں۔۔۔نہیں سلطان۔۔۔

اسکی آنکھوں کی وحشت دیکھ خوف سے عروب کی آواز تک بند ہونے لگی تھی۔۔۔

دوسری طرف اسکی کسی فریاد کسی التجا کسی بے بسی کا کوئی اثر نا تھا۔۔۔اسنے جیسے نادانستگی میں آج بغاوت کر کے کسی کے رفو کئے گے سارے زخم ایک ہی جھٹکے میں بے دردی سے اڈھیر دیئے تھے یوں کے اب وہ درد سے بلبلاتا کسی کے قابو میں ہی نا آ رہا تھا۔۔۔

اسنے بے رحمی سے اسکی نازک بازو اپنے آہنی شکنجے میں جکڑی۔۔۔وہ خوف سے سپید پڑ گئ۔۔۔ایک زوردار جھٹکے سے اسنے عروب کو اپنی جانب کھینچا تو وہ کراہ کی اسکی جانب کھنچتی زور سے آ کر اس سے ٹکرائی۔۔۔اس سے پہلے کے وہ پھر سے پیش رفت کرتا اسے گاڑی سے باہر نکالا وہ خوف ودہشت سے وہیں اسکی بازووں میں جھول گئ۔۔۔

شٹ۔۔۔وہ اسے یوں ہوش وحواس سے بیگانہ ہو کر جولتا دیکھ حواس باختہ ہوتا سرعت سے اسے اپنی بازووں میں سمبھال گیا ورنہ کچھ بعید نا تھا اسکا سر بے طرح ڈیش بورڈ سے ٹکراتا۔۔۔

اسکی حالت دیکھ ایک بار تو سلطان بھی گھبرا اٹھا۔۔۔۔فق ہوتی رنگت اور بے جان ہوتا وجود۔۔۔اسنے خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیرتے اسے سیٹ پر ٹیک لگا کر بیٹھایا اور سرعت سے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتا گاڑی زن سے بھگا لے گیا۔۔۔ ایک احساس پشیمانی کہیں اسکے اندر اسے چٹکیاں کاٹنے لگی تھی جسے وہ بے طرح سر جھٹکتے جھٹلا رہا تھا۔۔۔

یہ لڑکی اسے ذہنی طور پر ڈسٹرب کر رہی تھی۔۔۔وہ بے طرح جھٹپٹایا۔۔۔

****

ماہیر غصے سے کھولتی گھر واپس لوٹی تھی۔۔۔شامیر کی باتیں اور اسکا پیام بار بار دماغ میں ہتھوڑے برساتا اسکا فشار خون بڑھا رہا تھا۔۔۔

گھٹیا جاہل بے وقوف انسان۔۔۔ محبت کو کھیل بنا رکھا ہے ان لوگوں نے۔۔۔ہر راہ چلتی سے ہو گئی۔۔۔ محبت مائے فٹ۔۔۔اپنے کمرے میں دائیں سے بائیں جانب چکر لگاتے اسنے پاوں پٹخا۔۔۔

دماغ میں بھانبھر سے جل رہے تھے۔۔۔وہ اچھی خاصی میچور اور عقل و فہم والی لڑکی تھی لیکن اس کے باوجود وہ اتنی غلط بات پر اپنا غصہ قابو نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔

رات جیسے تیسے کٹ گئی۔۔اگلے دن وہ بڑی ہی مشکل سے ان سب باتوں کو دماغ سے جھٹکتی اپنے معمولات زندگی نبٹاتی یونیورسٹی آئی تھی۔۔۔

اپنی پہلی دونوں کلاسز لے کر وہ لائبریری آ گئی۔۔۔یہ اسکے روز کا معمول تھا۔۔۔ اپنا یہ والا فارغ وقت وہ لائبریری میں ہی کسی نا کسی کتاب کا مطالعہ کرتے گزارتی تھی۔۔۔وہ لائبریری میں اپنے مخصوص پر سکون گوشے میں بیٹھی کتاب پڑھ

رہی تھی لائبریری میں اکادکا ہی طالبعلم تھے۔۔ابھی اسے مطالعہ کرتے کچھ ہی وقت ہوا تھا جب ایک جانی پہچانی آواز پر اسنے سرعت سے سر اٹھا کر دیکھا۔۔۔

وہ شامیر تھا جو سلام کرنے کے بعد پشیمان سا اسکے سامنے آکر بیٹھا۔۔۔

ماہیر نے اسے غصیلی نگاہوں سے دیکھا۔۔۔

میم میں آپ سے بہت شرمندہ ہوں اور معذرت خواہ ہوں۔۔۔وہ سر جھکائے پشیمانی سے گویا ہوا تو ماہیر کی آنکھوں کا غصیلہ تاثر کچھ مدہم پڑا۔۔۔

چہرے کے تنے اعضلات ڈھیلے پڑے۔۔۔

دفعتاً اسے اپنے ساتھ والی کرسی گھسیٹ کر کوئی بیٹھتا محسوس ہوا۔۔۔

وہ سانس تک روک گئی۔۔۔دل ایک مرتبہ زور سے ڈھرکا۔۔۔اسنے اچھنبے سے چہرا گھما کر دیکھا۔۔۔وہ اریز ہی تھا۔۔۔اپنے مخصوص حلیے میں موجود جینز پر شرٹ زیب تن کئے بال اچھے سے سیٹ کئے سرخ و سپید رنگت پر ہلکی بڑھی شیو ۔۔۔وہ ماحول پر چھایا ہوا سا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔اسکے آہستگی سے سلام کرنے پر وہ گم صم سی رہ گئی۔۔۔

میم شامیر نے آپ سے میرا مدعا بیاں کیا ہوگا۔۔۔میں اس بارے میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔۔۔وہ اسے نرم نگاہوں سے دیکھتا مودب سا گویا ہوا تو وہ بدک کر اپنی کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

کیا آپکو میری بات سمجھ نہیں آتی مسٹر اریز کے میں شادی شدہ دو بچوں کی ماں ہوں۔۔۔اور اپنی ازواجی زندگی سے بہت خوش اور مطمئیں ہوں۔۔۔تو پھر آپ کیوں میری پر سکون ازواجی زندگی میں کنکر پھینک کر ہلچل مچانا چاہتے ہیں۔۔۔ وہ ماحول کا احساس کرتے غصیلے مگر دھیمے لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔

آپ جیسے باشعور اور پڑھے لکھے انسان کو ایسی حرکتیں زیب نہیں دیتیں کے آپ ایک عزت دار لڑکی کو یوں تعلیم حاصل کرنے جیسے مقدس مقامات پر رسوا کرتے پھریں۔۔۔۔اسکی آواز غم و غصہ سے کانپ رہی تھی۔۔۔

آپ واقعی شادی شدہ ہیں۔۔۔وہ بے یقین سا حیرت سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ماہیر نے چند ثانیے اسے دیکھا اور تیزی سے موبائل پر انگلیاں چلاتے ایک تصویر نکال کر موبائل سامنے موجود میز پر پھینکا۔۔۔

آپکی تسلی کے لئے۔۔۔یہ میری فیملی کی تصویر ہے۔۔۔اسنے سینے پر بازو باندھتے طنزیہ اسے دیکھا۔۔۔

اریز نے حیرت سے موبائل اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔چودھویں کے چاند کی طرح دمکتے ہری کانچ سی سمندر سی آنکھوں کے ساتھ بے حد معمولی انسان کی تصویر اور ساتھ دو بچے۔۔۔وہ کتنی ہی دیر تک حیرت سے اس تصویر کو دیکھتا رہا۔۔۔

کیا کرتے ہیں آپکے شوہر۔۔۔وہ تصویر کو دیکھتا اچھنبے سے گویا ہوا۔۔۔

بزنس مین ہیں۔۔۔لیکن میرے لئے میری کل کائنات ہیں۔۔۔یہ وہ ہیں جنکے دم سے میں ہوں۔۔۔ جنہوں نے مجھے اس مقام تک پہنچایا۔۔

He is my really soulmate...

اسکی آواز میں فخر تھا۔۔

آپکو نہیں لگتا کے آپ اس سے زیادہ ڈیزرو کرتی ہیں۔۔۔اس سے کچھ بہت زیادہ۔۔۔آسمانوں کی وسعتوں کو چھوتا ہوا کچھ اپنے ٹاکڑے کا۔۔۔کچھ میری طرح۔۔۔وہ دھیمے سے گویا ہوتا ماہیر کو پتھر کا بنا گیا۔۔۔

سینے پر بندھے بازو ڈھیلے پڑتے نیچے گر گئے۔۔۔ جبکہ وہ اپنی بات مکمل کر کے موبائل واپس میز پر رکھتا خاموشی سے باہر نکل گیا۔۔۔

ایم سوری میم۔۔۔ پر یہ اسکی ضد تھی۔۔۔ وہ ایک بار خود سے آپ سے ملنا چاہتا تھا۔۔ اسکے پیچھے ہی شامیر لپکتا معذرتی انداز میں کہتا باہر نکل گیا۔۔۔ جبکہ ماہیر گم صم سی کھڑی رہ گئی۔۔۔۔

*****

دوبارہ عروب کی آنکھ کھلی تو اسنے خود کو ہسپتال کے ایک کمرے میں پایا۔۔۔ بازو پر کنولہ کی مدد سے ڈرپ لگی تھی جبکہ کمرے میں اس وقت کوئی نا تھا۔۔۔ اسنے حیرت سے ارد گرد دیکھا۔۔۔

نقاہت حد سے سوا تھی۔۔۔ آج کے سارے واقعات نے اسکی اساری سکت نچوڑ لی تھی وہ ادھ موئی ہوئی پڑی تھی۔۔۔ سلطان کا وحشت زدہ روپ دیکھ دماغ ہنوز سن تھا۔۔۔

دفعتاً سلطان کمرے میں داخل ہوا تو اسے ہوش میں آتا دیکھ اسکی طرف بڑھا۔۔۔

وہ ابھی ابھی ڈاکٹر کے کیبن سے آ رہا تھا۔۔۔ جسنے واضح الفاظ میں بتایا تھا کے خوف اور دہشت کے باعث وہ بے ہوش ہوئی تھی اس لئے کوشیش کی جائے کے وہ ریلیکس رہے ورنہ ان سب چیزوں کا اسکے دماغ پر برا اثر پڑ سکتا ہے۔۔۔

سلطان کو اپنی جانب بڑھتا دیکھ اسنے بے ساختہ تھوک نگلا۔۔۔۔

وہ خاموش تھا۔۔۔ بلکل خاموش۔۔۔اور عروب کو اسکی خاموشی کھل رہی تھی۔۔۔

کچھ دیر بعد ڈرپ مکمل ہوئی تو انہیں ڈسچارج مل گیا۔۔۔ چلو اٹھو گھر چلیں۔۔۔وہ اپنی کلائی پر بندھی گھڑی کی طرف دیکھتا گویا ہوا۔۔۔اسکے چہرے کی جانب دیکھ کر عروب کے لئے اندازا لگانا مشکل تھا کے وہ کیا سوچ رہا ہے۔۔۔

مجھے اپنے گھر جانا ہے۔۔۔۔وہ آہستگی سے گویا ہوئی۔۔اپنے بچوں کے پاس۔۔۔ ساتھ ہی بات مزید واضح کرتی گویا ہوئی۔۔۔

سلطان نے کوئی ردعمل ظاہر نا کیا بلکہ ہاتھ پشت پر باندھے اسکے اٹھنے کا انتظار کرتا رہا۔۔۔

وہ ہتھیلی پر وزن ڈالتی اٹھی۔۔۔یکدم اٹھنے سے سر چکرایا۔۔۔اسنے سر پر ہاتھ رکھتے مدد طلب نگاہوں سے سلطان کو دیکھا جو ہنوز لاپرواہ سا کمرے کے دروازے کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔۔

وہ آنکھیں زور سے میچ کر کھولتی جوتا پاوں میں اڑس کر اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔ابھی چھوٹے چھوٹے دو ہی قدم اٹھائے تھے کے سر بے طرح چکرایا۔۔۔مگر اس مرتبہ اسنے خود سے آگے بڑھ کر سلطان کی بازو کو مضبوطی سے دونوں ہاتھوں سے تھاما اور اسکے کندھے سے سر ٹکاتی گہرے گہرے سانس لینے لگی۔۔۔

سلطان نے چونک کر اسے دیکھا اور اسکی حالت دیکھ کچھ سوچتے ہوئے اپنا بازو اسکے کندھے کے گرد پھیلاتے اسے سہارا دیا اور اسکا کپکپاتا ہاتھ دوسرے ہاتھ میں تھامے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اسے لئے باہر آیا۔۔۔

یااللہ میرے شوہر کا دل میرے لئے بدل دے۔۔۔اس میں میرے لئے نرمی رحم اور عزت کیساتھ ساتھ ڈھیر ساری محبت ڈال دے۔۔۔اپنے اٹھتے ہر قدم کے ساتھ وہ ٹوٹے دل کیساتھ اپنے رب کے حضور دعا گو تھی۔۔۔

*****

عروب گم صم سی کچن میں کھڑی لنچ تیار کر رہی تھی۔۔۔بال ڈھیلی سی چٹیا میں مقید تھے اور دوپٹہ شانوں کے گرد لپٹا ہوا تھا یوں کے چٹیا اس میں مقید ہو کر رہ گئی۔۔۔

چہرا سوگوار تھا مگر اب وہ کل کے مقابلے میں بہتر تھی۔۔۔

دونوں بچے ابھی سکول سے آئے نہیں تھے۔۔۔البتہ خلاف توقع سلطان باہر لاونج میں بیٹھا تھا آج وہ آفس نہیں گیا تھا۔ تھری سیٹر صوفے پر موجود ٹانگیں لمبی کئے دونوں ہاتھ سر کے نیچے رکھے بظاہر وہ سامنے لگی دیوار گیر ایل سی ڈی کو دیکھ رہا تھا لیکن ذہنی طور پر کہیں اور ہی پہنچا ہوا تھا۔۔۔

کل ہسپتال سے واپسی سے لے کر اب تک ان دونوں کے درمیاں کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔۔۔نا سلطان نے اسے مخاطب کیا نا ہی عروب خود میں اسے مخاطب کرنے کی ہمت جتا پائی۔۔۔اس کے لئے اتنا ہی کافی تھا کے ہسپتال سے سیدھا وہ اسے اسی گھر لایا تھا۔۔۔

کھانا تیار کر کے ایک نگاہ کھانے کو دیکھتی وہ کچن سے نکلی۔۔۔بچے بھی بس آنے ہی والے تھے۔۔۔۔

اسنے ایک اداس نگاہ سلطان پر ڈالی جواب سیدھا ہو کر بیٹھا گھٹنوں پر کہنیاں رکھے ہاتھ میں تھامے موبائل پر جھکا ہوا تھا۔۔۔۔

اسنے ایک سرد سانس ہوا کے سپرد کی۔۔۔یکدم ہی دونوں کے درمیاں بہت سی دوریاں آ گئی تھیں۔۔۔اس رشتے میں فرینکنس تو پہلے ہی نام کی تھی لیکن اتنی اجنبیت بھی نا تھی۔۔۔

پیپر۔۔۔پڑھائی۔۔۔دو سالوں کی محنت۔۔۔۔۔اپنے خواب۔۔۔۔ کیریئر سب کہیں محو ہو گیا تھا۔۔۔

ان سب کا درداب بھی سینے میں کہیں مقید تھا جو اندر ہی اندر چٹکیاں کاٹتا۔۔۔۔یا کوئی اسکا سینہ چاک کر کے دیکھتا کے وہاں ان ٹوٹے خوابوں کی کرچیوں نے کیا کہرام مچایا ہے۔۔۔ کیسی تباہی کے دل زخمی زخمی ہو پڑا تھا۔۔۔ لیکن اسنے اس زخمی ہوئے دل کو خود ہی قدموں تلے کچل دیا تھا۔۔۔تکلیف غضب کی تھی لیکن وہ لب سی گئی۔۔۔ مجال جو ایک سسکی تک کو اسنے لبوں سے آزاد ہونے کی اجازت

دی ہو۔۔۔اندر اٹھتے وبال کو زبردستی اندر ہی دفنا دیا۔۔۔اس کوشش میں وہ کس قدر ادھ موئی ہوئی کون جان سکتا تھا۔۔۔۔

لیکن زندگی کی تلخ حقیقت جاننے کے بعد زندگی کی ترجیحات میں اول نمبر پر اسکا شوہر اور گھر آ گیا تھا۔۔۔

دو سال کی محنت ضائع جانے پر اب بھی کسی ڈراونے خواب کا گمان لگتا۔۔۔دل کرلانے لگتا لیکن یہ اب زندگی کی دوسری ترجیح تھی۔۔۔دل کو مار کر سہی لیکن اس پر وہ کمپرومائز کر سکتی تھی۔۔۔لیکن گھر نہیں اجاڑ سکتی تھی۔۔۔

وہ شخص برا تھا۔۔۔ظالم تھا۔۔۔سفاک تھا۔۔۔اکڑ مزاج تھا۔۔عمر میں اس سے بڑا تھا۔۔۔لیکن پھر بھی وہ سانسوں کو مطلوب تھا۔۔۔رشتہ ایسا بندھا تھا کے وہ اس سے دلی وجذباتی وابستگی رکھنے لگی تھی۔۔۔

اس میں سو برائیاں سہی لیکن وہ اسکی پرواہ بھی کرتا تھا اور احساس بھی۔۔۔بھلے اسکے طریقے الگ تھے۔۔۔

یہ شخص اس کے لئے ناگزیر ہے یہ حقیقت اس پر تب ہی آشکار ہو گئ تھی جب وہ اسے اسکے باپ کے گھر چھوڑنے گیا تھا۔۔

اس کے غصے۔۔۔اسکے دور جانے کے خوف۔۔۔اور اس شخص کے غصہ میں انتہائی قدم اٹھا لینے کے خیال سے ہی وہ اندر تک کپکپا اٹھی تھی۔۔۔

وہ اس شخص سے الگ نہیں ہو سکتی تھی۔۔۔کسی قیمت پر نہیں۔۔۔

یہ گھر اسکا تھا۔۔۔وہ اس گھر کی ملکہ تھی۔۔۔اسے یہاں کوئی تکلیف نا تھی۔۔۔نا لمبے چوڑے سسرال کی ٹینشن۔۔۔نا ساس نندوں کی روک ٹوک۔۔۔ہاں بس شوہر کے موڈ بدلنے کا پتہ نا چلتا تھا۔۔۔

لیکن وہ رفتہ رفتہ اسکے بدلتے موڈ کو بھی سمجھنے لگتی۔۔۔

وہ تھکے تھکے قدم اٹھاتی لاونج میں اکر اسکے پاس ہی سنگل صوفے پر بیٹھ گئی۔۔۔

سلطان اسکی جانب بنا متوجہ ہوئے موبائل پر جھکا رہا۔۔۔

کچھ دیر تک اسے دیکھتے رہنے کے بعد اسکی نگاہ سلطان کے ہاتھ میں موجود موبائل پر گئی۔۔۔اسکی ریڈھ کی ہڈی تک میں ایک سرد لہر سرائیت کر گی۔۔۔

تھوک نگلتی وہ زرا سیدھی ہوئی۔۔۔

وہ اسکا موبائل تھا۔۔۔سلطان اسکے موبائل کو چیک کر رہا تھا۔۔۔ایک ایک فولڈرز ایک ایک سوشل اکاونٹ۔۔۔

اسے اپنے جسم پر چیونٹیاں رینگتی محسوس ہوئیں۔۔۔اند کہیں موجود دل کپکپا اٹھا۔۔۔

وہ غلط نا تھی۔۔۔ناہی موبائل میں کچھ الٹا سیدھا تھا جس سے وہ خوف زدہ ہوتی۔۔ لیکن سلطان کا غصہ اور کل کارد عمل ایسا تھا کے اسے اپنی روح فنا ہوتی محسوس ہوئی۔۔۔

وہ گہرا سانس لے کر خود کو کمپوز کرتی ڈھیلا چھوڑ گئی۔۔۔

دل ہی دل وہ مختلف قرآنی آیات کا ورد کرنے لگی تھی۔۔۔

وہ اب ایک کے بعد ایک اسکے سبھی سوشل اکاونٹس ڈیلیٹ کرنے لگا تھا۔۔۔وہ کن اکھیوں سے اسے دیکھتی نظر انداز کئے خاموش رہی۔۔۔

یہ موبائل صرف تمہارے لیے رابطے کا ذریعہ ہونا چاہیے۔۔۔اس کے علاوہ اس پر میں تمہارا کوئی فضول سوشل اکاونٹ نادیکھوں۔۔۔

اپنا کام ختم کر کے وہ اسکی طرف دیکھتا سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔۔۔۔۔دل میں بہت سے سوال جنم لئے۔۔۔اندر بھڑکتا الاو پھٹنے کو ہوا۔۔۔وہ بولتی بولتی رک گئی۔۔۔لب سی گئی۔۔۔نہیں ابھی نہیں۔۔۔اسنے اندر ہی اندر خود کو تھپکی

دی۔۔۔ابھی وہ گیلی زمین پر کھڑی تھی۔۔۔ابھی بولنا خود کو اسی گیلی زمین پر کیچڑ کے سپرد کرنے کے مترادف تھا۔۔۔صبر۔۔۔صبر۔۔۔اس شخص کا غصہ ٹھنڈا ہونے کا انتظار۔۔۔پھر جواب طلبی بھی ہو گئی۔۔۔وہ بار بار خود کو مختلف تھپکیاں دیتی سمجھا رہی تھی۔۔۔اندر اٹھتے وبال کو بہلا کر سلا رہی تھی۔۔۔ابھی نہیں۔۔۔ابھی بالکل نہیں۔۔۔۔انتظار۔۔۔۔

اگر اس موبائل فون کی وجہ سے میرے گھر میں بیگاڑ پیدا ہونے کا خدشہ ہے نا سلطان۔۔۔۔۔تو مجھے یہ فون چاہیے ہی نہیں۔۔۔وہ اسے دیکھتی نرمی سے گویا ہوئی۔۔۔

رہ گئی بات آپ سے رابطے کی۔۔۔تو گھر میں ایکسٹینشن موجود ہے۔۔۔وہ آنکھوں کی نمی پیچھے دھکیلتی نظروں کا رخ پھیر گئی۔۔۔کیوں اس بے حس کو ان آنکھوں میں موجود نمی کے اندر چھپا کرب دکھائی نا دیتا تھا۔۔۔

سلطان نے موبائل میز پر رکھتے سر جھٹکا۔۔۔

مجھے صرف آپکا اعتبار چاہیے سلطان۔۔۔وہ ہنوز دوسری جانب دیکھ رہی تھی۔۔۔ شاید ضبط کے بندھن توڑنا نہیں چاہتی ہے۔۔۔

اور یہ اعتبار کیا ہوتا ہے بھلا۔۔۔چور راستے تلاش کرنے کو دوسرے شخص کی توجہ خود سے ہٹانے کے لئے ایک بہانہ۔۔۔ایک شعوری کوشیش۔۔۔وہ تلخی سے ہسا۔۔۔۔

عروب نے حیرت سے چہرا اسکی جانب موڑا۔۔۔

اتنے تلخ کیوں ہیں آپ سلطان۔۔۔۔کیا میں اسقدر بے اعتبار ہوں۔۔۔آواز میں بے یقینی در آئی۔۔۔

عورت قابل اعتبار ہوتی ہی نہیں۔۔۔اسنے لاپرواہی سے کندھے اچکاتے میز سے ریموٹ اٹھایا اور چینل سرچنگ کرنے لگا۔۔۔

عروب اسکی باتوں پر گنگ رہ گئ۔۔۔۔

عورت صرف تب تک آپ سے وفا نبھاتی ہے جب تک وہ آپ پر انحصار کرتی ہے۔۔۔جب تک اسے آپکے سہارے کی ضرورت ہوتی ہے اور جب تک اسے کوئی آپ سے بہتر آپشن مل نہیں جاتا۔۔۔

جس دن اسے آپ سے بہتر کوئی مل جائے اور وہ آپ کے سہارے کے بنا چل سکے بلکہ اڑ سکے۔۔۔وہ آپکے تحفظ کو قید سمجھتے وہاں سے اڑ جاتی ہے اور بس۔۔۔

یہ ہے عورت کی وفا اور اعتبار کی کہانی۔۔۔

وہ چبھتے لہجے میں ایل سی ڈی کی سکرین کو دیکھتا آخر میں ایک سرد نگاہ اسے دیکھتا گویا ہوا۔۔۔

وہ اسکی نگاہوں کے سرد پن سے خود کو فریز ہوتا محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔

ہر عورت ایسی نہیں ہوتی سلطان۔۔۔اسے اپنی آواز کسی کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔۔۔

وہ قہقہ لگا کر ہس دیا۔۔۔۔

عروب حیرت سے اسے تکنے لگی۔۔۔وہ ہنوز ہس رہا تھا۔۔۔

اور ہر عورت ایسا ہی کہتی ہے۔۔۔۔

بچوں کے آنے کی آواز سن کر وہ ہسی روکتا سر جھٹک کر باہر نکل گیا۔۔۔جبکہ وہ وہیں کی وہیں بیٹھی رہ گئ۔۔۔

وہ کل سے اپنے اندر ایک جنگ لڑ رہی تھی۔۔۔خود کو تھپک رہی تھی۔۔۔لیکن ابھی۔۔۔ابھی ایک لمحے میں اسے لگا کے کہانی وہ نہیں جو وہ سمجھی تھی۔۔۔کہانی تو کچھ اور ہی تھی۔۔۔دوسری طرف کی کہانی۔۔۔سلطان کی گزشتہ زیست کی

کتاب کے بند اوراق۔۔۔وہ ساکت بیٹھی تھی۔کیا تھا رقم ان اوراق میں۔۔۔

اسنے اتنی سخت بات کیوں بولی۔۔۔یکدم وہ اسے اتنا بھی ظالم نا لگا۔۔۔

کچھ تو تھا جو پس پردہ تھا۔۔۔لیکن کیا۔۔۔۔

"********

ماہیر کا دماغ ماوف ہو رہا تھا۔۔۔وہ غائب دماغی سے تیزی سے کار ڈرائیو کر رہی تھی۔۔۔اندر بے چینی ہی بے چینی تھی جو چٹکیاں کاٹتے اسے چین تک نا لینے دے رہی تھی۔۔۔۔

دماغ ماوف تھا لیکن جسم حرکت کر رہا تھا دفعتاً اسنے ایک کیفے کے سامنے بریک لگائی اور دھندلی نگاہوں سے باہر سڑک کو دیکھتے کسی کا انتظار کرنے لگی۔۔۔

دفعتاً اسکے قریب ہی ایک اور گاڑی کے ٹائر چڑچڑائے اور سٹیرنگ پر کسی کے مردانہ ہاتھ دکھائی دیئے۔۔۔

ساتھ ہی پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھول کر مسکراتی

ہوئی مصباح باہر نکلی۔۔۔

وہ گہری سانس خارج کر کے رہ گئی۔۔۔مصباح پھر سے اپنے کسی کولیگ کے ساتھ آئی تھی۔۔۔شادی کے بعد بھی وہ ایسی دوستیاں افورڈ کر لیتی تھی۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ ایک ٹیبل پر آمنے سامنے بیٹھی تھیں۔۔۔

ماہیر کوشش کے باوجود بھی اپنے آنسو روک ناپا رہی تھی جبکہ مصباح پریشانی سے ناخن چباتی اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

ماہیر کچھ بتاو تو سہی۔۔۔آخر ہوا کیا ہے۔۔۔کیوں پاگلوں کی طرح روئی جا رہی ہو۔۔۔بات بتاو گی تو پتہ چلے گا نا۔۔۔اور اگر بتاو گی ہی نہیں تو۔۔۔وہ پریشانی سے بولتے رک گئی۔۔۔

مجھ سے غلطی ہو گئی مصباح۔۔۔بہت بڑی غلطی۔۔۔آنسووں کے دوران کہتی وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔مصباح جہاں کی تہاں رہ گئی۔۔۔۔

کیسی غلطی۔۔۔اسے اپنی ہی آواز کسی کھائی سے آتی سنائی دی۔۔۔۔

****

تین دن ہو گئے تھے سلطان اسکا موبائل جہاں رکھ کر گیا تھا ہنوز وہیں پڑا تھا۔۔۔

عروب نے اسے ہاتھ تک لگانے کی ضرورت محسوس نا کی تھی۔۔۔بظاہر سب

نارمل تھا۔۔۔وہ خاموشی سے سبھی امور خانہ سرانجام دے رہی تھی۔۔۔بچوں کے ساتھ بھی وقت گزارتی۔۔۔سلطان کا رویہ بھی نارمل تھا۔۔۔لیکن اندر سے جیسے اسے ایک گہری چپ لگ گئی تھی۔۔۔لب بولتے نا تھے لیکن دل ہنوز اپنے ساتھ ہوئی اسقدر زیادتی پر کرلاتا تھا۔۔۔پڑھائی کی شیدائی لڑکی کے لئے کتابوں کے بنا زندگی جیسے بے مقصد رہ گئی تھی۔۔۔شاید وہ ان کے بنا جینا سیکھ لیتی لیکن شاید اس کے لئے اسے ایک لمبببببببا عرصہ درکار تھا۔۔۔دل کو صبر آتا ہی نا۔۔۔

اب بھی وہ انہیں سوچوں میں گم تھی جب وہیں میز پر پڑا موبائل تھرتھرا اٹھا۔۔۔وہ چونک کر متوجہ ہوئی بھلا اس بے جان میں جان کس نے پھونک دی۔۔۔اسے کس کا فون آنا تھا بھلا۔۔۔الجھی سی وہ اس جانب بڑھی۔۔۔۔وہ بچوں کے ساتھ لاونج میں ہی تھی۔۔۔بچے اپنا ہوم ورک مکمل کر رہے تھے۔۔۔موبائل کی سکرین پر جگمگاتے سلطان کالنگ کے الفاظ دیکھ کر وہ خود کو ڈھیلا چھوڑتی صوفے پر بیٹھ گئی۔۔۔

جب سے انکی شادی ہوئی تھی تب سے پہلی مرتبہ سلطان نے اسے فون کیا تھا حیران ہونا تو بنتا تھا نا۔۔۔

کیسی ہو۔۔۔ سلام کا جواب دینے کے بعد وہ گویا ہوا تو عروب نے باقاعدہ فون کان سے ہٹا کر دیکھا۔۔۔ نشہ وشہ تو نہیں کر لیا کہیں۔۔۔ وہ اندر ہی اندر بڑبڑائی۔۔۔

جی ٹھیک ہوں۔۔۔ خیریت۔۔۔ وہ محتاط سے انداز میں گویا ہوئی۔۔۔

ہاں وہ۔۔۔ شام میں تیار رہنا اور بچوں سے بھی کہہ دینا۔۔۔ ڈنر آج باہر کریں گے۔۔۔ میں کچھ دیر تک آتا ہوں۔۔۔ اسکی نرم آواز ابھری جو آج کل اسکے مزاج کا حصہ تھی۔۔۔

جی بہتر۔۔۔ وہ حیران تھی۔۔۔ یہ شخص پل میں تولہ پل میں ماشا تھا۔۔۔ نا جانے کب کہاں کس وقت اس کا دماغ گھوم جائے۔۔۔ ہمیشہ ایسا ہی رہے تو فکر کس بات کی بھلا۔۔۔ وہ محض سوچ کر رہ گئی۔۔۔

مسز سلطان۔۔۔۔

وہ بچوں کو انکے باپ کا پیغام دے کر اٹھ کر اپنے کمرے کی جانب بڑھی جب ہادی بول اٹھا۔۔۔

وہ مسکراتی ہوئی پلٹی۔۔۔مجھے مسز سلطان کیوں کہتے ہو فبیحہ کی طرح ماں کیوں نہیں کہتے۔۔۔آج وہ دل میں پنپتا سوال پوچھ ہی بیٹھی۔۔۔

کیونکہ آپ میری ماں نہیں۔۔۔لمحے کی دیری کئے بنا پر اعتماد سا جواب آیا تھا۔۔۔

وہ اتنے سٹریٹ فارورڈ جواب کی توقع نہیں رکھتی تھی۔۔۔

ماں صرف بائیولوجیکل ہی تو نہیں ہوتی نا۔۔اور پھر۔۔۔

ماں صرف ایک ہی ہوتی ہے۔۔اور پلیز اب اس ٹاپک کو ختم کریں۔۔۔اگر مجھے کبھی ایسا لگا کے مجھے آپکو ماں کہنا چاہیے تو کہہ لوں گا۔۔۔وہ ابھی کچھ کہہ رہی تھی جب وہ نرم لیکن اٹل لہجے میں گویا ہوا۔۔۔عروب نے اسے غور سے دیکھا۔۔۔

وہ اسے اپنی عمر سے بہت بڑا اور میچورد کھائی دیا۔۔۔

سنجیدہ اور لیا دیا سا۔۔۔چلو جی۔۔۔پہلے باپ کے امتحان کم تھے اب بیٹے کے بھی شروع ہو گئے۔۔۔اسنے سر جھٹکا۔۔۔لیکن اسکے باوجود اسے اس بچے پر جی بھر کر ترس آیا جس نے اتنی سی عمر میں نا جانے کیا کیا سہا تھا۔۔۔

*****

وہ ناجانے گرتی پڑتی کیسے گھر پہنچی تھی۔۔ سر اور کندھوں میں تکلیف ہونے لگی تھی۔۔۔دماغ پر ایک بوجھ تھا بہت بھاری بوجھ جو سر اٹھانے نا دیتا تھا۔۔۔

گھر آتے ہی وہ سیدھا کمرے میں آتی چت لیٹ گئ۔۔۔آنسو پلکوں کی بار پھیلا نگتے کنپٹیوں میں جذب ہوتے جارہے تھے۔۔۔

ماما۔۔۔مّاما۔۔۔بچے باہر بار بار اسے آوازیں دے رہے تھے۔۔۔وہ آج اکیڈمی بھی نہیں گئ تھی اور نا ہی گھر آکر بچوں سے ملی یا انہیں کچھ کہا۔۔۔

ناجانے وہ وہاں کتنی دیر یونہی بے حس و حرکت لیٹی رہی۔۔۔اب تو باہر بھی اندھیرے کے سائے بلند ہوتے دکھائی دے رہے تھے۔۔۔

دفعتاً اسے باہر سے جوتوں کی چاپ سنائی دی۔۔۔

پاپا۔۔۔پاپا۔۔۔۔بچے چہکتے ہوئے اسکی جانب لپکے۔۔۔یقیناً وہ واپس گھر آگیا تھا۔۔۔

کیا ہوا آپ دونوں کو۔۔۔

ماہیر آنکھوں پر بازو رکھی لیٹی تھی باہر سے آتی آوازیں اسے صاف سنائی دے رہی تھیں۔۔۔

پتہ نہیں۔۔۔ماما بات نہیں سن رہیں۔۔ کھانا بھی نہیں بنایا بھوک لگی ہے

پاپا۔۔۔بچوں نے دہائی دی تو وہ انہیں لئے اندر ہی آ گیا۔۔۔ماہیر کا دل بھر بھر آیا۔۔۔

کیا ہوا یار۔۔۔ طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔۔۔وہ اسکے پاس بیٹھتا آنکھوں سے اسکا ہاتھ اٹھا کر محبت سے اسکے بال سنوارتا گویا ہوا۔۔۔

ماہیر کی ضبط کی طنابیں چھوٹنے لگیں۔۔۔اسے خود سے شرمندگی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔کیسے بتائے وہ اسے خود سے سرزد ہو چکے گناہ کا۔۔

آنکھوں میں مرچیں سی بھرنے لگیں۔۔

وہ تو ہمیشہ سے ایسا ہی تھا اور ماہیر کے لئے اسکا دل اللہ نے رکھا ہی نرم تھا۔۔۔

بس سر کچھ بھاری بھاری سا محسوس ہو رہا ہے۔۔۔وہ آنکھیں چراتی بیڈ کراون سے ٹیک لگا کر زرا سا سیدھی ہوئی۔

تم آرام کرو پرنسیں۔۔۔۔اسنے اسکا سر تھپتھپایا۔۔۔

آجاو چیمپ۔۔۔ کھانا ہم باہر سے لاتے ہیں۔۔۔آپکی ماما کی طبیعت ٹھیک نہیں۔۔۔وہ اسے کہتا بچوں کو لئے باہر نکلنے لگا۔۔۔

نہیں۔۔۔ نہیں احمر۔۔۔ میں بناتی ہوں بس ابھی۔۔۔ وہ گیلی سانس اندر کھینچتی

زکام زدہ آواز میں گویا ہوتی سیدھی ہوئی۔۔۔

ہرگز نہیں۔۔۔ کوئی ضرورت نہیں خود کو ہلکان کرنے کی۔۔۔ آرام کرو ہم کھانا

باہر سے لاتے ہیں۔۔۔ وہ دوٹوک انداز میں کہتا باہر نکل گیا۔۔۔۔

ماہیر کو لگا اسکا دل پھٹ جائے گا۔۔۔

کیسے صلہ دے گی وہ اس شخص کی محبتوں اور وفاوں کا۔۔۔ وہ تکیے میں منہ گھساتی

اپنی چیخوں کا گلہ گھونٹنے لگی۔۔۔ رونے سے اسکا جسم ہچکولے کھا رہا تھا۔۔۔

پشیمانی ہی پشیمانی تھی۔۔۔ اس سے آگے کوئی جذبہ تھا ہی نہیں۔۔۔

*****

زندگی اپنی ڈگر پر چل نکلی تھی۔۔۔ سلطان بہتریں نا سہی لیکن مجموعی طور پر ایک

اچھا شوہر ثابت ہو رہا تھا۔۔۔ جو عروب کی ضروریات زندگی کا خیال رکھتا۔۔۔

انہیں اپنے ساتھ آوٹنگ پر بھی لے جاتا۔۔۔ اپنا موڈ ہوتا تو ڈنر اور لنچ کے ساتھ

ساتھ آئسکریم کھلانے بھی لے جاتا۔۔۔گھر کی حد تک عروب کو ہر آزادی حاصل تھی۔۔۔وہ گھر کے معاملات میں دخل اندازی نا کرتا۔۔۔

لیکن کچھ معاملات میں وہ کٹر تھا جن کے لئے اسکے پاس کوئی گنجائش نا تھی۔۔۔۔

جھوٹ سے اسے نفرت تھی اور غلط بیانی کرنے والے کو وہ آنکھوں سے سالم نگل جاتا۔۔۔

عروب اسکے سامنے جھوٹ بولنے کا تو تصور بھی نا کر سکتی تھی۔۔۔کئی دفعہ سلطان کو اچھے موڈ میں دیکھ کر عروب نے اسے اپنی پڑھائی دوبارہ شروع کرنے پر قائل کرنا چاہا۔۔۔لیکن یہ بات سنتے ہی سلطان کا فشار خون سیکنڈوں کے حساب سے بلند ہونا شروع ہوتا۔۔۔رفتہ رفتہ عروب نے اس ٹاپک کو ہی زندگی سے نکال دیا۔۔۔۔

مجموعی طور پر اگر عروب سے پوچھا جاتا تو ایک پڑھائی ادھوری رہ جانے کی خلش کے علاوہ اسکی زندگی میں دوسرا کوئی خلش نا تھا۔۔۔

وہ سارا دن خود کو مصروف رکھتی۔۔۔اتنا بڑا گھر تھا جسکا کونا کونا وہ سنوارتی سجاتی۔۔۔اسکی بیشتر خریداری اسکے گھر کے لئے ہی ہوتی۔۔۔

موبائل استعمال کرنے کا ابتدائی خوف بھی اب تو جاتا رہا تھا۔۔۔شروع میں سلطان نے باقاعدگی سے اسکا موبائل چیک کیا لیکن کچھ بھی غیر معمولی نا پا کر اسکی اس عادت میں کمی آتی گئی۔۔۔

اب بھی وہ کبھی کبھار اسکا موبائل اٹھاتا ضرور لیکن وہ دیکھ کر بھی نظر انداز کر جاتی۔۔۔

اگر اسکے شوہر کی تسلی یوں ہوتی تھی تو یوں ہی سہی۔۔۔جب وہ غلط تھی ہی نہیں تو وبال کیوں اٹھاتی۔۔۔لیکن سوچتی ضرور کے کبھی نا کبھی تو وہ شخص اس پر مکمل یقین کرنے لگے گا نا۔۔۔

وہ اس کے لئے اعتبار کی سیڑھیاں چڑھنے لگا تھا اسکے بدلے انداز اور نرم رویہ گواہ تھا اس بات کا۔۔۔اور عروب کے اطمینان کے لئے یہ کافی تھا۔۔۔

وہ شوہر کے مزاج کے رنگوں کو اچھے سے سمجھنے لگی تھی۔۔۔اسکے ٹریگر پوائنٹس اسے انگلیوں کی پوروں پر یاد تھے۔۔۔

وہ شخص عام حالت میں جتنا اچھا تھا غصے میں آپے سے باہر ہوتا ہر لحاظ بھول جاتا۔۔۔اس لئے عروب شعوری کوشش سے ہر اس عمل سے دور رہتی جو اسکے غصے کا باعث بنتا۔۔۔

رہنا جب وہیں تھا تو ضروری تھا کے اسکی مزاج آشنا بن کر بدمزگی سے گریز کیا جاتا۔۔۔

موبائل سب کی ضرورت تھی اور وہ بھی فارغ وقت میں موبائل سکرول کر لیتی۔۔۔

سارا دن گھر کے کاموں اور بچوں میں مصروف رہتی۔۔۔ کبھی کبھار پڑھائی مکمل نا ہونے کا قلق دل میں اٹھتا تو گہرا سانس خارج کر کے خود کو دوسرے کاموں میں مصروف کرنے لگتی۔۔۔

ایسے میں پھر موبائل ہی اٹھا لیتی۔۔۔اب بھی اونلائن شاپنگ کی ویب سائٹ کھولے وہ گھر کے لئے کچھ ڈیکوریشن پیسز دیکھنے لگی۔۔۔

کچھ اونلائن چیزیں پسند کر کے اسنے آرڈر بک کروایااور ایڈریس کی جگہ پر سلطان کے آفس کاایڈریس لکھ کر رابطہ نمبر پر اسی کا نمبر دے کر کیش آن ڈیلیوری سیلیکٹ کر دیا۔۔۔

آرڈز کنفرم ہوتے ہی اسنے اسکا سکرین شارٹ لے کر سلطان کو واٹس ایپ کرتے اسکے لئے میسج چھوڑ دیا۔۔۔

کچھ شاپنگ کی ہے ایڈریس آپکے آفس کا دیا ہے۔۔۔آج کل میں جب رسیو ہو جائے تو پیمنٹ کر کے گھر لے آیئے گا۔۔۔

میسج کر کے اسنے موبائل سامنے میز پر رکھا اور اپنا سر سہلانے لگی۔۔۔صبح سے طبیعت آج کچھ بہتر نا تھی۔۔۔عجیب کسلمندی اور قنوطیت سی طبیعت پر چھائی ہوئی تھی۔۔

کچھ بھی تو اچھا نالگ رہ تھا۔۔۔بچے سکول سے آنے کے بعد آرام کر رہے تھے۔۔۔

یکدم ہی اسکا دل گھبرانے لگا تو وہ بے چینی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔وہ تھوڑی دیر پہلے ہی شاور لے کر آئی تھی ہلکے نم بال ہنوز پشت پر پھیلے تھے۔۔۔آنچل کندھے پر ڈھلک آیا تھا۔۔۔

ٹھنڈا پانی پینے کی غرض سے وہ صوفے سے اٹھنے لگی جب ایک زوردار چکر آیا وہ سر پر ہاتھ رکھتی لہرا کر رہ گئی۔۔۔

یہ اسکے ساتھ ہو کیا رہا تھا۔۔۔وہ گھبرا اٹھی۔۔۔

ابھی اسنے دوسرا قدم اٹھایا ہی تھا جب پھر سے آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا۔۔۔

مسز سلطان آپ ٹھیک تو ہیں نا۔۔۔دفعتاً ہادی اپنے کمرے سے نکلا لیکن اسے سر پر ہاتھ رکھے لہراتا دیکھ دوڑ کر اس تک آیا اور اسے بازووں سے تھامتے سہارا دیا۔۔۔ سہارا پا کر وہ زرا سمبھلی ورنہ شاید زمین بوس ہو جاتی۔۔۔

آپ ٹھیک ہیں۔۔۔صوفے پر واپس بیٹھتی ہی وہ سر زور سے دونوں ہاتھوں میں جھکڑے حواس بحال کر رہی تھی جب ہادی کی فکر مندانہ آواز گونجی۔۔۔۔

پتہ نہیں۔۔۔بس چکر سے آرہے ہیں اور دل بہت گھبرا رہا ہے۔۔۔وہ خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیرتی بے چینی سے گویا ہوئی۔۔۔

ہادی بھاگ کر فریج سے پانی کی بوتل اٹھا لایا۔۔۔اور پانی گلاس میں انڈیل کر اسے تھمایا۔۔۔

آپ یہ پانی پیئں میں ساتھ والے بنگلے سے آفہیم کی ممی ڈاکٹر آنٹی کو بلا لاتا ہوں۔۔۔اس وقت تک وہ ہسپتال سے آجاتی ہیں۔۔۔وہ وال کلاک کی جانب دیکھتا باہر کو بھاگا۔۔۔

عروب نے اسے روکنا چاہا مگر تب تک وہ جا چکا تھا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ ایک ڈیسینٹ سی عورت کے ہمراہ واپس آیا۔۔۔

آتے ہی اس عورت نے خیر مقدمی جملے کے تبادلات کے بعد اسکا پراپر چیک آپ شروع کیا اور جو بات اسنے بتائی وہ عروب کی زندگی میں خوشگوار ہوا کا جھونکا بن کر آئی۔۔۔

مبارک ہو مسز سلطان آپ امید سے ہیں۔۔۔

اس ایک جملے نے اسکے ہونٹوں پر پھول کھلا دیئے۔۔۔اسے یکدم ہی اپنے ارد گرد سب خوبصورت لگنے لگا تھا۔۔۔

******

ماہیر کو جیسے کچھ اندر سے کھانے لگا تھا۔۔۔وہ وہ ماہیر رہی ہی نا تھی جسکی مثالیں لوگ دیتے تھے۔۔۔سب سے پہلے تو اسکے معمولات زندگی متاثر ہونے لگے تھے۔۔۔وہ صبح خیر لڑکی فجر کی پہلی اذان کیساتھ اٹھ جانے والی۔۔۔جسکا ایک ایک منٹ پلین ہوتا۔۔۔جو وقت کی پاسداری کرتی۔۔۔جسکی زندگی نام ہی ڈسپلن کا تھی۔۔۔وہ پہروں بے مقصد چت لیٹی رہتی۔۔۔نا اسے گھر کا ہوش تھا اور نا ہی یونیورسٹی کا۔۔۔اکیڈمی جانا تو وہ بھولتی ہی جا رہی تھی۔۔۔

آج وہ کافی دنوں بعد اندر بھر چکے غبار سے تنگ آ کر ماں سے ملنے آئی تھی۔۔۔ اسکا بھائی باہر شفٹ ہو چکا تھا۔۔۔گھر وہ جانے سے پہلے فنانشلی کرائسس کے باعث بیچ چکا تھا۔۔۔وہاں جا کر اسنے ماں کو بھی کئی بار اپنے پاس بلانا چاہا مگر ماں اپنا

وطن چھوڑنے کو تیار ہی نا تھی۔۔۔ ہر ماہ وہ ماں کو باقاعدگی سے خرچ بھیجتا۔۔۔

ماہیر نے بھی ماں کو اپنے پاس بلانا چاہا مگر وہ بیٹی کے گھر جانے کو راضی نا ہوئی۔۔۔

ماں نے اپنے ہی گھر میں بطور پے انگ گیسٹ رہنا چاہا۔۔۔ مگر مالک مکان اسی محلے کے ہونے کے باعث انہوں نے ان سے وہ بھی لینے سے انکار کر دیا۔۔۔اوپر کا پورشن کرائے پر چڑھا دیا گیا جبکہ نچلے پورشن میں ماں ابھی بھی رہ رہی تھی۔۔۔

ماں کے سب سے تعلقات اتنے بہتریں تھے کے مالک مکان کا کہنا تھا کے اپنی حیاتی میں آپ جب تک چاہیں وہاں رہ سکتی ہیں۔۔۔ محلے میں ماں کو ایک خاص مقام حاصل تھا۔۔۔ محلے کے کم و بیش سبھی بچوں نے ان سے ہی قرآن پڑھا تھا اور اب اگلی نسل بھی پڑھ رہی تھی۔۔۔

ماں کے پاس آتے ہی وہ انکی گود میں سر رکھتی لیٹ گئی۔۔۔ آنسو لکیروں کی مانند کنپٹیوں میں جذب ہونے لگے۔۔۔

اے پگلی۔۔۔ ہوا کیا ہے۔۔۔ مجھے تو بتا۔۔۔اب یوں ماں کو پریشان کرے گی۔۔۔ماں نے محبت سے اسکے آنسو صاف کئے۔۔۔

ماں دل پر بوجھ بہت ہے۔۔۔کچھ سمجھ نہیں آتا۔۔۔میں اپنی ہی نگاہوں میں گناہگار ہو رہی ہوں۔۔۔وہ دل کی کیفیت سے تنگ آ کر گویا ہوئی۔۔۔

کیسا بوجھ ماہیر۔۔۔کیا غلط کیا ہے تم نے۔۔۔ماں چونکی۔۔۔

خیالات پر اختیارات نہیں رہا ماں۔۔۔وہ میرے دل کو اپنی مرضی سے موڑ رہے ہیں۔۔۔اور میں خود سے ہی خوفزدہ ہوتی جا رہی ہوں۔۔۔وہ پھوٹ پھوٹ کر رہ دی جیسے بہت تکلیف میں ہو۔۔

بیٹا الٹے سیدھے خیالات دل میں ڈالنا شیطان کا کام ہے۔۔۔کیونکہ وسوسے دلوں میں ڈالنے کی اجازت اسے اللہ نے دے رکھی ہے۔۔۔جسکا وہ خوب خوب فائدہ اٹھاتا ہے۔۔۔کوئی اسکے وسوسوں سے جان چھڑوانا بھی چاہیے تو اس پر بار بار حملہ کرتا ہے۔۔۔

لیکن بیٹا شیطان صرف وسوسے ڈال سکتا ہے۔۔۔ایڑی چوٹی کا زور بھی لگائے تو بھی صرف وسوسے ہی ڈال سکتا ہے آگے عمل کرنا نا کرنا بالکل انسان کے اختیار میں ہوتا ہے۔۔۔

جیسے ایک دفعہ ایک صحابہ کرام رسول اکرمﷺ کی خدمت میں حاظر ہوئے اور فرمایا یا رسول اللہ میرے دل میں ایسے ایسے وسوے آتے ہیں کے اگر میں یہاں بتا دوں تو قتل ہو جائیں۔۔۔ اور ایسے وسوسوں پر میرا دل چاہتا ہے کہ میں خود کو ہی آگ لگا لوں۔۔۔ ماں کی پرسوز آواز سن کر وہ ٹھہر گی۔۔۔ آنسو تھم گئے۔۔۔ وہ پوری توجہ سے ماں کو سننے لگی۔۔۔

پتہ ہے رسول اللہ نے کیا فرمایا۔۔۔انہوں نے کہا کے وسوسے شیطان دلوں میں ڈالتا ہے لیکن اگر ان وسوسوں کے جواب میں تمہارا دل چاہتا ہے کے تم خود کو آگ لگا لو تو وہی تو تمہارا ایمان ہے جو تمہاری ڈھال بن رہا ہے۔۔۔

ایک دم ماہیر کو لگا کے جیسے کسی نے ٹھنڈا ٹھار پانی اس پر ڈال دیا ہو۔۔۔۔

وہ اپنی جگہ سے ہل تک نا سکی۔۔۔ دیکھتے ہی دیکھتے آنکھیں پھر لبا لب پانیوں سے بھر آئیں۔۔۔ وہ ماں کو بتا نا سکی کے اسکا ایمان ہی تو کمزور ہو رہا تھا۔۔ وہ اختیار ہی تو

کھو رہی تھی خود پر۔۔۔اسے لگا وہ پاگل ہو جائے گی۔۔۔یا دماغ کی کوئی نس پھٹ جائے گی۔۔۔

****

کچھ دیر بعد مصباح بھی اسکے بلانے پر وہیں چلی آئی تو ماں اٹھ کر انکے لئے چائے بنانے چلی گئی۔۔۔

یہ کیا حالت بنا رکھی ہے تم نے ماہیر۔۔۔یہ تم تو نا تھی۔۔۔وہ بیڈ کراون سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی جب مصباح تاسف زدہ سی گویا ہوئی۔۔کیا تم اریز سے رابطے میں ہو۔۔وہ محتاط سی گویا ہوئی۔۔۔

اس نام سے دل پر ایک ضرب سی لگی تھی۔۔۔اسنے آنکھیں میچ کر کھولیں۔۔اور سر نفی میں ہلا دیا۔۔۔

وہ یونیورسٹی میں ہماری آخری ملاقات تھی۔۔۔اسکے بعد اسنے اکیڈمی بھی چھوڑ دی۔۔۔لیکن جاتے جاتے مجھے ایک مستقل روگ دے گیا۔۔۔

اس نے لب دانتوں تلے کچلے۔۔۔

اس روگ کا مطلب ماہیر۔۔۔ تم شادی شدہ دو بچوں کی ماں ہو۔۔ کیا تمہاری زندگی میں ان سب کی گنجائش نکلتی ہے۔۔۔ مصباح کسی ناصح کی طرح بولی۔۔۔

تم جانتی ہو ناماہیر کے ایک عورت کا لڑکھڑانا پوری نسل تباہ کر جاتا ہے۔۔۔

ماہیر خود پر ہی مسکرادی۔۔۔ کچھ دنوں پہلے تک یہ سمجھانے کی ڈیوٹی اسکی تھی لیکن اب تو جیسے عقل پر پڑدے پرنے لگے تھے۔۔۔ نا کچھ سجھائی دیتا نا ہی کچھ دکھائی دیتا بس ہر سو ایک ہی جملے کی بازگشت سنائی دیتی۔۔

آپکو نہیں لگتا کے آپ اس سے زیادہ ڈیزرو کرتی ہیں۔۔۔اس سے کچھ بہت زیادہ۔۔۔ آسمانوں کی وسعتوں کو چھوتا ہوا کچھ اپنے ٹاکڑے کا۔۔۔ کچھ میری طرح۔۔۔

یہ ایک جملہ اس پر آگاہی کے در وا کر گیا تھا۔۔اس ایک جملے نے اسکی دن رات کی نیندیں اڑادیں تھیں۔۔۔

یہ ہی تو غم ہے مصباح۔۔۔ کاش وہ میری زندگی میں آٹھ نو سال پہلے آیا ہوتا۔۔۔ وہ پہلے کیوں نا آیا۔۔۔ لہجہ پھر سے بھرا گیا تھا۔۔۔

اب تم کیا چاہتی ہو ماہیر۔۔۔ مصباح نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔۔۔

پتہ نہیں۔۔۔ میں خود کچھ نہیں جانتی۔۔ وہ بے بسی سے سر ہاتھوں میں گرا گئی۔۔

*****

سلطان کمرے میں دائیں سے بائیں چکر کاٹ رہا تھا ہاتھ پشت پر بندھے تھے جبکہ چہرا سنجیدہ تھا۔۔۔

عروب بیڈ کراون سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی اسکے چہرے پر حقیقی خوشیوں کے رنگ تھے۔۔۔ وہ ناجانے کب سے ضبط کئے بیٹھی تھی سلطان کے گھر آتے ہی اسنے سب سے پہلے یہ خبر ہی اسکے گوش گزاری تھی۔۔۔ اور تب سے ہی سلطان یونہی گم صم سا پیدل مارچ کر رہا تھا۔۔۔ اور عروب جو کے اب شوہر کے لہجے اور موڈ کے رنگوں کو سمجھنے لگی تھی اب تو اسے بھی شوہر کی اسقدر خاموشی اور سنجیدگی کھلنے لگی تھی۔۔۔

سلطان آپ خوش نہیں۔۔۔ وہ ہاتھ مسلتے گویا ہوئی۔۔۔

دیکھو عروب۔۔۔وہ قدم قدم چلتا اسکی طرف بڑھا۔۔۔اسکے ہر اٹھتے قدم پر عروب کو اپنی سانسیں تھمتی محسوس ہوئی۔۔۔ناجانے کیوں اسکی چھٹی حس اسکے کسی خطرے کی نشاندہی کر رہی تھی۔۔۔۔وہ قدم قدم چلتا اسکے مقابل آ کر بیٹھا۔۔۔عروب سانس تک روک گی۔۔۔

دیکھو عروب۔۔۔ہماری فیملی مکمل ہے جس میں مزید کسی فرد کی گنجائش نہیں۔۔۔

وہ نرم مگر سنجیدہ لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

عروب جہاں کی تہاں رہ گئی۔۔۔

آ۔۔۔آپ کہنا کیا چاہتے ہیں سلطان۔۔۔لفظ ساتھ چھوڑنے لگے تھے۔۔۔وہ سمجھ کر بھی اسکی باتیں سمجھنا نہیں چاہتی تھی۔۔۔

وہی جو تم بہت اچھے سے سمجھ رہی ہو۔۔۔صبح میرے ساتھ ہسپتال چلنا۔۔۔

وہ سنجیدگی سے کہتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

عروب کے دل کو ایک گھونسہ پڑا۔۔۔

ایسے کیسے سلطان۔۔۔آپ ایسا سوچ بھی کیسے سکتے ہیں۔۔۔وہ سرعت سے اسکا ہاتھ تھام کر روک گئی۔۔۔

وہ اسقدر دل سوز بات پر سلطان پر چیخنا چلانا چاہتی تھی۔۔۔مگر سمجھ چکی تھی مقابل پر اسکے چیخنے چلانے کا اثر الٹا ہی ہو گا۔۔۔تبھی ملتجی گویا ہوئی۔۔۔

اولاد ہے یہ بھی آپکی۔۔۔کوئی بھلا اپنی اولاد کے بارے میں ایسا کیسے کہہ سکتا ہے۔۔۔ایک آنسو اسکی آنکھ سے ٹپکا۔۔۔اندر کہیں دل کو ڈھرکا بھی لگا تھا۔۔۔ آج تک وہ سلطان کے خلاف نا جا پائی تھی۔۔۔حتمی فیصلہ اسی کا ہوتا۔۔۔کاش وہ اسے قائل کر لے۔۔۔دل سے ہوک سی نکلی۔۔۔

میرے پاس اولاد ہے۔۔۔یہ عروب کے نرم لہجے کا اعجاز ہی تھا کے وہ ابھی تک ہائپر نا ہوا تھا۔۔۔اور تمہیں بھی انہیں اپنی اولاد ماننا چاہیے۔۔۔

بلاشبہ آپکے پاس اولاد ہے اور میں انہیں اپنی اولاد مانتی ہوں۔۔۔مگر یہ بھی تو آپکی ہی اولاد ہے۔۔۔اور آپ مجھ سے میرا ماں بننے کا فطری حق نہیں چھین سکتے۔۔۔۔

اندر دل کو کوئی مٹھی میں لے کر مسل رہا تھا۔۔۔وہ فق ہوتی رنگت کے ساتھ اٹھ کھڑی ہوتی اسکے مقابل آئی۔۔۔

یہ ہی تو بات ہے عروب۔۔۔اگر تم ان بچوں کو اپنے بچے سمجھو تو خود کو اس حق سے محروم نا سمجھو۔۔۔

وہ سنجیدگی سے اسکی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔۔۔

لیکن سلطـ۔۔۔۔

بس۔۔۔اب اس موضوع پر مزید بات نہیں ہو گئی۔۔۔تم صبح میرے ساتھ ہسپتال چل رہی ہو۔۔۔اسے کچھ کہنے کو لب کھولتے دیکھ وہ حتمی انداز میں کہتا اسکے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑاتا مڑ گیا جبکہ عروب اپنے خالی ہاتھ کو دیکھتی رہ گئی۔۔

******

بس۔۔۔اب اس موضوع پر مزید بات نہیں ہو گئ۔۔۔تم صبح میرے ساتھ ہسپتال چل رہی ہو۔۔۔اسے کچھ کہنے کو لب کھولتے دیکھ وہ حتمی انداز میں کہتا اسکے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑاتا مڑ گیا جبکہ عروب اپنے خالی ہاتھ کو دیکھتی رہ گئ۔۔ اندر دل کو جیسے کھینچ لگی تھی۔۔۔جلد ہی وہ ہوش میں آتی اسکی جانب لپکی۔۔۔۔

اسنے حتی المقدور اپنے غصے اور جذباتیت پر قابو پانا چاہا۔۔۔

پچھلی دفعہ اپنی جذباتیت اور غصے کا نتیجہ وہ چہرے پر تھپڑ کھا کر بھگت چکی تھی۔۔۔

اس بار وہ نوبت وہاں تک نہیں پہنچنے دینا چاہتی تھی۔۔۔اسے حوصلے اور سمجھداری سے کام لینا تھا۔۔۔

وہ کم عمر تھی لیکن سلطان سے شادی کے بعد وہ بڑی تیزی سے شعور کی منازل طے کر گئ تھی۔۔۔

وہ ہر دوسرے دن شوہر سے پٹنے والی عورت بن کر زندگی نہیں گزار سکتی تھی۔۔

وہ شخص عام طور پر جتنا ڈیسنٹ تھا غصے میں اتنا ہی آپا کھو جاتا تھا اور اسے سلطان کے غصے کو ہی قابو میں رکھنا تھا۔۔۔

آپ یوں اس معاملے میں مجھ پر اپنا فیصلہ تھوپ کر جا نہیں سکتے سلطان۔۔۔

اندر سے پھوٹ پڑنے کی شدید خواہش کو اندر ہی دابے وہ بھاگ کر اسکے سامنے آئی اور کپکپاتے ہونٹوں سے ملتجی ہوئی۔۔۔۔۔

اتنے ظالم مت بنیں پلیز۔۔۔اسنے کپکپاتے ہاتھوں سے سلطان کا چہرا ہاتھوں کے پیالے میں تھاما۔۔۔

وہ سنجیدہ و ساکت سا اسے دیکھتا رہا۔۔۔آپکا۔۔۔۔اسنے گہری سانس بھر کر خود کو کمپوز کیا۔۔۔آپکا ہر حکم سر آنکھوں پر۔۔۔

لیکن یہاں پر بات مجھ پر ختم نہیں ہو جاتی نا۔۔۔۔یہ فیصلہ محض میرے لئے ہوتا تو مان جاتی۔۔۔اس فیصلے سے ایک اور ننھی جان بھی منتھی ہے اسکا کیا قصور سلطان۔۔۔۔

تم میری بات سے انحراف کرو گی۔۔۔وہ اپنے چہرے سے اسکے ہاتھ ہٹاتا انہیں اپنے ہاتھوں میں تھام کر ہسا۔۔۔جیسے اسکی باتوں سے بہت محظوظ ہوا ہو۔۔۔

نہیں۔۔۔میں بیوی کے روپ میں آپکی کسی بات سے انحراف نہیں کر سکتی۔۔۔

آپ دن کو بولیں گے رات ہے تو میں بھی وہی بولوں گی۔۔۔رات کو بولیں گے دن ہے تو بھی میں آپکے پیچھے ہوں۔۔۔

لیکن۔۔۔۔وہ جسم کی لغزش پر قابو پاتی پھر سے گویا ہوئی۔۔ لیکن یہاں آپکے سامنے آپکی بیوی نہیں بلکہ ایک ماں کھڑی ہے۔۔۔۔اور ماں جانتے ہیں کیا ہوتی ہے۔۔۔اسنے خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیری۔۔۔آنکھیں ہنوز مقابل کی سنجیدہ آنکھوں پر ٹکی تھیں۔۔۔

ماں وہ ہے جس سے اللہ نے خود کو تشبیہ دی ہے۔۔۔کے میں ایک ماں سے ستر گنا زیادہ محبت اپنے بندوں سے کرنے والا ہوں۔۔۔اس تشبیہ سے آپ اس لفظ کی چاشنی کو محسوس کر سکتے ہیں۔۔۔

آج اگر چپ رہی تو اپنی اولاد کے سامنے گنہگار ہو جاوں گی۔۔۔ٹھیک ہے شوہر مجازی خدا ہوتا ہے۔۔۔ لیکن پھر بھی اسکے حکم پر میں اولاد کے حقوق حزف نہیں کر سکتی۔۔۔

سلطان سمجھ کر سر ہلانے لگا جیسے واقعی اسکی بات بہت اچھے سے سمجھ رہا ہو۔۔۔ اسکی آنکھوں میں مضنوعی ستائش ابھری۔۔۔

بس مجھے ایک بات کا جواب دے دیں اسکے بعد میں آپکی ہر بات بلا چوں چرا مان لوں گی۔۔۔وہ بہتی آنکھوں سے کہتی دو قدم مزید اسکی جانب بڑھی۔۔۔

روز محشر جب یہ ہی بچہ آ کر میرا گریبان پکڑے گا کے میرا کیا قصور تھا جو میری ماں نے مجھ سے دنیا میں آنے کا حق چھین کر مجھے قتل کر ڈالا تب میں کیا جواب دوں گی اسے۔۔۔وہ خود پر ضبط کھوتی اسکے سینے پر سر رکھے سسک اٹھی۔۔۔

وہ سرخ آنکھیں کھڑکی پر ٹکائے بے حس بنا کھڑا رہا حتکہ اسے دلاسہ دینے کو ہاتھ تک نا اٹھایا۔۔۔

بھینچے لب اور آنکھوں کے سرخ پڑتے کنارے اسکے ضبط کے گواہ تھے۔۔۔

میری دنیا میرے شوہر اور بچوں سے شروع ہو کر انہی پر ختم ہو جاتی ہے۔۔۔یہ گھر میرا آشیانہ ہے۔۔۔پس منظر میں ایک آواز سلطان کے کانوں میں ہتھورے کی مانند بجی۔۔۔

آنکھوں کی سرخی کچھ مزید بڑھی۔۔۔

اسنے ہاتھ اٹھا کر نرمی سے اس ٹوٹی بکھری لڑکی کو خود سے الگ کیا۔۔۔

فلسفے بہت اچھے سناتی ہو۔۔۔ہاتھ بڑھا کر وہ اسکے اشک چننے لگا۔۔۔

فلسفہ نہیں ہے یہ۔۔۔وہ جیسے بے بسی سے چیخنے لگی۔۔۔حقائق ہیں۔۔۔گلہ پھر سے رندھ گیا۔۔۔وہ بقا کی جنگ لڑتی تھکنے لگی تھی۔۔۔

اور میں نے پوری زندگی محض فلسفوں میں ہی گزاری ہے۔۔۔اسنے جیسے عروب کی بات سنی ہی نا تھی۔۔۔اس لئے آج کے لئے اتنا کافی ہے۔۔۔جاو اور جا کر آرام کرو۔۔۔وہ نرمی سے اسکے بال سنوارتا یوں گویا ہوا جیسے یہ مسلہ کوئی مسلہ ہی نا ہو۔۔۔

عروب نے خالی خالی نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔۔

سلطان۔۔۔

No more arguments...

جاو اور جا کر آرام کرو۔۔۔ صبح بات ہو گئ۔۔۔وہ نرم مگر بے لچک لہجے میں کہتا کمرے سے نکل گیا جبکہ عروب سر تھامتی وہیں صوفے پر بیٹھ گی۔۔۔

جسم ہنوز کپکپا رہا تھا۔۔۔وہ کل صبح سے خوفزدہ تھی۔۔۔ سر کو ہاتھ سے شدت سے دباتی وہ مسلسل اس مسلے کا کوئی حل سوچ رہی تھی۔۔۔وہ سلطان سے ٹکرائے بنا اسکی انا کو ٹھیس پہنچائے بنا۔۔۔اس مسلے کو سلجھانا چاہتی تھی۔۔۔جو وہ چاہتا تھا وہ عروب مر کر بھی نہیں کر سکتی تھی۔۔۔اسکی بات مان کر بھی مرتی تھی اور نا مان کر بھی مرتی۔۔۔

اسکے اندر بے چینی بڑھنے لگی۔۔۔

اسے شدت سے اس وقت گھر میں کسی بڑے کی کمی محسوس ہوئی۔۔۔کاش کوئی سلطان کا بھی بڑا ہوتا جسکے پاس وہ اپنے معاملہ لے جاتی جو کسی نا کسی طرح سلطان کو قائل کر لیتا۔۔۔ بڑے پن سے انکا معاملہ سلجھا دیتا۔۔۔وہ بے چینی سے سر دباتی ادھر ادھر دیکھتی مسلسل کچھ سوچ رہی تھی۔۔۔لیکن سوچیں منتشر تھی انہیں کوئی مرکز مل ہی نا رہا تھا۔۔۔

وہ شخص قول کا پکا تھا۔۔۔التجا اس پر اثر نا کرتی۔۔۔فریاد کو وہ مانتا نا تھا۔۔۔ابھی تک وہ اس سے اپنی کوئی بات منوا نا سکی تھی۔۔۔نا جانے کیوں تھا وہ اتنا پتھر دل۔۔۔لیکن جو بھی تھا وہ اپنے بچے کے ساتھ اسقدر ظُلم نہیں ہونے دے سکتی تھی۔۔۔

******

سلطان سیڑھیاں اترتا نیچے آیا اور باہر لان میں نکل آیا۔۔۔اندر کی تلخی بڑھنے لگی تھی۔۔۔اسنے شرٹ کے اوپری دونوں بٹن کھول دیئے اور لان میں پڑی کین کی کرسی پر آکر بیٹھ گیا۔۔۔

عروب کی باتوں نے ضمیر جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا۔۔۔وہ ماتھے پر مسلسل ہاتھ مارتا خود کو کمپوز کر رہا تھا۔۔۔عورت ذات کا کوئی اعتبار نہیں۔۔۔وہ گرگٹ کی مانند اپنی باتوں سے پھر جاتی ہے۔۔۔۔ہر گزرتے لمحے کیساتھ اسکی آنکھوں کی سرخی بڑھ رہی تھی۔۔۔۔وہ بارہا خود کو باور کروا رہا۔۔۔

ہادی اور فبیحہ کو ایک ٹراما سے گزرنے کے بعد نارمل کرنے میں اسے جتنا وقت لگا تھا وہ دوبارہ کسی ننھی جان کے لئے ایسا رسک نہیں لے سکتا تھا۔۔۔وہ اپنے بچوں کی بے خوابی کا گواہ تھا۔۔۔ایک عرصہ لگا اسے ان بچوں کو نارمل لائف سٹائل دینے میں۔۔۔ناجانے عروب کن ماؤں کی مثالیں دے رہی تھی۔۔۔لیکن ایک بات طے تھی وہ دوبارہ کسی عورت کی باتوں میں نہیں آسکتا تھا۔۔۔کوئی جذباتی تقریر اسے چند برس پچھلے وقت تک کھینچ کر نہیں لے جاسکتی تھی۔۔۔وہ اندر چٹکیاں کاٹتے ایک احساس کو تھپک تھپک کر سلا رہا تھا۔۔۔آج اس مقام پر وہ ایک عورت کی ایموشنل باتوں کے ہاتھوں دوبارہ بے وقوف نہیں بن سکتا تھا۔۔۔

فیصلے پر مہر ثبت کرتا وہ اپنی جگہ سے اٹھا۔۔۔دوبارہ سے وہ حالات ہاتھوں سے نکلنے نہیں دے سکتا تھا۔۔۔

*****

ماہیر کھوئی کھوئی سی لاونج میں صوفے پر بیٹھی تھی۔۔۔بال پشت پر پھیلے تھے جبکہ سبز آنکھیں شب خوابی کی چغلی کھا رہی تھیں۔۔۔وہ ناجانے کن سوچوں میں محو پرواز تھی جب مسکراتا ہوا احمر اسکے پاس آ کر بیٹھا۔۔

انٹرویو کی تیاری کیسی ہے ماہیر۔۔۔اسنے محبت سے ہاتھ اسکے بالوں میں پھیرا۔۔۔

ماہیر نے ویران نگاہیں اٹھا کر احمر کو دیکھا۔۔۔فائدہ تیاری کرنے کا احمر۔۔۔چاہیے میں کچھ بھی کر لوں رہنا تو مجھے آپکی بیوی ہی ہے۔۔۔

اسکے نافہم انداز پر احمر جھٹکا کھا کر سیدھا ہوا۔۔چہرے کی مسکراہٹ تک غائب ہو گئی۔۔۔

کہنا کیا چاہتی ہو ماہیر۔۔۔

یہ ہی۔۔کے میں چاہیے اس دنیا میں کسی بھی مقام تک پہنچ جاوں۔۔۔میری پہچان تو ایک معمولی شخص ہی ہے نا۔۔پہچانا تو میں نے آپکے نام سے ہی جانا ہے۔۔۔میں ترقی کی چاہیے جتنی بھی منازل طے کر لوں چاہیے جتنی بھی کامیاب ہو جاوں۔۔۔۔حوالہ تو میرا آپ ہی ہے نا کہ میں ایک عام سے شخص اور معمولی

سے بزنس مین کی بیوی ہوں۔۔ پھر فائدہ اتنا کچھ کرنے کا یا مزید انٹرویوز دینے کا۔۔۔

اسکا بے تاثر لہجہ کس کس انداز میں احمر کا سینہ چھلنی کر رہا تھا کاش کے وہ جان پاتی۔۔۔ احمر کو اپنا دل اسکے لفظوں کے زہریلے نشتروں سے کٹتا محسوس ہوا۔۔۔

ماہیر تمہیں اندازہ ہے تم کیا بول رہی ہو۔۔۔ کیا کچھ نہیں کیا میں نے تمہارے لئے۔۔۔ کہاں کہاں نہیں لڑا میں تمہیں کسی مقام پر پہنچانے کے لئے۔۔۔ کس کس سے نہیں ٹکرایا میں۔۔۔ لمحہ بالمحہ تمہارا سہارا بنا۔۔۔ تمہیں ہر اگلی سیڑھی پر پہنچانے کے لئے سو سو جتن کرتا رہا اور تم۔۔۔ تم کہہ رہی ہو کے۔۔۔

ٹوٹے بکھرے لہجے میں کہتے اسکے الفاظ کھونے لگے۔۔۔ بے یقینی ہی بے یقینی تھی۔۔۔ یہ اسکی ماہیر کے الفاظ تھے بھلا۔۔۔ اسکی ماہیر کے۔۔۔ جو اسکی آتی جاتی سانسوں کی وجہ تھی۔۔۔

جی آپ نے یہ سب کیا سلطان۔۔۔ وہ کرب زدہ نگاہوں سے اسے دیکھتی گویا ہوئی۔۔۔ کیونکہ آپ یہ ہی سب کر سکتے تھے۔۔۔ آپ خود کچھ نہیں کر سکتے تھے۔۔۔ اس لئے آپ مجھے سہارا دیتے رہے کیونکہ یہ ہی ایک آسان کام تھا آپ

کے لئے۔۔۔وہ سفاکی سے کہتی احمر کو جہاں کا تہاں چھوڑے اٹھ کر اندر بڑھ گئی۔۔۔

****

احمر کافی وقت سائیں سائیں کرتے دماغ کے ساتھ وہیں بیٹھا رہا۔۔۔ماہیر جو باتیں کہہ کر گئی تھی دماغ ان سب کو ماننے سے انکاری تھا۔۔۔ عقل نے کچھ کام کرنا شروع کیا اور اپنی زندگی کی محبوب ترین عورت پر جب غصہ بڑھنے لگا تو وہ گاڑی کی چابی اٹھاتا گھر سے ہی نکل گیا۔۔۔یہ احساس ہی جان گسل تھا کہ وہ اسکی سبھی قربانیوں کو آپشن کا نام دے چکی تھی۔۔۔غصے کے زیر اثر وہ ناجانے کتنی دیر تک سڑکوں کی خاک چھانتا رہا۔۔۔رات کے سائے گہرے ہونے لگے تو اسنے بے دلی سے گھر کی راہ لی۔۔۔دماغ چیخ رہا تھا

غصے سے کنپٹیوں کی رگیں پھولنے لگی تھیں۔۔۔اندر ایک جوار بھاٹا پک رہا تھا۔۔۔ اسکے آنے تک بچے سو چکے تھے۔۔۔وہ انکے کمرے پر ایک نگاہ ڈالتا اپنے کمرے میں آگیا۔۔۔وہ ہنوز صوفے پر بیٹھی گم صم سی تھی۔۔۔

کیا چاہتی ہو تم۔۔۔وہ خون خوار تیور لئے اسکے سر پر آن پہنچا۔۔۔وہ حیرت سے سر اٹھاتی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

کیا مطلب۔۔۔

علیحدگی چاہتی ہو۔۔طلاق کے بعد کسی ہم پلہ کو اپنانا چاہتی ہو۔۔۔سرخ پڑتی نگاہوں سے ناجانے وہ کیسے ضبط کی منازل طے کرتا بول رہا تھا۔۔۔

جب وہ تڑپ کر آگے بڑھتی سرعت سے اسکے ہونٹوں پر ہاتھ جما گئی۔۔۔

کیا بول رہے ہیں احمر۔۔۔ایسی سوچ آپکے دماغ میں آئی بھی کیسے۔۔اسکی آنکھیں لبالب پانیوں سے بھر گئی۔۔۔

میں آپ سے علیحدگی اختیار کروں گی۔۔۔اللہ۔۔۔وہ جیسے صدمے کے زیر اثر گویا ہوئی۔۔۔

میری دنیا میرے شوہر اور بچوں سے شروع ہو کر انہی پر ختم ہوتی ہے۔۔۔یہ گھر میرا آشیانہ ہے۔۔۔آپ سے کچھ چھپا نہیں سکتی میں احمر۔۔۔اس لئے میرے دل میں جو تھا میں نے کہہ دیا۔۔۔پلیز مجھے معاف کر دیں۔۔۔میں نے دوست سمجھ کر آپ سے اپنے احساسات شیئر کئے ہیں۔۔۔شوہر دوست بھی تو ہوتا ہے نا۔۔۔

میں آج کل خود ہی خود کو سمجھ نہیں پا رہی۔۔۔مجھے آپکی ضرورت ہے احمر۔۔۔ آپکا ساتھ چاہیے ہر دفعہ کی طرح۔۔۔آپ مجھے پہلے سے زیادہ محبت دیں گے تو میں نکل آوں گی اس فیز سے۔۔۔میں سب بھول جاوں گی۔۔۔پلیز ایسی بات دوبارہ زبان سے مت نکالنا۔۔۔وہ اسکے سامنے کھڑی سسک اٹھی۔۔۔اور احمر۔۔۔اسے کہاں منظور تھا اپنی ماہیر کی آنکھوں میں آنسو دیکھنا۔۔۔سارا غصہ ساری تلخی انہی آنکھوں کی نمی کے ساتھ کہیں بہہ گئ تھی۔۔۔اسنے شدت سے ماہیر کو کسی متاع جان کی طرح خود میں بھینچا۔۔۔

میں دوں گا تمہیں محبت۔۔۔بہت بہت زیادہ محبت اسنے اسکے بالوں کا بوسہ لیا۔۔۔

******

اگلی صبح بہت سوگوار تھی۔۔۔عروب نے خاموشی سے ناشتہ تیار کیا۔۔۔آج بچوں کو سکول سے چھٹی تھی اس لئے صبح کا وقت زیادہ مصروف ترین نا تھا۔۔بچے آرام سے سو رہے تھے۔۔۔وہ سلطان کا ناشتہ بنا کر کمرے میں ہی لے آئی۔۔۔

تم نے ناشتہ کیا۔۔۔وہ شیشے کے سامنے کھڑا خود پر پرفیوم سپرے کرتا شیشے سے نظر آتے اسکے مضمحل سراپے کو دیکھتا نارمل انداز میں گویا ہوا۔۔۔

نہیں ابھی بھوک نہیں۔۔۔اسنے آنسو حلق سے اتارتے ٹرے میز پر رکھی۔۔۔

آو میرے ساتھ ہی ناشتہ کرو۔۔۔وہ ٹرے رکھ کر پلٹنے لگی جب سلطان نے صوفے پر بیٹھتے اسکا ہاتھ تھام کر اسے بھی اپنے ساتھ ہی بیٹھایا۔۔۔وہ کٹی ڈال کی طرح ڈھنے کے انداز میں بیٹھ گئ۔۔۔

سلطان خود نوالے بنا کر اسکے منہ میں ڈالنے لگا۔۔۔وہ دکھی دل کیساتھ بھرائی نگاہوں سے اسے دیکھتی منہ کھولتی آہستہ آہستہ کھانے لگی۔۔۔

کاش یہ شخص ہمیشہ یونہی رہے۔۔۔لیکن اسنے ایک بات شدت سے نوٹ کی تھی۔۔۔وہ ایک آئیڈیل شوہر تھا لیکن تب تک جب تک عروب اسکی مانتی رہے۔۔۔جہاں اختلاف رائے شروع ہوتا یا وہ اسکے فیصلے کے خلاف جانے کی کوشیش کرتی وہ لمحوں میں سب بھول جاتا۔۔

اپنی حد تک تو سب ٹھیک تھا لیکن اپنے بچے کے معاملے میں وہ اسکی باتیں نہیں مان سکتی تھی۔۔

میری ایک ضروری میٹنگ ہے دس بجے تک میں واپس آجاؤں گا پھر ہسپتال چلیں گے تم تیار رہنا۔۔۔

اسنے ناشتہ کر کے نرمی سے اسکا گال سہلایا۔۔۔ عروب کو لگا جیسے اندر سے کوئی بے رحمی سے اسکا دل نوچ لے گیا ہو۔۔۔

اسنے اپنے گال پر رکھا سلطان کا ہاتھ تھاما اور گلے تک لے گئ۔۔۔ گلے پر اسکا ہاتھ رکھتے دباو بڑھانے لگی۔۔۔

سلطان نے اسے تعجب سے اسے دیکھا۔۔۔ مجھے مار دیں سلطان۔۔۔۔ اپنے ہاتھوں سے میری جان لے لیں۔۔۔ لیکن میں وہ نہیں کروں گی جو کرنے کو آپ مجھے بول رہے ہو۔۔۔ وہ نم مگر اٹل لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔

تم مجھ سے انحراف کرو گی۔۔۔ وہ گردن سے ہاتھ ہٹاتا پیچھے سے اسکے بالوں تک لے جاتا اسکے بال مٹھی میں جکڑ گیا۔۔۔

اممم ہممم۔۔ وہ مسکراتی نم آنکھوں سے سر نفی میں ہلا گئ۔۔۔ میری اتنی جرات جو آپ کی بات سے انحراف کر جاوں۔۔۔ آپکے سامنے اس وقت آپکی بیوی نہیں ایک ماں ہے جو اپنے بچے کی بقا کی جنگ لڑ رہی ہے۔۔۔ اور قسم خدا کی سلطان

۔۔۔آج اگر یہ ماں ہار گئی تو لعنت ہے مجھ جیسی ماں پر جو اولاد کے حق کے لئے لڑ تک نا سکے۔۔ بہتی آنکھوں سے سخت لہجے میں وہ بہت سخت بات بول گئی تھی۔۔۔۔دیکھو عروب تم ایک اچھی لڑکی ہو۔۔۔اور میں تم پر کوئی زور زبردستی کرنا نہیں چاہتا۔۔۔اس لئے اگر چاہتی ہو کے کوئی بدمزگی پیدا نا ہو تو ایک گھنٹے تک تیار رہنا دس بجے ہم ہسپتال جا رہے ہیں۔۔۔یہ عروب کے نرم لہجے کا اعجاز ہی تھا کے سلطان جیسا بات بات پر ہائپر ہونے والا شخص چاہ کر بھی اسکے ساتھ سختی سے پیش نہیں آ سکتا تھا۔۔۔

آپ اس معاملے میں میرے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے سلطان۔۔۔وہ چہرا مورتی گویا ہوئی۔۔۔

اور تم یہ اولاد کیوں چاہتی ہو عروب۔۔۔ چلو میں تمہیں بتاتا ہوں۔۔۔وہ کلائی پر بندھی گھڑی میں وقت دیکھتا گویا ہوا۔۔۔ابھی اسکے پاس دس منٹ تھے۔۔۔

اس گھر میں اپنے قدم مضبوط کرنے کو۔۔۔اولاد کے ذریعے مجھے بلیک میل کرنے کو۔۔۔اور اولاد کے ذریعے مجھ پر پڑا پراپرٹی کا حصہ کلیم کرنے کو۔۔۔

فار گاڈ سیک سلطان۔۔۔وہ ابھی بول رہا تھا جب وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھامتی چیخ اٹھی۔۔۔

کیوں آپکو لگتا ہے کے دنیا کی ہر لڑکی دھوکے باز ہے اور وہ آپکو دھوکہ دے گی۔۔۔

وہ شاکی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔در اصل آپکا پالا ابھی تک عروب سلطان سے نہیں پڑا۔۔۔غریب باپ کی اولاد ضرور ہوں لیکن میرا باپ خدار تھا۔۔۔ میرے بیک گراونڈ اور سٹیٹس کو دیکھ کر میری ذات کو ڈیفائن مت کریں۔۔۔وہ پھر سے رو دی۔۔۔

عورت کی وفا بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔۔۔نہیں ہوں میں بے وفا کیسے یقین دلاوں۔۔۔ایک موقع تو دے کر دیکھیں۔۔۔کچھ نہیں چاہیے مجھے۔۔۔لکھ کر دے دیتی ہوں۔۔آپکی طرف سے پڑا پڑتی میں میرا جو شرعی حصہ بنتا ہے وہ بھی میں خوشی سے اپنے بچوں کے نام کرتی ہوں۔۔ لیکن اپنے بچے کے ساتھ کوئی ناانصافی نہیں ہونے دوں گی۔۔۔اسنے ہاتھ کی پشت سے اپنے آنسو رگڑے۔۔۔

بار بار بچے کے نام پر مجھے بلیک میل کرنا بند کرو۔۔۔وفاہی ثابت کرنی ہے ناتو کرو ثابت۔۔۔پہلے یہاں تک تو شوہر کے ساتھ وفانبھا کر دکھادو آگے کی بات تو بہت دور کی۔۔۔شوہر کی ایک بات مانتے تو تمہیں موت پڑ رہی ہے۔۔۔

پہلے یہاں میرے ہمقدم ہو کر میری بات مان کر دکھاو پھر آگے کی بات کرنا۔۔۔

اسکا غصہ بھی اب اس لاحاصل بحث سے بڑھنے لگا تھا۔۔۔

پہلے وفا کا مطلب سمجھ کر آئیں آپ۔۔۔کسی کے قدموں تلے سے اسکی جنت نوچ کر الگ کرنے کا نام وفا نہیں ہے سلطان۔۔۔اسے اپنی بے بسی پر رونا آرہا تھا۔۔۔

ہاں صحیح کہا تم نے یہ وفا نہیں ہے۔۔۔مگر اپنی لاحاصل خواہشات کے پیچھے اسی اولاد کو خود سے الگ کر کے ذہنی مریض بنا دینا وفا ہے تمہاری نظر میں۔۔۔اسکا دماغ بے طرح گھوما تھا۔۔۔عروب سلطان میری بات کان کھول کر سن لو۔۔۔

ایک گھنٹے بعد تم مجھے بالکل تیار ملو۔۔۔اور اب ایک لفظ نہیں سنو گا میں۔۔۔

انگلی اٹھا کر سختی سے وارن کرتا وہ کمرے سے نکل گیا۔۔۔جبکہ عروب کسی ہارے ہوئے جواری کی مانند ڈھ گئی۔۔۔پھر یک قادم ہی ایک فیصلہ کر کے اٹھی۔۔۔ایسے تو ایسے ہی سہی۔۔۔

ایک عورت کمزور ہو سکتی ہے۔۔۔ایک بیٹی کمزور ہو سکتی ایک بیوی بھی کمزور ہو سکتی ہے۔۔۔ مگر ایک ماں کبھی کمزور نہیں ہو سکتی۔۔۔اسے بھی اگر اپنے بچے کے لئے ایک پل صراط پار کرنا تھا تو وہ اسکے لئے بھی تیار تھی۔۔۔

*****

سلطان کے گھر سے نکلتے ہی جیسے اسکے مردہ جسم میں جان آ گئی۔۔۔اسنے لمحے کی تاخیر کئے بنا الماری سے چھوٹا سفری بیگ نکالا۔۔۔اپنے دو جوڑے کپڑوں کے رکھنے کے ساتھ چند ایک ضروری چیزیں رکھیں اور آنسو رگڑ کر صاف کرتی چادر نکال کر خود پر اوڑھنے لگی۔۔۔

سلطان کے خلاف جانے کا انجام برا تھا۔۔۔وہ جانتی تھی۔۔۔اور بہت اچھے سے جانتی تھی۔۔۔ لیکن اس چیز پر سمجھوتا کرنا بھی اسکے بس سے باہر تھا۔۔۔۔

من من بھاری ہوتے قدم اٹھاتی وہ نیچے آئی تو ہادی لاؤنج میں ہی بیٹھا تھا۔۔۔وہ ابھی ابھی اٹھا تھا۔۔۔فبیحہ غالباً ابھی سو رہی تھی۔۔۔

اسے یوں بیگ ہاتھ میں تھامے اور اسکی روئی روئی سی سوجھی آنکھیں دیکھ کر وہ چونکا۔۔۔

مسز سلطان آپ کہیں جا رہی ہیں۔۔۔وہ جو اپنی ہی سوچوں میں گم آگے بڑھ رہی تھی ہادی کی آواز پر چونک کر پلٹی جو حیرت زدہ سا گویا ہوتا قدم قدم اسکی جانب بڑھ رہا تھا۔۔۔

ہادی کو دیکھ اسکی آنکھیں پھر سے بھر آئیں۔۔۔

آپ اٹھ گئے بیٹا۔۔۔کچن میں آپکا ناشتہ تیار پڑا ہے۔۔۔آپ کر لو اور جب فبیحہ اٹھے تو اسے بھی کروا دینا۔۔۔بلکہ آو میں آپکا ناشتہ سرو کر دوں۔۔۔وہ گیلی سانس اندر کھینچتی کچن کی جانب بڑھی۔۔۔

یہ میرے سوال کا جواب تو نہیں مسز سلطان۔۔۔وہ بھی سینے پر بازو باندھتا اسکے پیچھے پیچھے ہی چلا آیا۔۔۔وہ چھوٹا سا بچہ آبزرویشن میں اسے اپنی عمر سے بہت بڑا لگا۔۔۔

جی بیٹا میں اپنے گھر جا رہی ہوں۔۔اپنے ابا کے گھر۔۔۔ہادی کو ناشتہ سرو کرتے اسکے گلے میں نمکین پانیوں کا گولہ سا اٹکا۔۔۔

تمہارے پاپا بھی کچھ ہی دیر تک گھر آ جائیں گے تب تک تم فبیحہ کا خیال رکھنا۔۔۔

اسنے ہادی کے سامنے آتے جھک کر محبت سے اسکے بال بکھیرے۔۔۔

آپ روئی کیوں ہیں۔۔۔وہ غور سے اسکے روئے روئے سے سرخ چہرے کو دیکھتا گویا ہوا۔۔۔وہ آنسو پیتی سیدھی ہوئی اور وہیں ڈائیننگ ٹیبل کی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔۔۔وہ اتنے میں ہی ہانپنے لگی تھی۔۔۔

ہادی بیٹا پلیز اپنے بابا کو سمجھاو۔۔۔وہ جو کرنے کو مجھے کہہ رہے ہیں میں وہ نہیں کر سکتی۔۔۔اس وقت اسکے پاس ہادی کے سوا اور کوئی سہارا نا تھا۔۔۔اور اسے سامنے پا وہ اسے ہی ٹوٹے لہجے میں اپنا دکھ بیان کرنے لگی۔۔۔

مسز سلطان آپ روئیں مت پلیز۔۔۔میں بابا سے بات کروں گا۔۔۔اور آپ پلیز کہیں جائیں مت۔۔۔وہ اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اسکے اشک صاف کرتا پریشانی سے گویا ہوا۔۔۔ عروب اسے خود میں بھینچتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔

اولاد کتنا بڑا سہارا ہوتی ہے۔۔۔ابھی اس بچے کو جنم اس نے نا دیا تھا تب بھی کتنی جذباتی وابستگی ہو گئی تھی اس سے۔۔۔پھر اپنی اولاد کے لیے وہ سلطان کی ناجائز بات کیسے مان لیتی۔۔۔

پلیز مسز سلطان ایسے مت کریں آپ۔۔۔میں پریشان ہو رہا ہوں۔۔۔وہ پریشان صورت لئے الجھا الجھا سا اسے حوصلہ دیتا گویا ہوا۔۔

میرا جانا ضروری ہے ہادی۔۔۔پلیز تم اپنے بابا کو منانا کے وہ میری بات مان لیں۔۔۔وہ آنسو صاف کرتی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

مسز سلطان مجھے آپکی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی۔۔۔آپ مت جائیں پلیز۔۔۔میں ڈاکٹر آنٹی کو بلا کر لاتا ہوں۔۔۔وہ اسکے ساتھ ساتھ چلتا گویا ہوا۔۔۔۔۔بیٹا آپ کوشیش کرنا کے آپ کے بابا مان جائیں پھر وہ مجھے واپس لے آئیں گے۔۔۔ابھی نہیں رک سکتی میں۔۔۔اسنے گیٹ کے پاس رک کر پھر سے ہادی کے بال بگھاڑے۔۔۔فبیحہ کا خیال رکھنا۔۔۔خود کو کمپوز کرتی وہ گیٹ عبور کر گئی جبکہ ہادی وہیں کھڑا اسے جاتا دیکھتا رہا۔۔۔۔

****

ماہیر بیڈ کراون سے ٹیک لگائے گود میں کشن رکھے بیٹھی تھی۔۔۔جبکہ اسکے بالکل سامنے بیٹھی مصباح نے تاسف سے اس زندہ دل لڑکی کو دیکھا۔۔۔دونوں کے درمیان چائے کی ٹرے اور کوکیز پڑے تھے جو ابھی ابھی ماہیر بنا کر لائی تھی۔۔۔

اسکی ضرورت نہیں تھی ماہیر۔۔۔مصباح نے چائے کی جانب اشارہ کیا۔۔۔اور یہ کیا حال بنا رکھا ہے تم نے یار۔۔۔کن سوچوں میں گم رہتی ہو ہر وقت۔۔۔

اسے یوں دیکھ مصباح جز بز ہوئی۔۔۔

مجھے لگتا ہے اریز کی محبت میرے روم روم میں بسنے لگی ہے۔۔۔وہ شخص مجھے اس ایک لمحے میں قید کر گیا۔۔۔کچھ سمجھ نہیں آتا مصباح کیا کروں۔۔۔خود کو اس گرداب سے کیسے نکالوں۔۔۔کیوں وہ میری زندگی میں آٹھ نو سال پہلے نا آیا۔۔

مصباح گم صم سی اسے دیکھی گئی۔۔۔

ماہیر احمر بھائی۔۔۔وہ کچھ کہتی کہتی رک گئی۔۔۔

یار میں کبھی احمر کے لئے بھی وہ محسوس نا کر پائی جواب کر رہی ہوں۔۔۔کہتے ہیں نکاح کے دو بولوں میں بہت طاقت ہوتی ہے۔۔۔وہ دو دلوں کو ایک دوسرے سے باندھ دیتے ہیں۔۔۔ایک دوسرے کے دل میں محبت جگا دیتے ہیں۔۔۔لیکن مجھے لگ رہا ہے کے اب تک کی زندگی بس جیسے تیسے کٹ گئی۔۔۔احمر وہ شوہر نہیں جن سے میں کسی بھی ٹاپک پر بات کر سکوں۔۔۔اپنا نالج انکے ساتھ شیئر کر سکوں۔۔۔انکے ساتھ کسی کتاب کو ڈسکس کر سکوں۔۔۔۔

وہ بے بسی سے سر ہاتھوں میں تھام گئی۔۔۔اسے یوں دیکھ مصباح لب چبا کر رہ گئی۔۔۔

کہنا کیا چاہتی ہو ماہیر۔۔۔کیا احمر بھائی سے طلاق لینا چاہتی ہو۔۔۔مصباح گہرا سانس کھینچتی گویا ہوئی۔۔۔

ہر گز نہیں۔۔۔وہ تڑپ کر سیدھی ہوئی۔۔۔یار میرا شوہر ہے وہ۔۔۔میرے بچے ہیں۔۔۔میرا گھر ہے۔۔۔میں احمر سے بے وفائی کی مرتکب نہیں ہو سکتی۔۔۔ آنسو ٹپ ٹپ پلکوں کی بار پھیلانگتے چہرے پر پھسلتے چلے گئے۔۔۔ہرا کانچ سرخ ہو چکا تھا۔۔۔

کیسے اپنا گھر اپنے ہاتھوں سے برباد کرنے کے بارے میں سوچ سکتی ہوں میں۔۔۔ میرے بچے میری جان ہیں۔۔۔انہیں آنکھوں کے سامنے نہیں دیکھتی تو سانسیں رکنے لگتی ہیں میری۔۔۔یہ میرا گھر میرا آشیانہ ہے۔۔۔اس گھر کا ایک ایک کونا میں نے اپنے ہاتھوں سے سجایا ہے۔۔۔یہ گھر میری جنت ہے مصباح۔۔۔تم کیسی باتیں کر رہی ہو۔۔۔گلہ رھندنے لگا تھا۔۔۔آواز میں

آنسوؤں کی آمیزش تھی جبکہ چہرا نمکیں پانیوں سے تر تھا۔۔۔مصباح کو اس پر جی بھر کر ترس آیا۔۔۔

نامحرم کی محبت آپکو کہیں کا نہیں چھوڑتی ماہیر۔۔۔وہ تاسف سے گویا ہوئی۔۔۔

جبکہ ماہیر چہرا ہاتھوں میں چھپاتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔جانتی ہوں میں۔۔۔سب جانتی ہوں۔۔۔لیکن دل سے اختیار کھوتی جا رہی ہوں۔۔۔کچھ۔۔۔کچھ سمجھ نہیں آتا میں کیا کروں۔۔۔وہ بے بسی سے سر ہاتھوں میں گرا گئی۔۔۔

اچھا پلیز تم سمبھالو خود کو۔۔۔اور آج کل تم احمر بھائی کے متعلق جو سوچ رہی ہو پلیز اسکا ذکر انکے سامنے مت کر دینا۔۔۔کتنا برا لگے گا انہیں کے۔۔۔

میں انہیں سب بتا چکی ہوں۔۔۔مصباح بول رہی تھی جب وہ بے ساختہ بولتی گھٹنوں پر سر رکھ گئی۔۔۔۔

کیاااا۔۔۔مصباح حق دق رہ گئی۔۔۔تم یہ ساری بکواس انکے سامنے کر چکی ہو۔۔۔اسے صدمہ لگا تھا۔۔۔

ان سے کچھ چھپا نہیں سکتی میں۔۔۔۔

مصباح اس سر پھری کو دیکھ کر رہ گئی۔۔۔۔

******

کہے کے عین مطابق ٹھیک دس بجے سلطان اپنے گھر موجود تھا۔۔۔

اندر داخل ہوتے ہی اسے ہادی لاونئج میں ہی گم صم سا بیٹھا مل گیا۔۔۔ ہیے چیمپ اٹھ گئے۔۔۔ ناشتہ کر لیا۔۔۔ اور فبیحہ اٹھ گئ کے نہیں۔۔۔ سلطان نے اسکے پاس آ کر مسکراتے ہوئے اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔۔۔

آپ مسز سلطان کی کونسی بات نہیں مان رہے بابا۔۔۔ وہ باپ کی بات کے جواب میں انتہائی سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔۔ سلطان چونک کر اسکی جانب متوجہ ہوا۔۔۔ ماتھے پر شکنوں کا جال بچھنے لگا تھا۔۔۔

اس نے کچھ کہا تم سے۔۔۔ آواز میں سختی در آئی۔۔۔

دیکھیں بابا۔۔۔ آپکے انکے ساتھ جو بھی مسائل ہیں انہیں حل کر لیں۔۔۔ اور جا کر انہیں لے آئیں۔۔۔ میں انہیں دکھی نہیں دیکھ سکتا۔۔۔ وہ اکھڑا اکھڑا سا گویا ہوا۔۔۔

کیا مطلب لے آوں۔۔۔ کہاں ہے وہ۔۔۔ سلطان کو حیرت ہوئی۔۔۔

وہ اپنے بابا کے گھر چلی گئی ہیں بابا۔۔۔اور وہ جاتے وقت بہت رو رہی تھیں۔۔۔ مجھ سے انکے آنسو دیکھے نہیں جا رہے۔۔۔انہوں نے کہا ہے کہ وہ تب واپس آ جائیں گی جب آپ انکی بات مان کر انہیں واپس لے آئیں گے۔۔۔اس لئے آپ پلیز انہیں واپس لے آئیں انکی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔۔۔ہادی پریشان تھا اور اسکی پریشانی اسکی باتوں اور لہجے سے چھلک رہی تھی۔۔۔

سلطان نے جبڑے بھینچے۔۔۔اسکا فشار خون بلند ہونے لگا تھا۔۔۔اسنے بہت دقت سے ہادی کے سامنے خود کو کچھ سخت سست کہنے سے روکا۔۔۔اس لڑکی کی اتنی جرات۔۔۔دماغ چٹخنے لگا تھا۔۔۔

ناشتہ کرو تم اور اگر فبیحہ اٹھ گئی ہے تو اسے بھی کروا دو۔۔۔وہ مسکرا کر اسکا چہرا تھپتھپاتا اپنے کمرے کی جانب بڑھا۔۔۔

وہ لڑکی اپنی مرضی سے اس گھر کی دہلیز عبور کر کے یہاں سے نکلی تھی۔۔۔اب وہ تو اسے کسی صورت وہاں سے لینے نہیں جانے والا تھا۔۔۔

اچھی بات ہے۔۔۔دو دن زمانے کے سرد و گرم میں رہے گی تو آٹے دال کا بھاو معلوم ہو جائے گا۔۔۔دماغ کے سارے ڈھیلے پرزے ٹھیک ہو جائیں گے اسنے کمرے میں دائیں سے بائیں چکر کاٹتے ماتھے پر ہاتھ مارا۔۔۔

اب جو فیصلہ وہ اپنی عقلمندی کے تحت لے چکی تھی اسکا بھگتان بھی اسے ہی بھگتنا تھا۔۔۔

*****

یونیورسٹی میں فنکشن تھا اور وہاں کے بیشتر انتظامات ماہیر کے ذمہ تھے اور وہی فنکشن ہوسٹ کرنے والی تھی۔۔۔وہ مجھے دل کیسا تھ یہاں سے وہاں چکر کاٹتی سب کچھ چیک کر رہی تھی۔۔۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ چیف گیسٹ کے آنے کا شور اٹھا۔۔۔آگے پیچھے کئی گاڑیاں آکر رکی اور ان میں سے کئی لوگوں کی معیت میں اسیسٹینٹ کمشنر ایز آ چیف گیسٹ باہر نکلا۔۔۔

لوگوں کا جھرمت انکی طرف استقبال کو بڑھا۔۔۔وہ کسی سے بات کرتا آرہا تھا۔۔۔ماہیر سٹیج پر ڈائس کے پاس ہی کھڑی تھی۔۔۔کے جیسے ہی چیف گیسٹ آ کر بیٹھے وہ انہیں استقبالیہ جملے بول کر فنکشن کا باقاعدہ آغاز کرے۔۔۔۔

اپنے ہاتھ میں تھامے کاغذات پر ایک نظر ڈال کر اسکی ایک بے ساختہ نگاہ سامنے سے اسی جانب آتے چیف گیسٹ کی جانب اٹھی اور وہیں ٹھٹھک گئی۔۔۔وہ جہاں کی تہاں رہ گئی۔۔جیسے سانس تک لینا بھول گئی ہو۔۔۔وہ وہی تھا۔۔۔

ہزاروں کے جھرمت میں بھی اپنی الگ شناخت رکھتا۔۔۔اریز۔۔۔

وہ بلیک پینٹ کوٹ پر بال جیل سے سیٹ کئے مضبوط قدم اٹھاتا سٹیج کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔۔کتنے کم وقت میں اسنے کتنی کامیابیاں سمیٹ لی تھیں۔۔۔

اسکے قریب آتے اریز کی بھی ایک بے ساختہ نظر اس پر پڑی۔۔۔لیکن یہ ایک لمحے کا کھیل تھا۔۔۔اگلے ہی لمحے وہ نظر پھیرتا آگے بڑھ گیا۔۔۔ماہیر کے دل کو کچھ ہوا۔۔۔۔اب انہیں انکی جگہ پر بیٹھایا جارہا تھا۔۔

وہ ڈائس کے قریب کھڑی یک ٹک اسے دیکھتی جا رہی تھی۔۔۔ جبکہ اریز کے لئے جیسے یہ سب کچھ نارمل تھا۔۔۔ وہ بڑے نارمل انداز میں میز بان سے باتیں کر رہا تھا۔۔۔ایک لاشعوری نظر کے بعد اسنے دوبارہ ماہیر کو دیکھا تک نا تھا۔۔۔

ماہیر کو اپنا دم گھٹتا محسوس ہوا۔۔

سب لوگ فنگشن شروع ہونے کا انتظار کر رہے تھے۔۔۔ لیکن ماہیر ڈائس کے پاس گم صم سی کھڑی تھی۔۔۔ جیسے الفاظ ساتھ چھوڑ چکے ہوں۔۔۔اسکا دماغ ایک لمحے میں سلیٹ کی مانند صاف ہو گیا۔۔۔اسے چیف گیسٹ کے استقبال میں کیا بولنا تھا فنگشن کا آغاز کیسے کرنا تھا وہ سب بھول گئ۔۔۔۔وہ بس سر جھکائے ڈائس پر رکھے کاغذات کو گھورتی کھڑی رہی۔۔۔

کسی نے اسے فنگشن شروع کرنے کا بولا تھا لیکن اس سے کچھ بولا ہی نا گیا۔۔۔

اسے یوں کھڑا دیکھ کو ہوسٹ اسکی طرف بڑھی۔۔۔جب وہ طبیعت خراب ہونے کا بہانہ کرتی سب کچھ اسکے حوالے کر کے سٹیج سے اتر آئی۔۔۔۔

****

عروب صبح سے اپنے باپ کے گھر موجود تھی۔۔۔یہ وہ گھر تھا جہاں اسکی پوری زندگی گزری۔۔۔ بچپن کی کئی یادیں اس گھر سے وابسطہ تھیں۔۔۔اسکی درودیوار سے اسے مانوسیت تھی۔۔۔ لیکن پھر بھی آج یہ گھر اسے کاٹنے کو ڈور رہا تھا۔۔

اسے اپنا گھر یاد آرہا تھا۔۔۔اسے اپنا شوہر اور بچے یاد آرہے تھے۔۔۔بہت کم عرصے میں اس گھر اور اس گھر کے مکینوں نے اسکے دل میں جگہ بنالی تھی۔۔۔

کاش کہ وہ کبھی سلطان کو بتا پاتی کے وہ اس سے کس قدر محبت کرنے لگی ہے۔۔۔ وہ اسکے لئے کس قدر نا گزیر ہو گیا ہے۔۔۔اسکا غصے میں بھی عروب کی کیئر کرنا دل کو کس قدر بھلا لگتا ہے۔۔۔

وہ پوری زندگی بنا کسی چیز کی خواہش کئے اپنے شوہر کے سنگ اسکے رنگ میں رنگ کر گزار سکتی تھی بس وہ یہ ایک ضد چھوڑ دے۔۔۔۔

دل کو پتنگے سے لگے تھے۔۔۔ کسی کروٹ چین نا تھا۔۔۔آنکھوں کے سوتے خشک ہونے کا نام ہی نالے رہے تھے۔۔ صبح اسنے سلطان کے ہاتھوں سے کھایا ہوا ناشتہ ہی کیا تھا۔۔۔اسکے بعد پانی کی ایک بوند تک اسکے اندر نا گئی تھی۔۔۔دل ہی نا چاہا کچھ کھانے کا۔۔۔اگر وہ ظالم شخص نا آیا تو۔۔۔

اگراسنے اپنی ضد نا چھوڑی تو۔۔۔اگراسے عروب کے اس گھر میں ہونے نا ہونے سے کوئی فرق ہی ناپڑاتو۔۔۔یہ ساری سوچیں اسے کسی گرداب کی مانند جھکڑے ہوئے تھیں۔۔۔وہ ہر ہر آہٹ پر چونک جاتی۔۔۔۔۔

آتی جاتی ہر گاڑی کی آواز پر دروازے کی جانب لپکتی۔۔۔کے شاید وہی آیا ہو۔۔

لیکن ہر بار ناکام ونامراد ہی لوٹ آتی۔۔۔

شام کے سائے رات کے اندھیرے میں بدلنے کے ساتھ ہی اسکی سلطان سے وابسطہ امیدیں بھی ٹوٹنے لگیں۔۔۔وہ نہیں آیا تھا۔۔۔شاید اسے آنا ہی نا تھا۔۔۔

بھوک کا احساس اب بھی نا تھا لیکن جسم سے قوت ختم ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔رات کا پھیلتا اندھیرا اسے ڈرا رہا تھا۔۔اب اسے اپنی محفوظ پناہ گاہ چھوڑ کر یہاں باپ کے گھر چلے آنے کا فیصلہ حماقت لگ رہا تھا۔۔۔یہ گھر اگر اس کے لئے اتنا ہی محفوظ ہوتا تو کیا اسکا باپ مرنے سے پہلے اسے جیسے تیسے بھی سلطان کی ہمراہی میں چھوڑ کر جاتا۔۔۔خوف کی ایک لہر اسکی ریڈھ کی ہڈی تک میں سرائیت کر گئی۔۔۔

لیکن اگر اس گھر سے نا نکلتی تو کیا کرتی۔۔۔وہ بے بسی سے سر گھٹنوں میں چھپا گئی۔۔۔

اللہ میرے لئے آسانیاں فرما۔۔۔بہت اکیلی ہو گئی ہوں میری مدد فرما۔۔۔۔۔۔ دکھی دل سے فریاد نکلی تھی۔۔۔

****

ماہیر شکستہ خیز قدم اٹھاتی ہال سے ہی نکل آئی۔۔۔اسے اپنا دم گھٹتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔وہاں سے نکل کر وہ پارکنگ میں آئی اور گاڑی میں بیٹھ کر گاڑی سٹارٹ کرنی چاہی۔۔۔ لیکن جسم نے ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔۔۔وہ وہیں سٹرنگ سے سر ٹکاتی رو دی۔۔۔۔ جانے زندگی کے کس کس غم پر۔۔۔ناجانے اسے وہاں اسی انداز میں بیٹھے کتنا وقت ہو گیا تھا وہ خود بھی نہیں جانتی تھی۔۔۔دفعتاً اسے سامنے سے اسسٹینٹ کمشنر کی گاڑی آتی دکھائی دی۔۔۔ناجانے کونسے جذبے کے تحت وہ گاڑی سے نکل کر ایک ٹرانس کی سی کیفیت میں ڈرائیوے پر آ کھڑی ہوئی۔۔۔گاڑی زن سے اسکے قریب سے گزری وہ دھول اڑاتی اس گاڑی کو

دیکھتی رہی۔۔۔دفعتاً گاڑی کچھ آگے جا کر رکی اور اسی رفتار سے بیک ہوتی اسکے قریب آکر رکی۔۔۔

وہ سانس تک روک گی۔۔۔جب گاڑی سے وہ شخص اپنی پوری وجاہت سمیٹ نیچے اترا۔۔۔

Is every thing OK mam...

آپ یہاں۔۔۔یوں۔۔۔سب خیریت ہے نا۔۔۔وہ نہایت مودبانہ انداز میں گویا ہوا۔۔۔اور وہ جو یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی بوکھلا اٹھی۔۔۔اسے یہاں اپنے بے وقوفوں کی طرح کھڑے ہونے کا کیا جواز دیتی بھلا۔۔۔

وہ خاموشی سے سر جھکا گئی۔۔۔دل میں ایک محشر برپا تھا۔۔۔

میم کیا میں آپکی کوئی مدد کر سکتا ہوں۔۔۔وہ اسے گم صم کھڑا دیکھ پھر سے مستفسر ہوا۔۔۔وہ ہنوز ہاتھ مسلتی خاموش کھڑی رہی۔۔۔اریز نے لبوں پر زبان پھیرتے پریشانی سے ادھر ادھر دیکھا۔۔۔

اوکے آپ یہ میرا کارڈ رکھ لیں۔۔۔کوئی کام ہوا تو آپ رابطہ کر سکتی ہیں۔۔۔وہ جیب سے کارڈ نکال کر اسکی طرف بڑھاتا منتظر کھڑا تھا۔۔۔

ماہیر نے ہچکچاتے ہوئے اسکے ہاتھ سے کارڈ پکڑ لیا۔۔۔اسکے کارڈ پکڑتے ہی وہ گاڑی میں بیٹھا اور گاڑی زن سے آگے بڑھ گئ۔۔۔

ایک مسکراہٹ ماہیر کے ہونٹوں پر پھیل گئ۔۔۔وہ اسے نو ماہ بعد دیکھ رہی تھی اور نو ماہ کی ساری کلفت آج ایک ہی دن میں دھل گی تھی۔۔۔اسنے ہاتھ میں کارڈ یوں تھام رکھا تھا۔۔۔جیسے اسے ہفت اقلیم کی دولت مل گئ ہو۔۔۔

*****

شام کے سائے رات میں تبدیل ہو گئے تھے ایسے میں سلطان بے چینی سے کمرے میں یہاں سے وہاں چکر کاٹ رہا تھا۔۔۔وہ ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن اندر سے وہ اس احمق لڑکی کے لئے فکر مند تھا جو اس سے ضد باندھنے کی حماقت کر رہی تھی۔۔۔

بہت مشکلوں سے اسنے فبیحہ اور ہادی کو کھانا کھلا کر سلایا تھا۔۔۔فبیحہ تو صبح سے ماں کو ڈھونڈتی بولائی بولائی سی پھر رہی تھی۔۔۔اسے اس لڑکی پر بھی طیش آیا جو اسکے بچوں کو اپنا عادی بنا کر خود چلی گئ تھی۔۔۔

فبیحہ کو بہلانا پھر آسان تھا۔۔ہادی تو سیدھا سیدھا اسے کٹھرے میں کھڑا کر چکا تھا۔۔۔

کچھ دیر پہلے کے مناظر یاد آتے ہی سلطان نے بے طرح اپنا ماتھا مسلہ۔۔۔

وہ رات کا کھانا باہر سے لایا تھا اور کچن میں کھڑا کھانا برتنوں میں نکال رہا تھا جب ہادی کڑے تیوروں کے ساتھ اسکی طرف آیا۔۔۔

آپ یہ کھانا باہر سے کیوں لائے ہیں بابا۔۔۔اور مسز سلطان ابھی تک گھر کیوں نہیں آئیں۔۔۔وہ سینے پر ہاتھ باندھے تفتیشی انداز میں مستفسر تھا۔۔

سلطان اسے ایک خاموش نگاہ دیکھ واپس اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔۔۔۔

آجائے گی وہ بھی تم کھانا کھاو۔۔۔وہ نرمی سے ٹالنے کے انداز میں گویا ہوا۔۔۔

اور وہ کب آئیں گی بابا۔۔آپ انہیں لینے کیوں نہیں گئے۔۔۔میں نے بتایا نا آپکو کے انکی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔۔۔پھر۔۔۔

اوراب ہمیں باہر کا کھانا پسند نہیں ہے۔۔ہمیں انہی کے ہاتھ کا کھانا کھانا ہے۔۔۔

وہ گم صم سا بیٹے کی صورت دیکھ کر رہ گیا۔۔۔جو کل کی آئی لڑکی کے لیئے اس سے لڑنے کو تیار تھا۔۔۔

یہ وہی مسز سلطان ہے جسکا تم نام لے کر راضی نا تھے۔۔۔سلطان نے جتلاتے انداز میں کہتے کھانا ڈائیننگ ٹیبل پر رکھنا شروع کیا۔۔۔

وہ تب کی باتیں تھیں نا بابا جب میں انہیں جانتا نا تھا۔۔۔اب انہیں جانتا ہوں اور وہ بہت سویٹ اور کیرنگ ہیں۔۔۔اس لیئے آپ ابھی کے ابھی جا کر پہلے انہیں لے کر آئیں پھر ہم مل کر ڈنر کریں گے۔۔۔۔وہ دوٹوک انداز میں کہتا سینے پر ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔۔۔

یس بابا۔۔۔ماں کو لے آئیں نا مجھے انکے ساتھ سونا ہے۔۔۔فبیحہ بھی ضدی انداز میں گویا ہوئی تو وہ بچوں کی ضد دیکھتا سر تھام کر رہ گیا۔۔۔

یہ عروب نہیں تھی جسے وہ جھڑک کر اپنا غصہ نکال لیتا۔۔۔یہ اسکے دل کے ٹکرے تھے جنہیں وہ کچھ کہہ نہیں سکتا تھا۔۔۔

اچھا بات سنو۔۔۔تم دونوں کھانا کھا کر سو جاو پھر میں اسے لے آوں گا۔۔اگر وہ گھر آئی اور اسے پتہ چلا کے تم دونوں نے کھانا نہیں کھایا اور ابھی تک سوئے نہیں تو اسے کتنا برا لگے گا۔۔۔اوپر سے وہ مجھے کتنا لاپرواہ باپ سمجھے گی جو اپنے بچوں کو سمبھال تک نا سکا۔۔۔کتنی انسلٹ ہو جائے گی میری اسکے سامنے یار کچھ تو خیال کرو باپ کی عزت کا۔۔۔وہ با مشکل انہیں بہلا پھسلا کر کھانا کھلا کر سلا پانے میں کامیاب ہوا تھا۔۔۔

لیکن اب اسکی پریشانی فطری تھی۔۔وہ اس چھٹانک بھر کی لڑکی کے سامنے زیر نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔عورت ذات کے پاس مرد کو زیر کرنے کے ایک سو ایک طریقے ہوتے ہیں۔۔۔لیکن وہ اس لڑکی کے کسی بھی طریقے کے زیر اثر اسکے سامنے زیر نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔

اس لڑکی کو اپنی ضد سے ہٹنا ہی پڑے گا۔۔۔وہ طیش سے مسلسل چکر کاٹتا کچھ سوچ رہا تھا۔۔

یہ لڑکی مجھے تگنی کا ناچ نہیں نچا سکتی۔۔۔دیکھتا ہوں کتنا دم ہے اس مکار لڑکی میں جو میرے بچوں کو ورغلا کر میرے خلاف کھڑا کرنا چاہتی ہے۔۔۔

دیکھتا یوں کیسے نہیں وہ میری بات مانتی

۔

ق۔۔۔ہار تو ماننا ہی پڑے گی اسے۔۔۔دیکھا جائے گا کے وہ کیسے سلطان کے سامنے اپنی چلاتی ہے۔۔۔

وہ کھولتے دماغ کیساتھ نہایت طیش میں گاڑی کی چابی اٹھاتا کمرے سے نکلا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ گاڑی سٹارٹ کرتا گاڑی ہواوں میں اڑاتا عروب کے باپ کے گھر کی جانب رواں تھا۔۔۔

*****

یہ دیکھو کارڈ۔۔۔ماہیر ایک ریسٹورینٹ میں مصباح کے مقابل بیٹھی تھی۔۔۔ چمکتی آنکھوں سے اسنے کارڈ مصباح کی جانب بڑھایا۔۔۔مصباح نے کارڈ پکڑ کر دیکھا۔۔اسسٹنٹ کمشنر اریز۔۔۔ساتھ اسکی کوالیفکیشن وغیرہ لکھی تھی۔۔۔

مصباح نے گہری سانس خارج کی۔۔۔

کیا کرو گی اس کارڈ کا۔۔۔اسے فون کرو گی۔۔۔مگر فائدہ ایسے ٹیلفونک رابطے کا۔۔۔۔

وہ خود ہی سوال کرتی خود ہی جواب دے گی۔۔۔

پتہ نہیں مصباح۔۔۔لیکن میں تمہیں بتا نہیں سکتی۔۔۔کسی خاص انسان کا آپکے لئے راستے میں رک کر آپکو خاص اہمیت دے کر خاص کرنا معتبر کرنا کیسا احساس ہوتا ہے۔۔۔

My God Misbah...

میں ابھی تک اس ایک لمحے کے حصار میں ہوں۔۔۔وہ چمکتی آنکھوں سے کہتی چہکی۔۔مصباح اسے دیکھ کر رہ گئی۔۔۔

اس سب کا اختتام کہاں ہے ماہیر۔۔۔مصباح تاسف سے گویا ہوئی۔۔۔

نہیں جانتی۔۔۔لیکن ابھی تو مجھے اس لمحے میں جینے دو۔۔۔وہ مسکرا کر کہتی جوس میں سٹرا گھمانے لگی۔۔۔مصباح محض اپنی بچپن کی دوست کے لئے دعا ہی کر سکتی تھی۔۔۔

******

عروب کمرے میں ہنوز ویسے ہی سر گھٹنوں میں چھپائے خوف کے زیر اثر کپکپا رہی تھی۔۔۔وہ ہلکی سی آہٹ پر بھی خود میں سمٹ جاتی۔۔۔رات کا اندھیرا اس کی حواس صلب کر رہا تھا۔۔وہ ویسے ہی مجموعی طور پر بہت کمزور دل اور بزدل واقع ہوئی تھی۔۔۔تبھی تو سلطان کی اونچی غصیلی آواز پر بھی ڈر جاتی۔۔۔تبھی تو ہر وہ کام نظر انداز کر دیتی جس سے سلطان کے غصے میں آنے کے چانسز ہوتے۔۔۔

وہ کئی بار سارے گھر کی کھڑکیاں اور دروازے مقفل کر کے چیک کر چکی تھی لیکن پھر بھی خوف دل سے کم نہیں ہو رہا تھا۔۔۔

دفعتاً گھر کے باہر گاڑی رکنے کی آواز آئی ساتھ ہی دروازہ ڈھرڈھرایا جانے لگا۔۔۔

وہ خوف سے اپنی جگہ سے اچھلی۔۔۔

اس وقت کون ہو سکتا تھا بھلا۔۔۔ سلطان کی تو وہ امید ہی چھوڑ چکی تھی۔۔۔ اسے آنا ہوتا تو اب تک آ چکا ہوتا۔۔۔

کک۔۔۔ کون۔۔۔ وہ کپکپاتی آواز میں مستفسر ہوئی۔۔۔

دروازہ کھولو لڑکی۔۔۔ باہر سے ابھرتی جھنجھلائی غصیلی آواز نے جیسے اسکے تن مردہ میں نئی روح پھونک دی تھی۔۔

سس۔۔۔ سلطان۔۔۔ کپکپاتے لب مسکراہٹ میں ڈھلے اور وہ بجلی کی سی تیزی سے بستر سے اتری۔۔۔ بنا جوتا پہنے ننگے پاؤں اندھا دھند داخلی دروازے کی جانب بڑھی۔۔۔ وہ ابھی تک بے یقین تھی کے سلطان وہاں آ گیا تھا۔۔۔

ایک جھٹکے سے لاک کھولتے اسنے دروازہ وا کیا۔۔۔ اور بنا اسکے خونخوار تیور دیکھے وہ اپنی سسکیوں کو روکتی اس سے لپٹ گئی۔۔۔

اتنے خوف کے بعد سہارا میسر آیا تھا وہ ضبط کے سبھی بندھ توڑ گئی۔۔۔

شکر ہے آپ آ گئے سلطان۔۔۔آپکو اندازہ نہیں ہے کہ میں نے آپکا اتنا انتظار کیا۔۔۔آپ اتنی لیٹ کیوں آئے سلطان۔۔۔مجھے۔۔۔مجھے بہت ڈر لگ رہا تھا۔۔۔

وہ جو انتہائی طیش میں یہاں اس لڑکی کو اسکی خود سری کا سبق سیکھانے آیا تھا اسکی خوف سے زرد پڑتی رنگت اور اسکے رد عمل کو دیکھ جہاں کا تہاں رہ گیا۔۔۔

سارا غصہ سارا طیش کہیں پانی کی مانند بہہ گیا تھا۔۔۔یہ لڑکی ہمیشہ ہی اسکا غصہ کہیں غائب کر دیتی تھی۔۔۔

سلطان نے ڈھیلا پڑتے اسکے گرد حصار قائم کیا اور اسے لئے اندر آیا۔۔۔

کیوں۔۔۔میرا انتظار کیوں کر رہی تھی۔۔۔ایک ہی دن میں عقل ٹھکانے آ گئی۔۔۔فیصلے تو بہت بڑے بڑے کرنے لگی ہو۔۔۔انکے نتائج بھگتنے کی ہمت بھی تو پیدا کرو نا پھر خود میں۔۔۔

وہ اسے واپس اسی کمرے میں لاتا بستر پر بیٹھا کر خود اسکے سامنے کرسی گھسیٹ کر بیٹھا۔۔۔

وہ اسکے سامنے سر جھکائے بیٹھی آنسو پینے میں ہلکان ہو رہی تھی۔۔۔

میں بہت خوفزدہ ہو گئی تھی سلطان۔۔۔اگر وہاں سے نا آتی تو خوف سے میرا دل بند ہو جاتا۔۔۔میں آپ سے جیت نہیں سکتی۔۔۔اور جیتنے کی خواہش بھی نہیں ہے۔۔۔اسنے گیلی سانس اندر کھینچتے آنسو صاف کئے۔۔۔سر میں درد کی ٹھیسیں اٹھ رہی تھی۔۔۔

نقاہت سے برا حال تھا وہ ادھ موئی ہوئی اسکے سامنے بیٹھی تھی۔۔۔

میں آپکی انا کو ٹھیس نہیں پہنچانا چاہتی تھی۔۔۔نا ہی آپکے مقابل آنا چاہتی تھی۔۔۔میں تو صرف اپنی التجا سے آپکو قائل کرنا چاہتی تھی۔۔۔

لیکن پھر مجھ پر نکشاف ہوا کے میری ہر التجا ہر فریاد آپکے سامنے بے اثر ہے۔۔۔ میری التجاوں میں تاثیر ہی نہیں جو سلطان سے اپنا آپ منوا سکیں۔۔۔

میں خوفزدہ ہو گئی تھی۔۔۔کیونکہ مجھے گمان گزر رہا تھا کہ یہاں بھی میں ہار جاوں گی۔۔۔اور آپ جیت جائیں گے۔۔۔لیکن یہ میری زندگی کا وہ واحد معاملہ ہے

جہاں میں ہار نہیں سکتی اس لئے آپکے آنے سے پہلے فرار کے طور پر یہاں آ گئ۔۔۔

لیکن یہاں آتے ہی مجھے اندازہ ہو گیا کے میں آپکے بنا نہیں رہ سکتی۔۔ صبح سے میں نے آپکا پل پل انتظار کیا ہے سلطان۔۔۔ میرا دل کہہ رہا تھا کے آپ ضرور آئیں گے۔۔۔ میں آپکے بنا کچھ نہیں سلطان۔۔۔ ہمارے بے بی کو محض ماں ہی نہیں باپ کی بھی ضرورت ہے یہ بات ان چند گھنٹوں میں مجھے ازبر ہو گئ ہے۔۔۔ آنسو پیتی

ہاتھوں سے سر دباتی وہ بیڈ کراؤں سے ٹیک لگا گئ۔۔۔

اور اگر میں نا آتا تو۔۔۔ سنجیدہ بے تاثر آواز ابھری تھی۔۔۔

جو ہوا ہی نہیں میں اسے تصور بھی نہیں کرنا چاہتی۔۔۔

اسنے بمشکل آنکھیں زرا سی کھول کر سلطان کو دیکھا۔۔۔

چلو اٹھو جوتا پہنو طرم خان کی اولاد۔۔۔ وہ سر جھٹکتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ عروب نے بھی بنا دیر کئے اٹھ کر جوتا پہنا اور آنچل اچھے سے خود پر اوڑھا۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ خاموشی سے سلطان کے ہمراہ پیسنجر سیٹ پر بیٹھی سیٹ کی پشت سے کمر ٹکائے آنکھیں مونڈے بیٹھی تھی۔۔۔

گاڑی اپنی منزل کی جانب گامزن تھی۔۔۔

سلطان مجھے بہت بھوک لگی ہے میں نے صبح سے کچھ نہیں کھایا۔۔۔مجھے پہلے کچھ کھلا دیں پلیز۔۔وہ یونہی آنکھیں مونڈے نقاہت زدہ آواز میں گویا ہوئی۔۔۔

سلطان نے اسے دیکھتے تاسف سے سر نفی میں ہلایا۔۔۔

اندازہ تو اسے اسکی اسقدر ڈاون طبیعت دیکھ کر ہو ہی رہا تھا لیکن شک پر تصدیق کی مہر وہ خود لگا چکی تھی۔۔۔

اسنے خاموشی سے گاڑی ایک ریسٹورینٹ کے سامنے روکی اور اسے لئے گاڑی سے اترا۔۔۔

وہ دیسی کھانے شوق سے کھاتی تھی اتنے دنوں کے ساتھ میں وہ اچھے سے جان گیا تھا اسنے سارا آرڈر ہی دیسی کھانوں کا دیا تھا۔۔۔

کھانوں کی اشتہا انگیز خوشبو سے اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ صدیوں کی بھوکی ہو۔۔۔ بڑی مشکل سے وہ ویٹر کے کھانا سرو کرنے تک ضبط کئے تہذیب کا مظاہرہ کرتی بیٹھی رہی لیکن ویٹر کے کیبن سے نکلتے ہی وہ کھانے پر ٹوٹ پڑی۔۔۔اس وقت وہ یہ بھی بھول چکی تھی کے سلطان اسکے سامنے بیٹھا ہے۔۔وہ ایک کے بعد ایک ڈش پر ہاتھ صاف کر رہی تھی۔۔۔ کھانا اندر جاتے ہی جیسے جسم کی توانائی بحال ہونے لگی تھی۔۔۔

کھانا کھا کر اسنے اللہ کا شکر ادا کیا اور سیدھی ہوئی تو نظر سامنے بیٹھے شخص سے ٹکرائی جو کرسی کی ہتھی پر کہنی ٹکائے ہاتھ کی مٹھی ہونٹوں پر جمائے ٹانگ پر ٹانگ رکھے فرصت سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔وہ بے طرح گڑبڑائی۔۔۔

ایک نظر میز کی جانب دیکھا جہاں وہ تقریباً سبھی کھانا چٹ کر چکی تھی۔۔اور پھر ایک نظر اس شخص کو دیکھا جسکی محویت ابھی بھی نا ٹوٹی تھی۔۔۔

آپ نے کچھ نہیں لیا سلطان۔۔۔ وہ پشیمانی سے گویا ہوئی۔۔۔

میں کھانا بچوں کے ساتھ کھا چکا تھا یہ تمہارے لئے ہی تھا۔۔۔کچھ اور بھی چاہیے کیا۔۔۔وہ گہری سانس خارج کر کے سیدھا ہوتا مستفسر ہوا۔۔۔

آں۔ہنننن۔۔۔آئسکریم۔۔۔وہ لب دانتوں تلے کترتی۔۔۔محتاط سے انداز میں گویا ہوئی۔۔۔

سلطان نے اسے گھورا۔۔۔

کوئی بات نہیں۔۔۔نہیں بھی ملے گی تو چلے گا۔۔۔اتنا کچھ تو کھا لیا میں نے۔۔۔ا

وہ دوستانہ مسکراہٹ لبوں پر سجاتی کندھے اچکا کر گویا ہوئی۔۔۔

سلطان نے جھنجھلاتے ہوئے نظروں کا زاویہ بدلہ۔۔۔یہ لڑکی اسکے دل کے سختی سے مقفل کواروں کو کھولنے کی کوششوں میں تھی۔۔۔وہ خود سے جنگ لڑتا خود ہی سے بیزار ہونے لگتا تھا۔۔۔

اسنے وہیں بیٹھے بیٹھے آئسکریم پیک کر کے لانے کا آرڈر دیا۔۔۔

چلو راستے میں کھا لینا دیر ہو رہی ہے۔۔۔وہ اٹھ کھڑا ہوتا گویا ہوا۔۔۔

اس دن کی شروعات جتنے برے انداز میں ہوئی تھی اختتام اتنا ہی بہترین تھا۔۔۔ واپسی کے راستے پر گامزن وہ آئسکریم کھاتی خوش تھی مطمئن تھی۔۔۔ لیکن اسکا اطمیئنان اس وقت اڑا جب گاڑی ایک جھٹکے سے رکی۔۔۔ گاڑی رکتے ہی اسنے باہر نظر دوڑائی لیکں شہر کے سب سے بڑے ہسپتال کے سامنے گاڑی رکتے دیکھ اسکے ہاتھ سے آئسکریم کا کپ چھوٹ کر نیچے جا گرا۔۔۔ یہاں اس وقت گاڑی روکنے کا مقصد کیا تھا بھلا۔۔۔ وہ اچھے سے جانتی تھی۔۔۔۔ رات ہونے کے باعث بھی وہاں چہل پہل تھی۔۔۔ یہ ہسپتال دن کے چوبیس گھنٹے سروسز مہیا کرتا تھا۔۔۔

عروب نے فق پڑتی رنگت اور خالی خالی نگاہوں سے سلطان کو دیکھا۔۔۔ وہ کیوں بھول گئی تھی کے سامنے بیٹھا شخص سلطان تھا۔۔۔ جس پر اسکی التجائیں اور فریادیں بے تاثر تھیں۔۔۔

سلطان اب اپنی طرف کا دروازہ کھول کر گاڑی سے اتر رہا تھا۔۔۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ اس کی طرف آیا اور اسکی طرف کا دروازہ کھول کر ہاتھ بڑھائے اسکے باہر نکلنے کا منتظر تھا۔۔۔

عروب کو اپنا خون خشک ہوتا محسوس ہوا۔۔۔

اسنے شدت سے وہیں فنا ہو جانے کی دعا کی۔۔۔

*****

اپنے پر طیعش کمرے میں داخل ہوتے ہی اریز نے ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کی اور کوٹ اتار کر بیڈ پر پھینکتے خود ما تھا مسلتا ڈھنے کے انداز میں صوفے پر بیٹھا۔۔۔

آنکھوں کے سامنے آج سارے دن کے مناظر کسی فلم کی مانند چلنے لگے تھے۔۔۔۔

وہ آج اسے نو ماہ بعد دیکھ رہا تھا۔۔۔ اور اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے ان نو ماہ میں دقت سے سیئے گئے سارے زخم ہرے ہو گئے ہوں۔۔۔

یہ وہ ہیں جنکے دم سے میں ہوں۔۔۔ جنہوں نے مجھے اس مقام تک پہنچایا۔۔

He is my really soulmate...

یہ وہ آواز تھی جو پچھلے نو ماہ سے اٹھتے بیٹھتے اسکے کانوں میں ہتھوڑوں کی مانند بجتی تھی۔۔۔اس روز وہ پشیمانی کی اتھاہ گہرائیوں کو چھوتا یونیورسٹی سے نکل آیا تھا اور دوبارہ کبھی اسنے اکیڈمی کا بھی رخ نا کیا۔۔۔وہ اسقدر پشیمان تھا کے وہ خود میں شامیر سے بھی نگاہیں ملانے کا حوصلہ نا رکھتا تھا۔۔۔زندگی میں پہلی مرتبہ کسی کو دل میں بسایا اور اسی کے ہاتھوں ایک معمولی سے انسان کی خاطر ریجیکشن سہنے کے بعد پیچھے کیا بچتا تھا بھلا۔۔۔ محض کیریئر۔۔۔اور وہ کیرئر کے پیچھے اندھا ہو گیا۔۔۔دن رات صرف اپنے کیریئر کے لئے ہی مشروط کر دیئے۔۔۔اور اس نے اپنا لوہا منوا لیا۔۔۔

وہ لڑکی عمر میں اس سے سات آٹھ سال بڑی تھی لیکن اسکے باوجود دلوں کے تار جڑتے وقت ان باتوں کو نہیں مانتے۔۔۔۔

اور آج اسے وہاں سٹیج پر کھڑا دیکھ وہ جہاں کا تہاں رہ گیا تھا۔۔۔اپنے عہدے اور موجودہ پوزیشن کا احساس کرتے وہ بڑی مشکل سے خود کو کمپوز کرتا اس سے نظریں ہٹائے خود کو لاپرواہ ظاہر کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

لیکن شاید وہ اسے ابھی تک معاف نہیں کر پائی تھی۔۔۔وہ اسکی شکل تک دیکھنے کی روادار نا تھی۔۔۔اور اسی لئے وہ اسکے استقبال کو ایک بھی لفظ ادا کرنے سے انکاری ہوتی سٹیج سے ہی اتر آئی۔۔۔

اریز کو اسکے لئے افسوس تھا نا جانے اسنے آج کے فنگشن کے لئے کتنی تیاری کی ہو گی لیکن اسکے باعث ماہیر کا پورا دن برباد ہو گیا تھا۔۔۔اریز سے وہاں بیٹھنا دوبھر ہو گیا تھا۔۔۔جیسے تیسے کر کے مطلوبہ وقت پورا کر کے وہ وہاں سے باہر نکلا لیکن اسے یوں ڈرائیوے پر کھڑا دیکھ وہ خود کو اسکے پاس جانے سے روک نا پایا تھا۔۔۔نا جانے اسکے ساتھ کیا مسلہ تھا یا شاید وہ اس سے بات کرنے کو بھی راضی نا تھی جو کچھ بول نا رہی تھی۔۔۔لیکن جو بھی تھا بحر حال وہ اسے اپنا کارڈ دے آیا تھا۔۔

شاید اسنے کچھ کہنا ہو۔۔۔یا آج کے فنگشن کے حوالے سے اس پر اپنی بھڑاس نکالنی ہو۔۔۔جو بھی ہوتا بحر حال وہ اسے اپنا رابطہ نمبر دے آیا تھا۔۔۔

*****

احمر گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا جبکہ سوچوں کے پردے کہیں اور ہی الجھے ہوئے تھے۔۔۔اسکی زندگی کی سب سے محبوب عورت کل تک جسکی سانسوں میں اسکی جان بستی تھی۔۔۔آج اسے زہر سے بھی بری لگنے لگی تھی۔۔۔وہ پہروں گم صم بیٹھی ناجانے کس کی یادوں میں کھوئی رہتی تھی۔۔۔وہ بدل رہی تھی۔۔۔نہیں بلکہ وہ بدل چکی تھی۔۔۔وہ احمر کی نرمی محبت اور آزادی کا بہت غلط فائدہ اٹھا چکی تھی۔۔۔احمر کے اندر بھانبھڑ سے جل رہے تھے۔۔۔رسوائی کا ڈر اسے کسی کروٹ چین نا لینے دیتا۔۔۔

کتنا سمجھایا تھا اسکے باپ بھائی نے اسے کے عورت ذات کو اتنی ڈھیل مت دو۔۔۔باپ تو نہیں تھا پر اب وہی بھائی اسکی حالت پر ہستا اس پر جملے کسے گا۔۔۔لوگ اس پر قہقہے لگائیں گے کہ اسکی بیوی یوں بیچ چوڑاہے میں اسکی عزت نیلام کر گئی۔۔۔اسے لوگوں کے نادیدہ نشتر اور چبھتی نظریں ابھی سے اپنا سینہ چھلنی کرتی محسوس ہونے لگیں تھیں۔۔۔وہ مرد تھا اور مرد بہت کم ظرف ہوتا ہے۔۔۔

وہ بھی مرد تھا وہ کبھی بھی اتنا اعلی ظرف نہیں ہو سکتا تھا کہ پہلو میں لیٹی لڑکی کو کسی غیر مرد کے لئے آہیں بھرتا دیکھتا رہتا۔۔۔۔وہ بھی کم ظرف تھا۔۔بہت کم ظرف۔۔۔اعلی ظرف بنتا تو بے غیرت کہلاتا۔۔۔

وہ لڑکی اسکا مان اسکا بھروسہ اسکا یقین سب چکنا چور کر چکی تھی۔۔۔اسکی محبتیں اسکی عزت وہ سب اس دو ٹکے کے لونڈے پر لٹا چکی تھی جس سے اسکا کوئی بھی تعلق نا تھا۔۔۔اسے ماہیر سے زیادہ خود پر طیش تھا جو ایک عورت تک نا سمبھال پایا۔۔۔

*****

ماہیر کئی دنوں سے اس کارڈ کو نکالتی اور خود میں اس کارڈ پر موجود نمبر ڈائل کرنے کی ہمت مجتمع کرتی۔۔۔۔ہمت کر کے نمبر موبائل پر ٹائپ بھی کر لیتی لیکن اوکے کا بٹن دباتے ہاتھ کپکپا جاتے۔۔۔تھک ہار کر وہ نمبر کاٹ دیتی۔۔۔عجیب بے کلی اور یاسیت اسکی طبیعت کا احاطہ کرتی جا رہی تھی۔۔۔اسکا گھر اسکے بچے حتکہ اسکا اور اسکے شوہر کا رشتہ بھی اس سب سے بے طرح متاثر ہو رہا تھا۔۔۔

وہ اپنے اور احمر کے درمیان در آنے والی دوریاں بھی اچھے سے نوٹ کر پا رہی تھی لیکن وہ خود کو اس معاملے میں بے بس پاتی۔۔۔

وہ پہروں اس کارڈ کو ہاتھ میں تھامے تکتی رہتی۔۔۔ کئی مرتبہ تو اس کارڈ کو تھامے ہی سو جاتی جیسے اسے اس کارڈ سے بھی عقیدت ہونے لگی ہو۔۔۔

آج بھی ایک ایسا ہی دن تھا۔۔۔ کمرے میں نیم تاریکی کا راج تھا۔۔۔ وہ بستر پر چت لیتی کارڈ سینے پر رکھے چھت کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ خاموش آنسو پلکوں کی باڑ پھیلانگتے ٹپ ٹپ بہتے چلے جا رہے تھے۔۔۔۔

پاس ہی کچھ فاصلے پر احمر لیتا سگریٹ نوشی کر رہا تھا۔۔۔

عموماً وہ سگریٹ نہیں پیتا تھا۔۔۔ لیکن آج کل جسقدر فریسٹریشن اسکی زندگی میں در آئی تھی اسے خود بھی خود کی سمجھ نہیں آتی تھی۔۔۔

کچھ پل وہ یونہی لیتا سب برداشت کرتا رہا پھر یکدم ہی اسنے ماہیر کی جانب ہاتھ بڑھایا۔۔۔ ہاتھ سیدھا اسکے ماتھے پر جا کر لگا اور وہ تکلیف سے بلبلاتی چیختی ہوئی اٹھ بیٹھی۔۔۔۔

آہھہہ۔۔۔احمر۔۔۔اٹھتے ہی اسنے ایک جھٹکتے سے ہاتھ مارتے لیمپ روشن کیا۔۔۔وہ ماتھے پر ہاتھ رکھے تڑپ رہی تھی۔۔۔احمر کے ہاتھ میں تھاما سگریٹ اسکی آنکھ کے اوپر جلد کو داغ گیا تھا۔۔۔

احمر پاگل ہو گئے ہیں کیا۔۔۔

ہاں ہو گیا ہوں پاگل۔۔۔ماہیر احمر۔۔۔۔

بستر میرا۔۔۔اور آنسو کسی غیر کے لئے۔۔۔ تمہیں ڈوب کر مر جانا چاہیے بے غیرت بے حیا عورت۔۔۔وہ غصے سے بے قابو ہوتا سر کے پیچھے سے اسکے بال جھکڑتا جھٹکا دے کر چیختا ہوا گویا ہوا۔۔۔

وہ درد سے دہری ہوتی دونوں ہاتھ پیچھے بالوں کو جھکڑے احمر کی مضبوط گرفت پر رکھے پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

احمرررر۔۔۔لب پھڑ پھڑا کر رہ گئے۔۔۔

تم ایک گھٹیا اور ہلکے کردار کی لڑکی ہو ماہیر۔۔۔مجھے افسوس ہے کے میں نے اتنے سال تم جیسی لڑکی پر ضائع کر دیا۔۔۔اسنے جھٹکے سے اسکے بال چھوڑے وہ لڑھکتی ہوئی بیڈ سے نیچے جا گری۔۔۔ مگر اس سے زیادہ تکلیف کسی کی نظروں

سے گرنے کی تھی۔۔۔۔وہ جو ہمیشہ سر آنکھوں پر سجا کر رکھیں انکا ایسا رویہ ناقابل برداشت ہو جاتا ہے۔۔۔ماہیر اس وقت اسی آگاہی کے عذاب سے گزر رہی تھی۔۔۔

نیچے لڑھکنے سے کارڈ وہیں لڑھک گیا۔۔۔سلطان نے شعلے اگلتی نگاہوں سے بستر سے وہ کارڈ اٹھایا۔۔۔اسسٹینٹ کمشنر اریزا احمد۔۔۔اسکے اندر ایک آگ سی جل اٹھی۔۔۔یہ وہی نام تھا جو وہ لڑکی نو ماہ پہلے اسکے سامنے لے کر اعتراف کر چکی تھی اور آج نو ماہ بعد بھی وہ اسی نام کے لئے رو رہی تھی۔۔۔وہ اندر جلتی آگ سے جل کر خاکستر ہونے لگا۔۔۔رقابت کا احساس جینے نا دیتا تھا۔۔۔

کیا نہیں کیا میں نے تمہارے لئے۔۔۔کیا نہیں کیا میں نے ماہیر احمد۔۔۔۔تمہارے لئے خود کو فنا کر ڈالا۔۔۔۔ماں باپ سے ٹکرایا۔۔۔۔سہی کہتے تھے وہ۔۔۔کبھی کبھار بڑوں کی بات بھی مان لینی چاہیے۔۔۔لیکن میں ہی اندھا ہو گیا تھا۔۔۔بستر سے اترتا کپکپاتے وجود اور بھرائی آواز کے ساتھ وہ خود پر ہی شکوہ کناں تھا۔۔۔مان ٹوٹا تھا اسکا۔۔۔دل تو کرچیوں میں بٹ گیا تھا۔۔۔

میں نے دنیا کی ہر خوشی تمہارے قدموں میں لا کر ڈھیر کر دی۔۔۔ تمہیں ایک قابل فخر زندگی دینے کو دن رات کا فرق مٹا دیا۔۔۔ تمہیں اڑنے کو آزادی دی اور تم واقعی اڑ گئی۔۔۔۔ وہ اسکے پاس پنجوں کے بل بیٹھتا اسکا چہرا دبوچ کر غرایا۔۔۔

دل چاہ رہا تھا آج اس خوبصورت چہرے کو تہس نہس کر دے۔

آج ان سمندر سے گہرے ہرے کانچ کی سرخی اور اس سے بہتے اشکوں سے بھی اسے نفرت ہو رہی تھی۔۔۔

تمہیں عزت دی ماہیر احمر سر آنکھوں پر بیٹھایا۔۔۔ مگر تم قابل ہی نا تھی اسکے۔۔۔ وہ ایک جھٹکے میں اسکا چہرا چھوڑتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

چھوڑ دو یہ دوہری شخصیت کا ڈھونگ ماہیر احمر۔۔۔ اتار دو یہ عبایہ اور ہٹا دو حجاب جو پہن کر تم گھر سے نکلتی ہو۔۔۔ دیکھاو سب کو اپنا اصلی چہرا جو تم ہو ووو۔۔۔

کمرے کے بیچ و بیچ کھڑا سرخ آنکھوں سے ماتھا مسلتا اس پر چیختا چلاتا وہ حواسوں میں نا لگ رہا تھا۔۔۔

کمرے میں ماہیر کی اونچی سسکیاں گھونجنے لگی تھی۔۔۔

تم جو پانچ وقت کی نمازی ہو اللہ اور اسکے احکامات کو ماننے والی۔۔۔کیا تمہیں شوہر سے بے وفائی اور نا محرم سے عاشقی کا انجام نہیں پتہ۔۔۔۔

ماہیر احمر۔۔۔تم تو بہت ہلکے کردار کی نکلی۔۔۔لعنت ہو تم جیسی لڑکی پر جسے دنیا جہاں کی ہر آسائش دستیاب ہو اور وہ منہ مارنے کو باہر نکلے۔۔۔۔وہ ایک ہاتھ کمر پر ٹکائے ایک ہاتھ کی مٹھی پے درپے ماتھے پر مارتا اپنے آنسو پینے کی کوششوں میں ہلکان تھا۔۔۔

یہ عورت اسے توڑ گئ تھی۔۔۔اور بے طرح توڑ گئ تھی۔۔۔سچ کہا تھا کسی نے ایک عورت ہی ہوتی ہے جو مرد کو بلندیوں اور انچائیوں پر پہنچا دیتی ہے۔۔۔اور ایک عورت ہی ہوتی ہے جو مرد کو پستی کی گہرائیوں میں لا پٹختی ہے۔۔۔وہ بھی اسے اسی پستی میں لا پٹخی تھی۔۔۔۔

احمرررر۔۔۔اسکی اسقدر سخت بات پر وہ اندر تک دہل گئ۔

تم نے ثابت کر دیا ماہیر۔۔۔کے عورت کبھی کسی مرد سے وفا نہیں کر سکتی۔۔۔ جب میری بے لوث محبت عزت قدر اور اتنی قربانیوں کے بعد بھی تم میری نا ہوئی نا۔۔۔تو۔۔۔وفا کا جذبہ تم جیسیوں کے لئے ہے ہی نہیں۔۔۔عورت بے

وفا ہوتی ہے پھر چاہیے اسے اپنا خون بھی نچوڑ کر کیوں نا پیش کر دو۔۔۔درد کی شدت سے اسکے آنسو تک چھلک پڑے تھے۔۔۔

خبر دار۔۔۔خبر دار جو تم نے ایک قدم بھی گھر سے باہر نکالا تو ماہیر۔۔۔ٹانگیں توڑ کرر کھ دوں گا تمہاری۔۔۔بہت دے لی چھوٹ میں نے تمہیں اور بہت ناجائز فائدہ اٹھالیا تم نے۔۔۔اگر میں تمہیں اتنی آزادی دے سکتا ہوں ناتو مجھے پر کاٹنے بھی اچھے سے آتے ہیں۔۔۔

میں ہر گز ہر گز تمہیں اپنی عزت اچھال کر اسکا تماشا بنانے کی اجازت نہیں دوں گا۔۔۔

وہ بول نہیں پھنکار رہا تھا۔۔خوشگفتار اور نرم مزاج احمر کا یہ لب ولہجہ اور مزاج دیکھ وہاں کے درودیوار تک کپکپا اٹھے تھے۔۔۔

پھر سے بول رہا ہوں گھر سے نکلنے کی غلطی مت کرنا ماہیر احمر ورنہ انجام کی ذمہ دار تم خود ہو گئی۔۔۔کمرے سے نکلتا نکلتا بھی وہ واپس پلٹتا انگلی اٹھا کر وارن کرتا تن فن کرتا کمرے سے نکل گیا۔۔۔

جب پیچھے ماہیر اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔اسنے اس شخص کی محض محبت دیکھی تھی لیکن آج اس شخص کی آنکھوں سے چھلکتی نفرت اور حقارت ماہیر کی رگوں کو کاٹ رہی تھی۔۔۔

*****

باہر آو عروب۔۔۔سلطان اسکی طرف کا دروازہ کھولے ہاتھ بڑھائے کھڑا تھا۔۔۔جبکہ عروب کو اپنا دل ڈوبتا محسوس ہوا۔۔۔

وہ اسکا ہاتھ بے طرح جھٹکتی چہرا ہاتھوں میں چھپاتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔۔

آپ میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے سلطان۔۔۔میں بتا رہی ہوں میری دماغ کی شریان پھٹ جائے گی۔۔۔اس سے زیادہ سٹریس آپ مجھے نہیں دے سکتی۔۔۔ہچکیوں سے روتی وہ سر ہاتھوں میں تھام گی۔۔۔

Aroob Stopped... Behave yourself...

ہم یہاں ریگولر چیک آپ کے لئے آئے ہیں۔۔۔تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں۔۔۔

وہ اسے یوں روتا دیکھ اسکی بات سمجھ کر ماتھا مسلتا گویا ہوا۔۔۔۔

مجھے کچھ نہیں ہوا میں بالکل ٹھیک ہوں مجھے کسی چیک آپ کی ضرورت نہیں۔۔۔

آپ گھر چلیں پلیز۔۔۔

اسکی بات سے حوصلہ پاتی وہ آنسو رگڑ کر صاف کرتی جلد بازی میں گویا

ہوئی۔۔۔۔

جو بھی تھا۔۔۔دل اس معاملے میں سلطان پر اعتبار کرنے سے ڈرتا تھا۔۔۔

سلطان نے اس اسے گھور کر دیکھا۔۔۔

تم سے مشورہ نہیں مانگا بتا رہا ہوں تمہیں۔۔۔باہر نکلو۔۔۔عروب کی ہٹ دھرمی

دیکھ اسکے اندر کا بھی انا پرست شخص جاگا۔۔۔

عروب نے شکوہ کناں نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔۔آنکھیں پھر سے بھرانے لگی

تھی۔۔۔

یا خدا۔۔۔لڑکی۔۔۔۔وہ سرہاتوں میں تھامتا روکوع کی صورت جھکا۔۔۔

یوں ٹسوے بہانا بند کرو۔۔۔سیدھا ہوتا وہ تیز لہجے میں گویا ہوا۔۔۔

بول رہا ہوں نا۔۔۔ لیکن جلد ہی احساس ہونے پر لبوں پر زبان پھیرتا لہجہ نرم کر گیا۔۔ کہ تمہارا ریگولر چیک آپ کروا کر میڈیسنز لے کر واپس چلے جائیں گئے۔۔۔ چلو شاباش اب باہر نکلو۔۔۔

عروب کشمکش و پیچ میں مبتلا اسے دیکھتی کپکپاتا ہاتھ اسکے ہاتھ میں دیتی ڈھڑکتے دل کیساتھ آہستگی سے باہر نکل آئی۔۔۔۔

پتہ نہیں وہ اس معاملے میں اس شخص پر اعتبار کر کے درست کر بھی رہی تھی یا نہیں۔۔۔ وہ اپنی ہی سوچوں میں غرق من من بھارتی قدم اٹھاتی اسکے ساتھ گھسیٹتی جا رہی تھی۔۔۔

دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا۔۔۔ وہ اسے لئے لیڈی ڈاکٹر کے کیبن میں آیا تھا۔۔۔ نا جانے ان دونوں کے درمیان کیا باتیں ہوئی تھیں۔۔۔ اپنے ہی سوچوں کے گرداب میں پھنسی وہ سمجھ ہی نا پائی۔۔۔ ہوش میں تو تب آئی جب لیڈی ڈاکٹر اسکی جانب بڑھی۔۔۔

آیئے آپ اس کیبن میں آئیں وہیں آپکا پراپر چیک آپ ہو گا۔۔۔ لیڈی ڈاکٹر کے کہنے پر وہ بدکی۔۔۔

وہ۔۔۔وہاں کیوں۔۔۔یہاں کیوں نہیں۔۔۔وہ ہراساں نگاہوں سے ایک نظر ڈاکٹر اور دوسری نظر احمر کو دیکھتی گویا ہوئی۔۔۔

یہاں کیسے ہو گا کچھ بھی۔۔۔سارا سیٹ آپ تو وہیں ہر ہے نا۔۔۔ڈاکٹر چہرے پر پیشہ وارانہ مسکراہٹ سجائے گویا ہوئی۔۔۔آپ پریشان مت ہوں۔۔۔میرے ساتھ آئیں کچھ نہیں ہو گا۔۔۔

نہیں پلیز۔۔۔آپ یہیں چیک آپ کر لیں۔۔۔وہ ہاتھ مسلتی گویا ہوئی جب سلطان اسکی طرف جھکتا غرایا۔۔

یہاں ڈرامہ لگانے کی ضرورت نہیں۔۔۔چپ چاپ اٹھ کر ڈاکٹر کے ساتھ اندر جاو۔۔۔ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں۔۔۔وہ اسکے کان کے پاس ہلکی آواز میں سخت لہجے میں گویا ہوا تو وہ متوحش نگاہوں سے اسے دیکھ کر رہ گئ۔۔۔

****

واپسی کا سفر کافی خوشگوار تھا۔۔۔سلطان کے سنگ واپس گھر آتے وہ مطمئین تھی۔۔۔سیٹ کی پشت سے سر ٹکائے اسکے چہرے پر سکون واطمیئنان تھا۔۔۔

ڈاکٹر کے ساتھ اندر کیبن میں جاتے اسکا دل ڈر رہا تھا۔۔اور یہ ڈر تب تک قائم رہا جب تک وہ ریگولر چیک آپ کے بعد واپس سلطان کے پاس نا آگی۔۔۔

اسے ابھی تک یقین نہیں آرہا تھا کے وہ شخص اسکے لئے اپنی ضد چھوڑ چکا تھا۔۔۔

ڈاکٹر واپس آکر اسے پر سکرپشن لکھ کر دینے کے ساتھ ساتھ بہت سی ہدایات بھی کر رہی تھی لیکن وہ منتشر دماغ کیساتھ کچھ بھی سمجھنے سے قاصر تھی جبکہ سلطان سب اچھے سے سن رہا تھا۔۔۔واپسی پر ہسپتال سے نکلتے وہ فارمیسی سے اسکی میڈیسن بھی لے چکا تھا۔۔۔

آج ایک ماں کی جیت ہوئی تھی۔۔۔وہ اپنے رب کا شکر ادا کرتی نا تھک رہی تھی جس نے اسکے شوہر کے دل میں اسکے لئے رحم اور اپنی اولاد کے لئے محبت ڈال دی۔۔۔اسکی آنکھوں میں نمی اور ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی۔۔۔

سارا دن وہ جس قدر فریسٹریشن اور ذہنی دباو کا شکار رہی تھی وہ ساری کلفت سلطان کے ایک عمل سے جاتی رہی تھی۔۔۔اسنے سر گھماتے مسکراتی سے اسے دیکھا جو ہر چیز سے بے نیاز سامنے دیکھتا سنجیدگی سے کار ڈرائیو کر رہا تھا۔۔۔

مضبوط ہاتھ سٹرینگ پر ڈھرے تھے۔۔۔اسنے مسکراتے ہوئے سٹرنگ پر دھرا سلطان کا ہاتھ اٹھایا۔۔۔

وہ چونک کر اسکی جانب متوجہ ہوا۔۔۔جو اسکا ہاتھ تھامے لبوں سے لگانے کے بعد اسے عقیدت سے اپنی آنکھوں سے لگا رہی تھی۔۔۔

سلطان جہاں کا تہاں رہ گیا۔۔۔اسقدر دیوانگی۔۔۔۔یا پھر یہ بھی کوئی ٹریپ تھا۔۔۔وہ لب بھینچ گیا۔۔۔۔دل اس معصوم چہرے کی معصومیت پر ایمان لانے کو کہتا مگر دماغ ہر بار ہی طرح طرح کے بیریئر سامنے لگا دیتا۔۔۔

معصوم چہرے سے ماضی کے ایسے ایسے تلخ واقعات جڑے تھے کے وہ اعتبار سے ڈرتا تھا۔۔۔

اعتبار اور مان کے کرچی کرچی ہونے کے ڈر سے خوفزدہ تھا۔۔۔

میرے مان کو ٹوٹنے سے بچانے کے لئے آپکا بہت بہت شکریہ سلطان۔۔۔

ہمارے بے بی کو قبول کرنے کے لئے آپکا شکریہ۔۔۔۔وہ بھرائی آواز میں تشکرانہ گویا ہوئی۔۔۔۔

سلطان نے خشک لبوں پر زبان پھیرتے نگاہیں پھیریں۔۔۔اس لڑکی کو زبردستی دل میں گھسنے کی بیماری تھی۔۔۔وہ اپنے دل کو اسکے لئے بدلتا محسوس کر رہا تھا۔۔۔لیکن یہ قبول کرنا اسکے لئے مشکل تھا وہ ماضی کی غلطی پھر سے دہرا نہیں سکتا تھا۔۔۔

لیکن اس معاملے میں وہ اسکے سامنے ہار گیا تھا۔۔۔اب بھی اگر ایک ماں کی اپنے بچے کے لئے بقا کی جنگ لڑنے کی کاوشوں اور مستقل مزاجی کے سامنے گھٹنے نا ٹیکتا تو اپنی نگاہوں میں ہی گنہگار ٹھہرتا۔۔۔بس وہ دعا گو ہی تھا کے یہ ماں سدا اپنے بچے کے حق میں ایسی ہی رہے۔۔۔

بچے کہاں ہیں سلطان۔۔۔گھر میں داخل ہوتے ہی اسنے سب سے پہلے بچوں کے بارے میں ہی استفسار کیا تھا۔۔۔سلطان اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔۔پتہ نہیں اب یہ دکھاوا تھا یا واقعی وہ بچوں کے ساتھ جذباتی طور پر وابستہ ہو چکی تھی۔۔۔

سو چکے ہیں وہ۔۔۔صبح مل لینا۔۔۔گہری سانس خارج کرتا وہ کچن میں چلا گیا کچھ ہی دیر بعد وہ ہاتھ میں دودھ کا گلاس لئے واپس اسکے پاس آیا۔۔۔

لو پہلے میڈیسن کھالو پھر کمرے میں جا کر آرام کرنا۔۔۔وہ لاؤنج میں صوفے پر بیٹھی اپنا سر سہلا رہی تھی جب اسنے واپس آتے دودھ کا گلاس اسکی جانب بڑھاتے گولیاں نکال کر اسے دی۔۔۔

وہ چپ چاپ خاموشی سے اسے دیکھتی گولیاں نگل گئ۔۔۔اسے اس سنجیدہ شخص کی کیئر کا یہ انداز بھی دل سے قبول تھا۔۔۔۔

*****

آج دو دن بعد احمر کہیں گیا تھا۔۔۔وہ پچھلے دو دنوں میں بہت کم گھر سے نکلا تھا۔۔۔ماہیر کی وہ صورت دیکھنے کا روادار نا تھا۔۔۔انکا رشتہ آخری نہج پر جا پہنچا تھا۔۔۔وہ اسے کھلے الفاظ میں وارن کر چکا تھا کے اسے یہ ایک موقع اسنے اپنے بچوں کی خاطر دیا ہے کیونکہ وہ اچھے سے جانتا تھا کے جب گھر ٹوٹتے ہیں تو نسلیں تباہ ہو جاتی ہیں۔۔۔بروکن فیملز کے بچوں کی زندگی میں رہ جانے والے خلا عمر کے ساتھ ساتھ بڑھتے جاتے ہیں۔۔۔

پچھلے دو دنوں سے ہی ماہیر شدید ذہنی دباو کا شکار تھی۔۔۔طبیعت بہت حد تک بگڑ چکی تھی لیکن اسے ہتھیلی کا چھالہ بنا کر گھومنے والا شخص۔۔۔اسکی زرا برابر

چوٹ پر تڑپ اٹھنے والا شخص اب اسکے وجود سے ہی منکر ہو گیا تھا۔۔۔شاید وہ اسے دکھائی ہی نا دیتی۔۔۔یا شاید وہ اسے دیکھنا ہی نا چاہتا تھا۔۔۔ایک ساتھ ایک گھر میں رہتے ہوئے وہ صرف اسے نظر انداز ہی کر سکتا تھا اور وہ کمال نظر انداز کر رہا تھا۔۔۔جیسے اسکے وجود سے اسے کوئی غرض ہی نا ہو۔۔۔

شاید وقت کے ساتھ ساتھ ماہیر اپنے خلوص سے اس خلیج کو پاٹنے میں کامیاب ہو جاتی۔۔۔مگر فلحال تو یہ ناممکن تھا۔۔۔

احمر کی بے رخی و نظر اندازی ماہیر کا دل چیرتی۔۔۔اسنے ان نگاہوں میں محض اپنے لئے محبت دیکھی تھی۔۔۔ان نگاہوں سے نکلتے آگ کے شعلے اسکا وجود جھلسانے لگتے۔۔۔

اب بھی وہ احمر کے گھر سے جانے کے بعد کچھ سوچتی گھر سے نکلی۔۔۔ہینڈ بیگ چیک کرتے اسنے کچھ ٹٹولا اور گاڑی نکالتی انجانے راستوں پر گامزن ہو گئی۔۔۔ بیگ سے کارڈ نکال کر دیکھا اور گاڑی کو عین مطلوبہ منزل کے سامنے روکا۔۔۔

مجھے اسسٹنٹ کمشنر اریز احمد سے ملنا ہے۔۔۔وہ اسکے آفس کی عمارت میں آتی اہلکار سے مخاطب ہوئی۔۔۔

کیا آپکے پاس اپائنمنٹ لیٹر ہے۔۔۔وہ پیشہ ورانہ انداز میں گویا ہوا۔۔۔

نہیں لیکن آپ ان سے کہیں کے ماہیر احمر آئی ہے۔۔۔ہزاروں کے مجمعے میں اعتماد سے بولنے والی زندگی کے اس مقام پر بے طرح کنفوز ہو رہی تھی۔۔۔

کبھی ہاتھ سے چہرا تھپتھپاتی تو کبھی ماتھا مسلتی۔۔۔

یس میم آپ اندر جا سکتی ہیں۔۔۔دفعتاً اہلکار کے کہنے پر وہ سیدھی ہوئی اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اسکے کیبن کی جانب بڑھی۔۔۔یہ جانتے ہوئے بھی کے نامحرم سے تنہائی کی ملاقاتیں کہاں لا پٹختی ہیں۔۔۔

****

اپنے آفس میں بیٹھا اریز احمد ماہیر احمر کا نام سن کر ساکت رہ گیا تھا۔۔۔اسنے کارڈ فون کے لئے دیا تھا۔۔نہیں جانتا تھا کے وہ آفس میں ہی چلی آئے گی۔۔۔

اور وہ یہاں آئی کیوں تھی۔۔۔اسے باتیں سنانے یا لعن طعن کرنے اریز نے بے طرح اپنا ماتھا مسلا۔۔۔وہ آفس میں کوئی تماشا آفورڈ نہیں کر سکتا تھا۔۔۔لیکن وہ یہاں تک آچکی اس لڑکی کو واپس بھی نہیں بھیج سکتا تھا۔۔۔کرسی کی پشت سے کمر ٹکائے کرسی کی ہتھی پر کہنی ٹکائے ہاتھ کی مٹھی منہ پر رکھے وہ پریشان حال سا بیٹھا

تھا جب وہ جھکی نظروں سمیٹ اندر داخل ہوئی۔۔۔وہ سرعت سے سیدھا ہو بیٹھا۔۔۔۔

اریز نے اسے غور سے دیکھا۔۔۔ سنجیدہ چہرا اور ماتھے پر مدھم ہو چکا جلنے کا نشان۔۔۔وہ ناسمجھی سے اسے دیکھتا رہا۔۔۔

بیٹھیے میم۔۔۔بتائیں میں آپکی کیا مدد کر سکتا ہوں۔۔۔وہ مہذب انداز میں گویا ہوا تو ماہیر اسے تکتی اپنی نشست سمبھال گئی۔۔۔

آپکو نہیں لگتا کے آپ اس سے زیادہ ڈیزرو کرتی ہیں۔۔۔اس سے کچھ بہت زیادہ۔۔۔آسمانوں کی وسعتوں کو چھوتا ہوا کچھ اپنے ٹاکرے کا۔۔۔کچھ میری طرح۔۔۔

اس جملے نے پچھلے نو ماہ سے مجھے اپنی گرفت میں جھکڑ لیا ہے اریز۔۔۔میں چاہ کر بھی اس سے اپنا آپ چھڑا نہیں سکتی۔۔۔۔وہ اسکا خوبرو چہرا دیکھتی کسی ٹرانس کی کیفیت میں گویا ہوئی۔۔۔۔

وہ ٹھٹھکا۔۔۔۔

میں اتنا ذہین دماغ رکھنے کے باوجود بھی تمہیں اپنے دماغ سے نکال نہیں پا رہی یاداشت سے مٹا نہیں پا رہی۔۔۔یہ میری بدقسمتی ہے اریز کے میں زندگی کے ہر معاملے میں بے بس ہوتی جا رہی ہوں۔۔۔سب کچھ میرے ہاتھوں سے ریت کی مانند پھسل رہا ہے اور میں کچھ کر نہیں پا رہی۔۔۔

وہ اپنے ہاتھوں کی جانب دیکھتی سسک اٹھی۔۔۔

میم پلیز۔۔۔یہ مت کریں آپ۔۔۔حوصلہ تو رکھیں۔۔۔وہ بوکھلا کر گویا ہوا۔۔۔

یہ وہ کیا کہہ رہی تھی۔۔۔اس چیز کا تو اسنے گمان بھی نا کیا تھا۔۔۔یہ زندگی اسے کس نہج پر لے آئی تھی۔۔۔بالوں میں ہاتھ چلاتے اسنے لبوں پر زبان پھیری۔۔۔

میرے بچے ہیں اریز۔۔۔میرا گھر داو پر لگ چکا ہے۔۔۔سب کچھ تباہ ہو رہا ہے مگر میرا دل۔۔۔۔وہ فقرا ادھورا چھوڑتی سسک اٹھی۔۔۔

میم بچے خدا کی ایک بہت بڑی نعمت ہوتے ہیں۔۔۔اور آپ خوش قسمت ہیں میم کے اللہ نے آپکو یہ نعمت عطا کی۔۔۔اور میں کبھی نہیں چاہوں گا کے آپکا گھر برباد ہو۔۔۔آپ صدا اپنے گھر میں آباد رہیں۔۔۔۔اور۔۔۔

وہ ابھی بول رہا تھا جب اسکے آفس کے باہر یکدم ہی شور بلند ہوا۔۔۔وہ چونک کر اپنی جگہ سے اٹھا۔۔۔ماہیر بھی اس جانب متوجہ ہوئی۔۔۔یکدم دروازہ ڈھار سے کھلا اور دو اہلکاروں کی گرفت میں جھکڑا احمر غصے سے لال بھبھوکا چہرا لئے پھڑ پھڑاتا ہوا اندر داخل ہوا۔۔۔

اسے دیکھتے ہی ماہیر کا رنگ فق ہو گیا۔۔

تم گھٹیا عورت۔۔۔موقع ملتے ہی نکل آئی اپنے یار سے ملنے۔۔۔وہ جھٹپٹا کر ان اہلکاروں کی گرفت سے نکلتا جارحانہ ماہیر کی طرف بڑھا اور اسے کھینچ کر اپنے سامنے کرتا ایک زوردار تھپڑ اسکی گال پر رسید کیا۔۔۔تھپڑ کی شدت سے اسکا دماغ تک سنسنا اٹھا۔۔لیکن اس تکلیف سے زیادہ سبکی اریز کے سامنے رسوا ہونے کی تھی۔۔۔

دیکھیں آپ۔۔۔اریز اسقدر ناروا سلوک پر بونچکا ہوتا تڑپ کر دو قدم آگے بڑھا۔۔۔

دیکھ لونگا میں تمہیں بھی۔۔۔وہ خونخوار انداز میں انگلی اٹھا کر اسے وارن کرتا ماہیر کو گھسیٹتا ہوا ساتھ لے گیا۔۔۔

اریز وہیں بے دم ہو کر بیٹھ گیا۔۔۔

وہ کسی عام پوسٹ پر نا تھا۔۔۔اور کیریئر کے اس نازک مقام پر اس آفس میں لگنے والا لائیو ڈرامہ۔اسکے کیرئر کے لئے بہت خطرناک ہو سکتا تھا۔۔۔یہاں ہوئی زرا سی بات کی بھنک جنگل میں آگ کی طرح پھیلتی۔۔۔وہ ماتھا مسلتا مسلسل سوچ رہا تھا۔۔۔

******

عروب اپنے سبھی کام حسب معمول سر انجام دینے کی کوشش کرتی۔۔۔گھر کے ساتھ ساتھ بچوں کو ٹائم دینا اور بالخصوص انہیں پڑھانا بھی اسنے خود ہی شروع کر دیا تھا۔۔۔بچے بھی اس سے بہت گھل مل گئے تھے۔۔۔لیکن وہ شدت سے اپنی دن بادن گرتی حالت کو نوٹ کر رہی تھی۔۔۔عجیب مکدر سی حالت تھی۔۔۔کسی کام کو کرنے کو دل نا چاہتا۔۔کرنے بھی لگتی تو تھوڑا سا کام کر کے ہانپ جاتی۔۔۔سارا دن سوتی رہتی۔۔۔اور بھرپور نیند لے کر اٹھنے پر بھی وہ فریش نا ہوتی۔۔۔معمولات زندگی ڈسٹرب ہونے لگے تھے۔۔۔

سلطان وہ شوہر نا تھا جو اسکے ناز نخرے اٹھاتا۔۔وہ جتنی نرمی اسکے لئے دکھا رہا تھا عروب کے لئے وہی غنیمت تھی۔۔۔اسنے سلطان سے بہت سی امیدیں وابسطہ نہیں کرر کھی تھی۔۔۔وہ اپنے حال میں راضی تھی۔۔۔نا اس سے کسی چیز کا شکوہ کرتی نا ہی فرمائش۔۔۔ہاں بہت دل چاہتا تو فرمائش کر بھی ڈالتی اور وہ چپ چاپ بنا دوسری بات کئے وہ کام کر بھی دیتا۔۔۔لیکن اس معاملے میں وہ اس سے بات کرتے ہوئے بھی جھجھک رہی تھی۔۔۔

وہ جتنا صاف گو تھا سیدھے سے کہہ دیتا کے بچے کی آر میں ہو گئے شروع ڈرامے تمہارے۔۔۔وہ نا جانے اسکی باتوں کو کیا رنگ دیتا۔۔۔وہ دل مسوس کر رہ گئی۔۔۔

اکثر ہی امور خانہ ڈسٹرب ہونے لگے۔۔۔کبھی وہ سلطان کے کپڑے پریس کرنا بھول جاتی اور کبھی بچوں کو بے دلی سے پڑھا رہی ہوتی۔۔۔گھر کی صفائی تو وہ روز کرنا بھول ہی گئی تھی۔۔۔جب گھر زیادہ گندا لگتا تو جوش میں آکر اسے نکھارنے لگ جاتی۔۔سلطان جیسے صفائی پسند اور نفاست پسند شخص کی طبیعت پر یہ چیز بھی گراں گزرتی لیکن خیر رہی ابھی تک وہ ان سب معاملات میں خاموش تھا۔۔۔اور

آج تو حد ہی ہو گئ۔۔۔بچوں کا ناشتہ بنا کر وہ کمرے میں ائی تو سلطان کو خود اپنے کپڑے استری کرتے دیکھ اس پر گھڑوں پانی پڑ گیا۔۔۔ مطلوبہ وقت پر کپڑے نا ملنے پر وہ غصہ دکھانے کی بجائے خاموشی سے خود کپڑے استری کرنے لگا تھا۔۔ جہاں یہ بات اسکے لئے قابل اطمینان تھی وہیں اسے پشیمانی بھی ہو رہی تھی۔۔۔ ایک واحد کھانا پکانے کا کام تھا جو وہ ہر صورت ذمہ داری سمجھ کر کرتی۔۔۔ دل چاہتا یا نا چاہتا۔۔۔ طبیعت مانتی یا نا مانتی۔۔۔ لیکن وہ بچوں کے آنے سے پہلے لنچ تیار رکھتی۔۔۔ تینوں وقت کا کھانا اپنے وقت پر بنتا۔۔۔ باقی وہ ہر کام میں ڈنڈی مارنے لگی تھی۔۔۔

اب بھی وہ کوفت زدہ سی صوفے پر بیٹھی تھی۔۔۔ صبح سے طبیعت ٹھیک نا تھی۔۔۔ صبح بچوں کو سکول بھیج کر وہ وہیں لاونج میں صوفے پر بیٹھ گئ پھر آنکھیں نیند سے بوجھل ہونے لگیں تو وہیں نیم دراز ہو کر سو گئ۔۔ ابھی کچھ دیر پہلے ہی آنکھ کھلی تھی اور اب بھی طبیعت فریش نہیں تھی۔۔۔ سر چکرا رہا تھا۔۔۔ بچے واپس آنے میں محض آدھا گھنٹہ ہی باقی تھا جبکہ اسنے کھانا بنانا تو دور ابھی تک ڈائیننگ ٹیبل سے صبح کے برتن تک نا اٹھائے تھے۔۔۔ کچن بھی سارا بکھرا پڑا

تھا۔۔۔وقت کی کمی کا احساس کرتے اور بکھرے گھر کو دیکھ کر اس پر عجیب بیزاری اور کوفت سی سوار ہونے لگی تھی۔۔۔اسکا دل چاہا کاش اسکے پاس کوئی جادو کی چھڑی ہو اور وہ اسے گھما کر ہر کام فکس کر دے۔۔۔

دفعتاً سلطان کو بے وقت گھر آتے دیکھ۔۔۔در حقیقت اسقدر بکھرے گھر میں آتے دیکھ اسے شرمندگی نے آگھیرا۔۔۔سلطان نے ایک تفصیلی نگاہ گھر پر ڈالی اور اسے دیکھتا اس تک ہی آگیا۔۔

طبیعت ٹھیک ہے تمہاری۔۔۔وہ فکرمندی سے گویا ہوا۔۔۔عروب نے نم آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔بچے آنے والے ہیں اور میں نے ابھی تک کھانا نہیں بنایا۔۔۔

کوئی بات نہیں کھانا میں باہر سے لے آوں گا۔۔۔تم بتاو تمہیں کچھ چاہیے۔۔۔ مجھے تم ٹھیک نہیں لگ رہی۔۔۔وہ اسکی بے زار سی صورت دیکھ فکرمند سا گویا ہوا۔۔۔

جی۔۔۔دل بہت گھبرا رہا ہے۔۔۔شیک بنانے کے لئے جانے والی تھی لیکن ہمت ہی نہیں ہو رہی۔۔۔وہ ڈھیلی پڑتی واپس صوفے پر نیم دراز ہو گئی۔۔۔

سلطان اسکی بات سن کر کچن میں آگیا۔۔وہ بھول بیٹھا تھا کے ابھی وہ گھر سے ایک ضروری فائل لینے آیا ہے۔۔۔

عروب حیرت سے اسے فریج سے آم نکال کر مہارت سے کاٹ کر جوسر میں ڈالتا دیکھتی رہی۔۔۔

کیا یہ کھڑوس شخص کچن میں کام بھی کر سکتا ہے۔۔وہ حیرت زدہ تھی۔۔۔کچھ ہی دیر میں وہ ٹرے میں مینگو شیک کا جگ اور گلاس لئے اسکے پاس آیا۔۔اسکے سامنے بیٹھ کر اسے شیک گلاس میں انڈیل کر دیا۔۔۔

عروب اسے تشکرانہ دیکھتی ایک ہی سانس میں گلاس خالی کر گئ۔۔۔ٹھنڈا شیک اندر جاتے ہی ٹھنڈ پڑ گئ تھی۔۔۔گلاس سیدھا کرتے ہی سلطان نے گلاس دوبارہ بھر دیا۔۔۔

بس اور نہیں۔۔تیسری دفعہ اسے گلاس بھرتا دیکھ وہ ٹوک گئ۔۔۔

ٹھیک ہے یہ فریج میں رکھ رہا ہوں۔۔۔دوبارہ دل چاہا تو پی لینا۔۔۔وہ ٹرے اٹھاتا کچن کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

اور ہاں بات کی ہے میں نے ایک دوست سے۔۔۔ کل تک ہیلپر آجائے گی۔۔۔ پھر وہ سمبھال لے گی تو تمہیں آسانی رہے گی۔۔۔۔ سرعت سے ڈائینینگ ٹیبل سے برتن اٹھا کر کچن سنک میں رکھتا وہ گویا ہوا۔۔۔

آج وہ شخص اسے جھٹکے پر جھٹکا دے رہا تھا۔۔۔۔ یعنی کے جو بات وہ لبوں سے بول نا پائی۔۔۔ وہ شخص محسوس کر چکا تھا۔۔۔ نا جانے اس شخص کے کتنے روپ تھے۔۔۔

اب وہ کچن کا پھیلاوا سمیٹ رہا تھا۔۔۔ انکے درمیان کچھ اور ہو نا ہو۔۔۔ مگر خاموش احساس کا ایک رشتہ ضرور بن گیا تھا۔۔۔ وہ لڑکی پہلی دفعہ تخلیق کے مراحل سے گزر رہی تھی۔۔۔ لیکن اسکے پہلے سے دو بچے تھے۔۔۔ اس وقت کی نزاکت اور باریکیوں سے وہ خوب آگاہ تھا۔۔۔

******

اسکی رگوں میں دوڑتے خون میں بھی طیش سے ابال اٹھ رہے تھے۔۔۔ رگیں چیخ رہی تھیں۔۔۔ وہ نہایت طیش سے ریش ڈرائیونگ کرتا گاڑی ہواوں میں اڑاتا گھر

لایا تھا۔۔گھر کے پورچ میں گاڑی روکتا وہ ایک جھٹکے سے باہر نکلا اور ماہیر کو گھسیٹتا ہوا اندر لے کر گیا۔۔۔آج اس لڑکی نے احمر کی برداشت کی حد کر دی تھی۔۔۔اس سے زیادہ نا اس میں برداشت تھی نا ظرف۔۔۔

وہ لڑکی آج اسکی تنبیہہ کے باوجود اس مرد کے سامنے اسکی عزت کو روندتے ہوئے جا پہنچی تھی۔۔۔

وہ اسکی عزت کو بیچ چوراہے میں آگ لگاتی تنہائی میں ایک نامحرم کے ساتھ موجود تھی۔۔وہ غصے سے پاگل ہونے کے در پر تھا۔۔۔

اس دن احمر نے غصے سے پاگل ہوتے اس پر ہاتھ اٹھایا تھا اور پے در پے اٹھایا تھا۔۔۔ حتی کہ بے دم ہوتا وہ وہیں صوفے پر ڈھے گیا۔۔۔ مگر اندر لگے آگ کے شعلے ہنوز بھڑک رہے تھے

ماہیر احمر تم نے مجھے کہیں کا نہیں چھوڑا۔۔۔وہ شدت ضبط سے گویا ہوا۔۔۔

میں نے اپنی مردانہ انا و غیرت کو داب کر تمہیں ایک اور موقع دیا اور تم نے۔۔۔

وہ کرب سے بات ادھوری چھوڑ گیا۔۔۔یہ لڑکی اسے خون کے آنسو رلا رہی تھی۔۔۔

کاش ماہیر۔۔۔کاش تم اپنی ناجائز خواہش کو داب لیتی۔۔۔۔

وہ منہ پہ ہاتھ رکھے دہری ہوتی اپنی سسکیاں داب رہی تھی۔۔۔احمر کی سخت مردانہ ہاتھوں کی تاب نالاتے وہ ادھ موئی ہوتی زمین بوس ہو گئی تھی۔۔۔

میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں احمر میں کبھی آپکی عزت پر حرف نہیں آنے دوں گی۔۔۔آپکی عزت کی چادر کو ہمشہ تھام کر رکھوں گی۔۔۔وہ اذیت سے سسکیاں روکتی آنکھیں موندے زمین پر بیٹھی صوفے پر بالکل اسکے پاس سر رکھ گئی۔۔۔

احمر دکھ سے اسے دیکھتا رہا۔۔۔آنکھوں میں کیا کچھ نا تھا۔۔۔شکوے ٹوٹے مان کی کرچیاں بکھرا اعتماد۔۔۔مگر وہ دیکھنے والی ہوتی تب نا۔۔۔

آپ بس مجھے اریز سے ملنے کی اجازت دے دیں۔۔۔میں کبھی کبھار اس سے ملنا چاہتی ہوں۔۔۔۔

چٹاخ۔۔۔۔ضبط کھوتے اسنے پوری شدت سے تھپڑ اسکی نازک گال پر جڑا تھا۔۔۔۔

جھوٹ بولتی ہو تم۔۔۔بکواس کرتی ہو کے میری عزت نہیں رولو گی۔۔۔اور میرے سامنے ہی تم ایک نامحرم سے ملنے کی اجازت مانگ رہی ہو۔۔۔وہ جلتے انگاروں پر لوٹنے لگا۔۔۔

تم اس قابل ہی نہیں کے تم پر اپنے خالص جذبے تو کیا کے تمہیں ایک موقع بھی دیا جائے۔۔۔تم جانتی ہو کے ایک مرد جب گھر سے نکلتا ہے تو اپنی عزت۔۔مان اور اعتماد عورت کی مٹھی میں دے کر جاتا ہے اور باحیا عورت مرتی مر جاتی ہے مگر مٹھی نہیں کھولتی کے کہیں۔۔۔دقت سے بولتے اسکے آواز بھرانے لگی۔۔۔۔۔ کہیں اسکے شوہر کی عزت پر حرف نا آجائے۔۔۔اور اگر۔۔۔اسنے گہری سانس بھری۔۔۔سانس لینے میں دشواری ہو رہی تھی۔۔۔اگر وہی عورت شوہر کی غیر موجودگی میں وہ مٹھی کھول دے تو بتاو پیچھے بچتا ہی کیا ہے۔۔۔اس مرد سے زیادہ بدبخت مرد کوئی نہیں ہو سکتا۔۔۔اور اس عورت سے زیادہ بدنصیب عورت بھی کوئی نہیں ہو سکتی۔۔۔اسکی آواز میں ٹوٹی کانچ کی کرچیاں تھی۔۔۔اور بدقسمتی سے تم وہ مٹھی کھول چکی ہو ماہیر۔۔۔اور تم میرے لئے اتنی بے اعتبار ہو چکی ہو

کے میں اب تم پر بھروسہ کر کے اپنی عزت اور مان تمہارے حوالے کر کے کہیں نہیں جا سکتا۔۔۔آواز میں نمی کی آمیزش در آئی تھی۔۔۔

جاو ماہیر احمر تم آج سے آزاد ہو۔۔۔وہ سر صوفے کی پشت سے ٹکائے ہارے ہوئے انداز میں گویا ہوا۔۔۔جو کرنا چاہتی ہو کرو۔۔۔آسمان کی جن وسعتوں کو چھونا چاہتی ہو چھولو۔۔۔کوئی تم پر روک ٹوک کرنے والا نہیں۔۔۔جاو جیو اپنی زندگی میری طرف سے تم آزاد ہو۔۔۔

نہیں احمر۔۔۔پلیز۔۔۔ماہیر تڑپ کر اسکے پاس ہوئی اور اسکا ہاتھ تھاما۔۔

دور ہٹو گھٹیا عورت۔۔۔اسنے چیختے ہوئے بے دردی سے ماہیر کا ہاتھ جھٹکا۔۔۔

جیسے وہ اچھوت ہو۔۔۔مجھے چھونے کی کوشش بھی مت کرنا۔۔۔

نہیں احمر پلیز ایسا مت کہیں۔۔۔ماہیر بے دردی سے اپنے آنسو رگڑتی اسکی جانب بڑھی۔۔۔احمر کے رویے سے دل کو کھنچ لگ رہی تھی۔۔۔میں وہی ماہیر ہوں جس سے آپ بہت محبت کرتے ہیں۔۔۔احمر کے کھڑے ہوتے ہی وہ بھی جسم سے اٹھتی ٹھیسوں کو نظر انداز کرتی دقت سے اٹھ کر احمر کی جناب آئی۔۔۔

اور اسی بات کا دکھ پوری زندگی رہے گا۔۔۔وہ اسے جھٹکتا چیخا۔۔

مگر مزید نہیں۔۔۔وہ اسے بازو سے جھکڑے کھینچتا ہوا کمرے سے باہر لا یا

۔۔۔۔جیسے آڑ یا پاڑ کا فیصلہ کر چکا ہو۔۔۔۔اور اسے کمرے سے باہر کرتے بے

دردی سے چھوڑا کے وہ بامشکل سنبھل پائی۔۔

میں سلطان احمر بقائمی ہوش و حواس تمہیں طلاق دیتا ہوں۔۔۔وہ الفاظ نہیں نشتر

تھے جو سید ھاماہیر کے دل کو چیر گئے۔۔۔

نہیں۔۔وہ فق ہوتی رنگت کے ساتھ چیخی۔۔۔بہت کچھ غلط ہو جانے کا احساس

اندر جاگا۔۔۔

طلاق دیتا ہوں۔۔

نہیں احمر پلیز۔۔۔اسنے سب سوچ رکھا تھا مگر حالات اس نہج پر جا پہنچیں گئے یہ

گمان میں بھی نا تھا۔۔۔

طلاق دیتا ہوں۔۔۔

بنا اسکی کسی بھی التجا پر کان دھرے وہ پھولے سانسوں سمیٹ اسکے منہ پر دروازہ

بند کر چکا تھا۔۔۔

جبکہ ماہیر آج ہر مصلحت بالائے طاق رکھے قسمت کی اس ستم ظریفی پر وہیں دھتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔اسکے بین وہاں کے در و دیوار تک لرزا رہے تھے۔۔۔

اسکا گھر اسکا آشیانہ اسکا شوہر۔۔۔سب اسکی ایک لاحاصل اور ناجائز خواہش نگل گئے تھے۔۔۔اسنے ویران ہوتی نگاہوں سے اپنے آشیانے کو دیکھا۔۔۔یہ اسکے خوابوں کا محل تھا۔۔۔اسکا ایک ایک کونا اسنے اپنے ہاتھوں سے سجایا تھا۔۔یہاں اسنے اپنے شوہر اور بچوں کے سنگ زندگی کے بہترین لمحات گزارے تھے۔۔۔ مگر اب۔۔۔اب وہ اپنی ہی جنت سے بے دخل کر دی گئی تھی۔۔احساس زیان کا احساس سب سے بھاری تھا۔۔۔
تکلیف ناقابل برداشت تھی تبھی وہ مزید ذہنی دباو برداشت نا کر پاتے وہیں غش کھا کر گر گئی۔۔۔۔

******

سلطان کے کہے کے مطابق اگلے روز بچوں اور سلطان کے گھر سے جانے کے بعد ہی ایک عورت اور ایک عروب ہی کی ہم عمر لڑکی گھر آئیں تھیں۔۔۔ عروب

ابھی ان سب کے گھر سے نکلنے کے بعد ڈائیننگ ٹیبل پر ہی بیٹھی تھی جب ان دونوں نے آکر اسے سلام کیا۔۔۔

سلام بی بی جی۔۔۔۔وہ چونک کر متوجہ ہوئی۔۔۔

میں حمیدہ ہوں اپکے چوکیدار کی بیوی اور یہ فری ہے میری بیٹی۔۔۔ ہمیں صاحب جی نے بلایا تھا امور خانہ سمبھالنے کی خاطر۔۔۔اس فربہہ مائل ادھیر عمر عورت نے اپنا تعارف پیش کیا تو وہ سمجھ کر سر ہلا گئ۔۔۔ جبکہ وہ لڑکی اسے دیکھنے کے بعد اب اشتیاق سے گھر کو چاروں جانب سے دیکھ رہی تھی۔۔۔ عروب مسکرا دی۔۔۔وہ اس لڑکی کے محسوسات اچھے سے سمجھ رہی تھی۔۔۔وہ گھر تھا ہی امارت کا منہ بولتا ثبوت۔۔۔دیکھنے والوں کو یونہی اپنی دلکشی میں جھکڑ لیتا۔۔۔

عروب ان دونوں سے خوشدلی سے ملی۔۔۔وہ دونوں بھی بہت ملنسار تھیں۔۔

آئیں آپ پہلے ناشتہ کریں پھر میں آپکو سب سمجھا دوں گی۔۔ عروب نے مسکرا کر انہیں کہا۔۔۔

ارے نہیں بی بی جی ہم۔۔۔

آپ پلیز مجھے یہ بی بی جی کہنا بند کریں۔۔۔میں آپکی بیٹی ہی کی طرح ہوں تو مجھے میرے نام سے مخاطب کریں۔۔۔اور پلیز میں ناشتہ کرنے لگی ہوں آپ لوگ مجھے جوائن کریں گے تو مجھے خوشی ہو گئ۔۔۔اس سے پہلے کے وہ عورت سبھاو سے منع کرتی عروب سرعت سے انہیں ٹوک گئ۔۔۔

اس چھوٹی لڑکی کی عادت اور اخلاق سے وہ ماں بیٹی دونوں ہی بہت متاثر ہوئی تھیں۔۔۔مالک ہو کر ملازموں سے اتنا اپنائیت بھرا لہجہ۔۔۔۔حمیدہ خاتوں نم آنکھوں سے کرسی گھسیٹی بیٹھ گئیں جبکہ فری نے بھی انکی تقلید کی۔۔۔

ان دونوں کے آجانے سے جیسے عروب کی زندگی میں موجود ایک خلش بھی جاتی رہی۔۔۔وہ حمیدہ خاتوں کو اپنی ماں سی عزت دیتی۔۔۔ہر ہر بات میں ان سے مشورہ طلب کرتی۔۔۔وہ جہاندیدہ خاتوں تھیں اس لیے وہ عروب کو ہر ہر معاملے کی نزاکت خوب سمجھاتیں۔۔اور فری کیساتھ تو اسکا بہنوں سا دوستانہ بن گیا تھا۔۔ ہر وقت وہ دونوں اکھٹی ہی پائی جاتیں۔۔۔ان کے پاس ان گنت باتوں کا خزانہ تھا جو وہ دونوں ہر وقت کرتیں رہتیں۔۔۔

شوبیز سٹارز سے لے کر رائٹرز تک۔۔۔ فیشن سے لے کر سیاست تک۔۔۔ وہ ہر ہر ٹاپک کو ڈسکس کرتیں۔۔۔ فری نے بھی اس دفعہ گریجویشن کے امتحانات دیئے تھے اور اب نتیجے کے انتظار میں تھی۔۔۔ یہ سن کر عروب کے دل سے ایک ہوک سی نکلی۔۔۔ یہ ایک کسک دل سے جاتی ہی نا تھی۔۔۔ لیکن یہ کیفیت وقتی ہوتی۔۔۔ اپنا یہ زیاں بھولتا تو نا مگر وہ سر جھٹک دیتی۔۔ ایک کمی کو لے کر وہ زندگی کی عطا کردہ سینکڑوں نعمتوں کی ناشکری نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

بچوں کے ساتھ اسکی بانڈنگ بہت مضبوط ہو گئی تھی۔۔۔ چھوٹی چھوٹی بات کے لئے بھی وہ ماں کے پاس بھاگتے۔۔۔ سکول سے آکر چھوٹی چھوٹی بات اسکے پاس بیٹھ کر اس سے شیئر کرتے۔۔۔ اور وہ بھی تسلی سے بیٹھ کر انہیں وقت دیتی۔۔۔ کبھی انکے ساتھ چھوٹے موٹے کھیل کھیلتی۔۔۔ کبھی لڈو تو کبھی جرنل نالج کے سوال جواب کرنے لگتی۔۔۔ کبھی ان کے ساتھ مل کر ڈرائنگ کرتی تو کبھی انہیں چھوٹے موٹے کاموں میں الجھا کر مختلف چیلنجز دیتی۔۔۔ غرض وہ ہر لحاظ سے بچوں کو مثبت کاموں میں مصروف رکھتی۔۔۔ بچے بھی اسکے ساتھ کو انجوائے کرتے۔۔۔ اس سے اپنی چھوٹی بڑی خواہشات شیئر کرتے۔۔۔۔

ہر مہینے وہ بچوں کے سبھی دوستوں کو بلا کر انکا گیٹ ٹو گیڈر کرواتی۔۔۔اور بچوں کی پسند کی سبھی ڈشز بنواتی۔۔۔

سلطان بھی اسے گھر اور بچوں میں مگن دیکھ کر خوش تھا۔۔۔دونوں کے رشتے میں کافی حد تک اعتماد بحال ہو گیا تھا۔۔۔دن بادن سلطان اسکی مزید کیئر کرنے لگا تھا۔۔اسکی ہر ضرورت کا خود خیال رکھتا اور خاموشی سب سب بن کہے ہی کر دیتا۔۔۔لیکن اس سے زیادہ جیسے دونوں کے درمیان ایک خلیج تھی جسے نا سلطان پاٹتا نا اسے پاٹنے کی اجازت دیتا۔۔۔

وہ بہت زیادہ وقت عروب کیساتھ نہیں گزارتا تھا۔۔۔رات کو گھر لوٹتا ڈنر پوری فیملی اکھٹا ہی کرتی۔۔۔پھر وہ لاونج میں ہی بچوں اور عروب کے ساتھ کچھ دیر بیٹھ کر ٹی وی دیکھتا۔۔۔ان سے چھوٹی موٹی باتیں کرتا اور بس۔۔۔اسکے بعد اپنے کام میں مصروف ہو جاتا اور صبح اپنے وقت پر کام پر نکل جاتا۔۔۔

عروب کے ساتھ گزارنے کو اسکے پاس بہت زیادہ وقت نا تھا۔۔۔نا وہ اس سے اپنی فرمائشیں کرتی نا وہ پہروں بیٹھ کر اس سے باتیں کرتا۔۔۔

اسکے پاس اپنے رشتے کو کامیاب بنانے کے لئے عروب کے لئے محض محدود وقت تھااور عروب نے جس تیزی سے شعور کی منازل طے کی تھیں اسنے سلطان سے بہت سی امیدیں وابسطہ کی بھی نہیں تھیں۔۔۔اس کی ہر امید اسکے رب سے تھی۔۔جو کرم کر کے جتلاتا نہیں تھا۔۔۔جو بے حدو حساب نوازتا تھا۔۔۔جو دل کے حال اچھے سے جانتا ہے۔۔۔وہ رب جب سلطان کے دل میں عروب کے لئے اتنی گنجائش نکال سکتا تھا تو وہ سلطان کا دل پوری طرح اسکے لئے صاف بھی کر سکتا تھا۔۔۔اور وہ پر یقین بھی تھی کے ایسا دن بھی آئے گا۔۔۔اور بہت جلد آئے گا۔۔۔

وہ اپنے گھر اور بچوں میں مگن تھی۔۔۔گھر میں دل لگانے کے اسکے پاس ایک سو ایک طریقے تھے۔۔۔بچوں کے ساتھ وقت گزارتی۔۔گھر کا کونا کونا نئے سرے سے سنوارتی۔۔۔اور اب تو اسنے فری کیساتھ مل کر گارڈ نیننگ بھی شروع کر دی تھی۔۔۔اسے اس گھر میں دنیا جہاں کا ہر سکھ تھا وہ چند ایک ادھوری خواہشات کے لئے ناشکری کرنے کی متحمل نا تھی۔۔۔۔

زندگی پرسکون تھی ہر جانب سکون تھا۔۔۔وہ لاپرواہ سی لڑکی اپنے آپ میں مگن تھی۔۔۔ مگر کب تب۔۔۔ایک تیز ہوا کا جھونکا اس پر آگاہی کے بہت سے در وا کر گیا تھا وہ بہت کچھ سوچنے پر مجبور ہو گئی تھی۔۔۔

******

دوبارہ ماہیر کی آنکھ کھلی تو اسنے خود کو ماں کے گھر پایا۔۔۔اس ایک مہینے میں اسنے سوئی جاگتی کیفیت میں کئی مناظر دیکھے تھے۔۔۔ ہسپتال کی چھت۔۔۔ڈاکٹروں اور نرسوں کا آنا جانا۔۔۔ماں کے جھکے کندھے۔۔۔روتی شکوہ کناں آنکھیں اور ماں کے کوسنے۔۔۔۔اسکا بری طرح نروس بریک ڈاون ہوا تھا۔۔۔

وہ یکدم ہی جنت سے نکال کر زمین پر پٹخ دی گئی تھی۔۔۔

اب بھی اسنے نیم وا آنکھیں کھولیں تو دونوں میں ضعیف ہوئی ماں سے نگاہ ٹکرائی جو اسکے پاس ہی بیٹھیں اسکے ماتھے پر گیلے کپڑے کی پٹیاں رکھ رہی تھیں۔۔بیٹی کا غم انہیں لے ڈوبا تھا۔۔وہ خود بہت بیمار تھی مگر اسے بھی اسکے حال پر نہیں چھوڑ سکتی تھیں۔۔۔

اسے آنکھیں کھولتا دیکھ ماں کی آنکھیں سرعت سے گیلی ہوئیں۔۔۔

کیوں تم لاحاصل خواہشات کی تکمیل میں اندھی ہو گئی ماہیر۔۔۔

سونے سا شوہر۔۔۔ہیرے جیسے بچے تمہارا آشیانہ تمہاری جنت۔۔۔ تمہیں کچھ بھی نا دکھا ماہیر۔۔۔ تم اتنی اندھی ہو گئی۔۔۔مانا کے آدم اور ہوا کے درمیان شیطان ازل سے حائل ہے۔۔۔ لیکن عقل و فہم اور شعور بھی تو کسی چیز کا نام ہے۔۔۔ شیطان تم پر اسقدر حاوی ہو گیا ماہیر کے تم نفس کے ہاتوں کٹھ پتھلی بن گئی۔۔۔ماں کے لہجے میں برسوں کی تھکن تھی۔۔۔خاموش آنسو ماہیر کی آنکھوں سے بہنے لگے۔۔۔

مجھے احمر سے کوئی شکوہ نہیں۔۔۔ وہ مرد تھا۔۔۔اور غیرت پر تازیانہ کوئی مرد برداشت نہیں کرتا۔۔۔اسکا ردعمل بلاشبہ یہ ہی ہونا تھا۔۔۔ شکوہ تو تم سے ہے ماہیر۔۔۔ تم ماں کی تربیت کی لاج نا رکھ پائی۔۔۔وہ لرزتے ہاتھوں سے پلو تھامتیں تیزی سے بھیگتی آنکھیں صاف کرنے لگیں۔۔۔

ماہیر لب بھینچ کر رہ گئی۔۔۔

تم جانتی ہو ماہیر خواہش اور ایمان کے بیچ ایک باریک سی لکیر ہوتی ہے۔۔۔

خواہش ترک کر کے ایمان کو تھامنا ہی صبر ہے۔۔۔وہ صبر جسکی رسی کو تھامنے

والے بنا کسی حساب کتاب کے اللہ کی جنت میں داخل ہو گا۔۔۔۔۔ تم صبر کیوں نا کر سکی۔۔۔ تمہارے بچوں کی معصوم صورتیں بھی تمہیں تمہاری خواہش ترک کرنے پر مجبور نا کر سکیں۔۔۔

ماں کا ملال کم ہونے کا نام ہی نا لیتا۔۔ اس عمر میں بیٹی کا روگ انہیں خون کے آنسو رلا رہا تھا۔۔۔ اور بیٹی بھی کون جو اچھی خاصی سمجھدار اور باشعور تھی۔۔۔ جسکے پاس کئی سٹوڈینٹس رہنمائی لینے آتے۔۔۔ جو ایک رول ماڈل تھی۔۔۔ جس سے لوگ انسپریشن لیتے۔۔۔

کیا فائدہ اتنے علم کا۔۔۔ اتنی ڈگریوں کا۔۔۔ اتنی کامیابی کا۔۔ اتنی عقل و فہم اور شعور کا ماہیر۔۔۔ جب آپکے پاس عمل ہی نا ہو۔۔ خالی خولی باتیں کر لینا تو ہر کسی کے بس کا روگ ہے۔۔۔ علم کیساتھ عمل کرنے والے ہی اہل بیت ہیں۔۔۔ تو علم حاصل کر کے بھی عمل نا کر پائی۔۔۔ ماں چھکوں پھکوں رونے لگی تھی۔۔۔ جبکہ ماہیر کو ایک مرتبہ پھر سے آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھاتا محسوس ہونے لگا۔۔۔ دماغ کی رگیں چٹخنے لگی تھیں یوں جیسے ابھی کوئی رگ پھٹ جائے گی۔۔۔ اسکے

لئے تو پہلا صدمہ ہی کاری تھا کجا کہ ماں کی کچوکے لگاتیں باتیں وہ ایک مرتبہ پھر سے ہوش و ہواس کھو بیٹھی۔۔۔۔

*****

اگلے ہی دن احمر سلطان نے وہاں سے اپنا کام سمیٹنا شروع کر دیا اور بمشکل ایک سے ڈیڑھ ہفتے کے درمیان ہی کراچی چھوڑ کر لاہور شفٹ ہو گیا۔۔۔اسے وہ فضا بھی منظور نا تھی جہاں وہ بے وفا سانس لے رہی تھی۔۔۔۔

اپنا سارا بزنس اسنے لاہور شفٹ کر لیا۔۔۔۔جب جب وہ اسے یاد آتی اسکے جسم میں چنگاریاں سی جلنے لگتی۔۔۔وہ لڑکی اس کی معمولی شکل و صورت اور معمولی تعلیم کی وجہ سے اسے چھوڑ کر گئی تھی۔۔۔پوری زندگی اسنے اس لڑکی کی خواہشات پوری کرنے اسے اچھا لائف سٹائل دینے اور اسے کسی مقام پر پہچانے کے جنون میں کولہو کا بیل بن کر گزار دی۔۔۔خود کو رول ڈالا اسکے پیچھے اور وہ لڑکی اتنی خود غرض نکلی کے آسمان کی وسعتوں کو چھونے کے بعد اسنے ان وستعوں میں مزید اونچا اڑنے کے لالچ میں اسکے ہاتھ سے اپنی ڈور کا آخری سرا

بھی کھینچ ڈالنا چاہا۔۔۔یہ جانے بنا کے کٹی ڈور مزید اونچا اڑتی ہے یا بے طرح زمین بوس ہوتی ہے۔۔۔اور کس انداز میں کے اسکے سو سو داوے دار اٹھ نکلتے ہیں۔۔۔۔

وہ جب جب اسے سوچتا اسے اپنی بے بسی پر بھی طیش آنے لگتا۔۔۔

ہر چیز بعد میں سب سے پہلے وہ اب اپنی ذات کے متعلق سوچنے لگا تھا۔۔۔اسے اپنی ذات کی ان کمیوں کو دور کرنا تھا جسکی بنا پر کوئی شخص اس پر حقارت کی نگاہ ڈالتا یا طنز کرنے کے بارے میں سوچتا بھی۔۔۔

ظاہری شکل وصورت پر اختیار نہیں مگر اسنے خود کو پہچانتے خود پر اسقدر کام کیا تھا کے ایک روبدار شخصیت کے طور پر ابھرا تھا۔۔۔اسکا پہننا اوڑھنا اٹھنا بیٹھنا اور بالخصوص بات کرنے کا سنجیدہ روبدار اور پر وقار انداز ایسا ہوتا کے سامنے والا بولتے ہوئے بھی کئی بار سوچتا۔۔۔

نمبر دو۔۔۔اسکا علم اگر محدود تھا تو اسنے کتابوں سے دوستی لگالی تھی۔۔۔جو کام ماہیر کی موجودگی نا کروا پائی وہ اسکی بے وفائی کر گئی تھی۔۔۔اس بے وفا کے جانے کے بعد اور کام تھا ہی کیا۔۔۔وہ فارغ وقت میں کتابیں پڑھتا۔۔۔سیلف ڈویلپمنٹ

کی کتابوں سے شروع ہونے والے اس سفر نے ان دو سالوں میں بے تحاشہ وسعت سمیٹی تھی وہ کئی مضمونوں پر کی کتابیں پڑھ چکا تھا۔۔۔جن دو خامیوں کی وجہ سے ماہیر اسے چھوڑ کر گئی تھی اسنے ان دونوں خامیوں کو خود سے کھرچ کر پھینک ڈالا تھا۔۔۔علم بڑھا تو کاروبار خود بخود آسمان کی وسعتوں کو چھونے لگا۔۔۔ غرض ماہیر ایک ایسا بیریئر تھی جسکے ہوتے نا وہ اپنی ذات کے بارے میں سوچتا تھا نا ہی مزید کی جستجو کرتا۔۔۔ہر سو صرف وہ ہی وہ تھی۔۔۔احمر کی صبح اس سے شروع ہو کر اسی پر ختم ہو جاتی۔۔۔ماہیر کی خوشیاں۔۔اسکا کیریئر۔۔۔اسکی کامیابی۔۔۔احمر سلطان تو کہیں تھا ہی نہیں۔۔۔اب وہ زندگی سے کیا نکلی دھند چھٹنے سے ہر منظر خود بخود واضح ہونے لگا۔۔۔اور واضح ہوئے راستوں پر چلنا بھی اسکی بے وفائی نے آسان بنا ڈالا۔۔۔

ایک دوسرا کام جس نے اسے ناکوں چنے چبوا کر خون کے آنسو رلایا تھا۔۔۔وہ تھے احمر سلطان کے بچے۔۔۔اسکے لخت جگر۔۔۔۔

اسے ایک لمبا عرصہ لگا ان بچوں کو نارمل کرنے میں۔۔۔وہ سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے ماں کو تلاشتے۔۔۔ہادی تو پھر چھے سال کا تھا۔۔۔جبکہ فبیحہ تو محض تین

سال کی تھی۔۔۔وہ کئی کئی گھنٹے انکے ساتھ صرف کر کے انہیں بہلا پھسلا کر سلاتا وہ آدھی رات کو چیخیں مار کر اٹھتی ماں کو تلاش کرتی۔۔۔رات میں وہ باپ کو بھی قبول نا کرتی۔۔۔اسے ماں ہی چاہیے ہوتی۔۔۔ماں نا ملنے پر اسے تپ تپا کر بخار چڑھ جاتا۔۔وہ غنودگی میں ٹرپتی ماں کو پکارتی۔۔ہادی بھی ماں کو ڈھونڈتا کملایا کملایا سا گھومتا۔۔۔وہ بہت چپ چپ رہنے لگا۔۔۔ہر وقت بوکھلایا گھبرایا سا۔۔ بچوں کی حالت دیکھ دیکھ سلطان کی ماہیر سے نفرت ہر گزرتے دن کیساتھ ساتھ بڑھتی جاتی۔۔۔

اسے عورت ذات سے ہی نفرت ہونے لگتی۔۔۔اسکا بھائی اور بھابھی کئی مرتبہ اسے کراچی سے ملنے آئے اور بھابھی نے تو مخلص مشورہ بھی دیا کے دوسری شادی کر لو بچوں کو بھی ماں مل جائے گی۔۔۔وہ محض طنزیہ ہسی ہس کر رہ جاتا۔۔۔کے جب ان بچوں کی سگی ماں انکی نا ہو سکی تو سوتیلی ماں کہاں سے ماں بننے لگی۔۔۔یہ صنف ہے ہی نہیں اعتبار کے قابل۔۔۔یہ سلطان کی بھرپور توجہ اور بچوں کیساتھ بھرپور وقت گزاری کا نتیجہ ہی تھا کے ایک لمبے عرصے کے بعد ہی سہی مگر وہ

انکے دماغ سے انکی بے وفاماں کا عکس پوری طرح مٹا پانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔۔۔

******

عروب لاونج میں بیٹھی ایل ای ڈی پر مارنینگ شو دیکھ رہی تھی۔۔۔صاف ستھرا سمٹا سمٹا یا گھر نگاہوں کو بھلا لگ رہا تھا۔۔۔فرش کی ٹائلز تک چمچار ہی تھیں۔۔۔۔حمیدہ کچن میں موجود تھی جبکہ فری ابھی ابھی گھر کو ویکیوم کر کے ڈسٹنگ کے بعد منہ ہاتھ دھو کر اسکے پاس ہی لاونج میں آتی نیچے کارپٹ پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئی۔۔۔

اف۔۔۔گرمی اتنی ہو گئی ہے کے لگتا ہے جان ہی نکال دے گی۔۔۔وہ صوفے سے ٹیک لگاتی اسکی سیٹ پر پیچھے کو سر گرا گئی۔۔۔یہاں سامنے سے سپلٹ کی سیدھی ٹھنڈی ہوا پڑتی تھی۔۔۔اسے دیکھ عروب مسکرا دی۔۔۔وہ سرخ گولڈن اور سبز امتزاج کے لان کے پرنٹڈ سوٹ میں ملبوس ڈھیلے سے انداز میں بیٹھی تھی۔۔۔دوپٹہ پھیلا کر لے رکھا تھا۔۔۔گو کے یہ ابھی اسکے ابتدائی ماہ چل رہے تھے لیکن وہ پھر بھی اپنے سراپے میں رونما ہوتی تبدیلیوں کو اچھے سے چھپا کر

رکھتی۔۔۔ بالوں کی سادہ سی چٹیا بنا رکھی تھی۔۔۔ دھلا دھلایا چہرا ہر قسم کی آرائش سے پاک تھا۔۔۔

فالسے کا شربت بنالاو فری۔۔۔ خود بھی پیو اور مجھے بھی پلاو۔۔۔ گرمی تو واقعی بہت ہو گئی ہے۔۔۔ اسنے بے دریغ فری کی تائید کی۔۔۔ گرمی کے موسم میں طبیعت مزید بوجھل ہو جاتی۔۔۔

ہاں یہ بالکل ٹھیک کہا آپ نے۔۔۔ ابھی بنا کر لاتی ہوں۔۔۔ وہ چٹکی بجاتی سرعت سے اٹھ کھڑی ہوئی جیسے اسے عروب کی بات بہت پسند آئی ہو۔۔۔

اچھا سنو۔۔۔ میٹھا کم ڈالنا زرا۔۔۔ وہ پیچھے سے ہانک لگا کر بولی۔۔۔

جی۔۔۔ جی پتہ ہے مجھے آپ کم میٹھا پیتی ہیں۔۔۔ وہ اوپن کچن میں کھڑی فریج سے فالسہ نکالتی مسکرا کر گویا ہوئی۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ فالسے کا جگ اور دو گلاس ٹرے میں رکھے کچن سے نکلی اپنے گلاس میں وہ مزید میٹھا ڈال لائی تھی۔۔۔ وہ عروب کی طرح پھیکا شربت نہیں پی سکتی تھی۔۔۔

حمیدہ خالہ بچوں کے لئے دوپہر میں سپیگٹی بنانی ہے صبح کہہ کر گئے تھے۔۔۔فری نے ٹرے لا کر اسکے سامنے میز پر رکھی تو وہ جگ سے شربت گلاس میں انڈیلتی خالہ سے مخاطب ہوئی۔۔۔

ٹھیک ہے بیٹا۔۔۔کچن سمیٹ کر تیاری شروع کرتی ہوں۔۔۔

اپنا گلاس تھامے فری کارپٹ پر اپنی مخصوص جگہ پر بیٹھتی شربت پینے لگی۔۔۔یہ اسکی فیورٹ جگہ تھی۔۔۔بقول اسکے وہ صوفے کی نسبت یہاں زیادہ کمفرٹیبل ہو کر بیٹھتی تھی۔۔۔۔

دفعتاً اسکے موبائل کی ٹیون بجی تو فری شربت پیتی اچھل کر سیدھی ہوئی۔۔۔

سرعت سے ٹیبل پر پڑا موبائل تھاما اور نمبر دیکھتے ہی اسکے چہرے پر اتنے خوبصورت رنگوں نے بسیرا کیا کے عروب دیکھ کر رہ گئ۔۔۔

وہ شربت کا گلاس وہیں ٹیبل پر رکھتی فون اٹھا کر کان سے لگا گئ۔۔۔اسکے چہرے پر پھیلے حیا کے رنگ دیکھ کر ہی عروب سمجھ گئ کے فون اسکے شوہر کا ہے۔۔۔۔

تین ماہ پہلے ہی اسکا اسکے پھوپھو زاد کزن سے نکاح ہوا تھا۔۔۔

وہ اکثر و بیشتر فری کو اپنے شوہر سے بات کرتا دیکھ چکی تھی۔۔۔ان کے پاس کرنے کو باتوں کا ایک خزانہ موجود تھا جو ختم ہوتا ہی نا۔۔۔کئی بار تو عروب بھی چڑ کر اسے کہہ دیتی کے تم لوگوں کی ایسی کونسی باتیں ہیں فری جو ختم ہوتی ہی نہیں۔۔۔وہ آگے سے مسکرا کر سر جھکا دیتی۔۔۔پہلے پہل وہ فون لئے ایک کونے میں گھس جاتی لیکن اب کچھ عرصے سے وہ عروب کے پاس بیٹھی ہی دھیمی آواز میں باتیں کرنے لگتی۔۔۔فیوچر پلاننگ۔۔۔گھر کی سیٹنگ۔۔۔ہنی مون کے لئے جگہیں۔۔۔انکے پاس کرنے کو ان گنت باتیں ہوتیں۔۔۔اور ہر دو منٹ بعد فری کے چہرے پر پھیلتی سرخی۔۔۔اور شرم و حیا سے دہری ہوتی پلکوں کا لرزنا جھکنا۔۔۔یہ سب عروب کے لئے نیا تھا۔۔۔یہ وہ چیزیں تھیں جو اسنے اپنی ازواجی زندگی کے بعد بھی نہیں دیکھی تھیں۔۔۔

پہلے تو نہیں لیکن اب فری کو دیکھتے دل خود بخود موازنوں پر اتر آتا۔۔۔

اسکی زندگی میں ان قیمتی لمحات کی کمی تھی۔۔۔جسکا احساس لاشعوری طور پر ہی سہی مگر فری نے اسے شدت سے کروایا تھا۔۔۔

ہر لڑکی کی طرح اسکے دل میں بھی ڈھیروں ڈھیر ا منگیں جنم لینے لگی تھیں۔۔۔ جن سے وہ اب تک صرف نظر تھی۔۔۔

یہ میں کیا کر رہی ہوں۔۔ کیوں میں اپنا موازنہ کر رہی ہوں۔۔۔ سوچوں کے گرداب میں پھنسے وہ چونک اٹھتی۔۔۔ کیا میں اپنی زندگی میں خوش نہیں۔۔۔ اندر سے کوئی پوچھتا۔۔۔

ہوں۔۔۔ میں بہت خوش ہوں۔۔۔ مجھے کسی چیز کی کمی نہیں۔۔۔ میرے بچے ہیں۔۔۔ گھر ہے۔۔۔ اور شوہر ہے۔۔۔ لیکن یہاں آ کر دل زرا بیٹھ جاتا۔۔۔ اب بھی میں خوش نہیں تو ناشکری کہلاوں گی۔۔۔ مانا کے شوہر چاہنے والا نہیں مگر وہ قدردان ہے۔۔۔ اسے میری پرواہ ہے۔۔۔ بھلے ہی انکی پرواہ کے طریقے الگ ہوں پر۔۔۔ اندر سے مشرقی بیوی تن کر اسکے سامنے کھڑی ہو جاتی۔۔

وہ اپنی ہی سوچوں کے گرداب میں الجھ الجھ جاتی۔۔۔ باقی سب تو ٹھیک ہے مگر سلطان میرے ساتھ وقت نہیں گزارتے۔۔۔ میری زیست کی کتاب میں کوئی ورق بھی ایسا نہیں جس میں میرے اور سلطان کے قیمتی لمحات رقم ہوں اور جسے

میں اپنے اور سلطان کے کوالٹی ٹائم کے نام سے یاد رکھ سکوں۔۔۔اسے کبھی یہ چیزیں اتنی محسوس نا ہوتیں جو وہ فری کا طرز زندگی نا دیکھتی۔۔

وہ کئی دنوں سے بالخصوص سلطان کی ایک ایک چیز نوٹ کرنے لگی تھی۔۔۔اسکی روٹین تو وہی تھی لیکن اب شاید وہ زیادہ محسوس کرنے لگی تھی۔۔۔حسب معمول وہ گھر آنے کے بعد فریش ہو کر ڈنر کرنے نیچے آیا تو عروب ٹیبل سیٹ کر چکی تھی۔۔۔اس وقت حمیدہ خالہ اور فری جا چکی ہوتیں۔۔۔اس لئے اس وقت کے چھوٹے موٹے کام وہ خود ہی نبٹا لیتی۔۔۔

سلطان ڈنر کرنے کے بعد وہیں لاؤنج میں بیٹھ کر بچوں کے ساتھ ایک کامیڈی شو دیکھنے لگا۔۔۔فبیحہ باپ کی بازو سے چپکی بیٹھی تھی جبکہ ہادی نیچے کارپٹ پر اپنی کتابیں بکھرائے اپنا ٹیسٹ تیار کر رہا تھا۔۔۔بیچ بیچ میں وہ عروب سے بھی مدد لے لیتا۔۔۔سلطان بچوں سے چھوٹی موٹی باتیں کرتا اس سے بھی دن کا حال احوال پوچھ رہا تھا۔۔۔پہلے وہ اتنے میں ہی خوش تھی لیکن اب اسے وہ سب بہت فارمل لگنے لگا تھا۔۔۔جیسے وہ بس اپنی ذمہ داری نبھا رہا تھا۔۔۔کچھ دیر بعد فبیحہ کو نیند آنے لگی اور ہادی بھی اپنا کام مکمل کر چکا تو سلطان بھی ایل ای ڈی آف کرتا اٹھ

کھڑا ہوا۔۔اور حسب معمول اپنی سٹڈی میں چلا گیا۔۔عروب فبیحہ کو سلاتے ہوئے بھی خاصی الجھی ہوئی تھی۔۔۔بلاآخر فبیحہ کو سلا کر اپنے کمرے میں آنے تک وہ ایک فیصلہ کر چکی تھی۔۔۔اگر سلطان نے اپنے گرد ایک خول چڑھا رکھا تھا اور وہ اس خول سے نکلنے کو تیار نا تھا تو اسے خود سے آگے بڑھتے اس خول کو چٹخا کر توڑنا تھا۔۔۔یہ ناممکن نا تھا۔۔۔وہ بیوی تھی اور اس پر ہر طرح کا حق رکھتی تھی۔۔۔البتہ یہ مشکل ضرور تھا۔۔۔لیکن اسے اپنی خوشگوار ازواجی زندگی کے لئے ہمت تو پکڑنی ہی تھی۔۔۔

****

دوبارہ ماہیر کی آنکھ کھلی تو اسنے خود کو ہاسٹل کے کمرے میں پایا۔۔۔آنکھ کھلتے ہی پے درپے آنسو لڑیوں کی مانند آنکھوں سے پھسلتے کنپٹیوں میں جذب ہونے لگے۔۔۔۔کیا بچا تھا اسکے پاس۔۔۔سب کچھ ہی تو ہاتھ سے سوکھی ریت کی مانند پھسل گیا تھا۔۔۔اسکا اس دنیا میں آخری سہارا۔۔۔اسکی ماں۔۔۔ماں کی یاد آتے ہی ایک سسکی اسکے لبوں سے برآمد ہوئی۔۔۔ماں کا بے جان کفن میں لپٹا چہرا نگاہوں کے سامنے آیا تو گویا دل چھلنی چھلنی ہو گیا۔۔۔

لوگ کہتے تھے اسکی بیٹی نے ماں کو قبر کی مٹی سے ملا دیا اور اسکا دل پھٹ جاتا۔۔۔۔ایک خواہش کرتے ہوئے اسکے اتنے بھیانک نتائج کا تو سوچا ہی نا تھا۔۔۔

ماں چلی گئی۔۔۔اور ماں کے جانے کیساتھ ہی ماں کی ممتا کا ٹھنڈا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا۔۔۔ گویا وہ تپتے ریگستان میں برہنہ پاوں کسی لٹے پٹے مسافر کی طرح تنہا رہ گئی۔۔۔

ماں کے جاتے ہی مالک مکان نے ان کو دی گئی عنایت بھی چھین لی۔۔۔آخری سہارا سر پر موجود چھت بھی جاتی رہی تو وہ صحیح معنوں میں چکرا گئی۔۔۔

اس وقت جب اپنے بھی منہ موڑ گئے تب ایک مرتبہ پھر سے مصباح نے دوستی کا حق ادا کیا۔۔۔اب بھی اگر اتنے نا گزیر حالات کے بعد بھی وہ ہوش کی دنیا میں قدم رکھ چکی تھی تو یہ اسی کی مرہوں منت تھی۔۔۔اب آخری ٹھکانہ ہاسٹل کی یہ چھت ہی بچتی تھی۔۔۔دفعتاً مصباح کو اندر داخل ہوتے دیکھ وہ سرعت سے اپنے آنسو پونچھ گئی۔۔۔ارے شکر ہے تمہیں ہوش آگیا۔۔۔وہ دور سے ہی اسے ہوش میں آتا دیکھ مسکراتی ہوئی اسکی جانب بڑھی جبکہ وہ کرب سے آنکھیں میچ گئی۔۔۔

*****

اجازت ملنے پر مصباح اس پر تعیش آفس کا دروازہ دھکیلتی اندر داخل ہوئی۔۔۔ سامنے کرسی پر براجمان شخص کو دیکھ کر ایک پل کو تو وہ بھی ٹھٹھکی۔۔۔وہ شخص تھا ہی اتنا مکمل کے کسی کو بھی اپنے سحر میں جکڑ لیتا۔۔۔آ گر ماہیر اظہر جیسی سوجھ بوجھ رکھنے والی لڑکی اس پر دل ہاری تھی تو اس میں واقعی ایسا کچھ تھا کے اس پر دل ہارا جاتا۔۔۔

ایکسکیوزمی۔۔۔۔۔اریز اس اجنبی لڑکی کو یوں یک ٹک خود کو تکتا پا گویا ہوا۔۔۔

وہ ہڑبڑا کر ہوش میں آتی سلام کر کے کرسی کھینچ کر اسکے مقابل بیٹھی۔۔۔

میرا نام مصباح ہے اور میں ماہیر کی دوست ہوں۔۔۔اسکے سنجیدگی سے تعارف کروانے پر اریز چونکا۔۔۔

جی بتایئے میں آپکی کیا مدد کر سکتا ہوں۔۔۔وہ سمبھل کر گویا ہوا۔۔۔

آپکی وجہ سے میری دوست ماہیر کا گھر اجڑ گیا۔۔اسکے شوہر نے اسے طلاق دے دی۔۔۔

مصباح کے غصے سے گویا ہونے پر وہ جہاں کا تہاں رہ گیا۔۔۔

کیاااا۔۔۔طلاق۔۔۔الفاظ جیسے کہیں کھونے لگے تھے۔۔۔۔۔۔وہ حقیقتاً

پریشان ہوا تھا۔۔۔۔۔۔

جی۔۔۔اور یہ سب صرف آپکی وجہ۔۔۔

ایک۔۔۔ایک منٹ۔۔۔پلیز۔۔۔اس سے پہلے کے وہ مزید کچھ بولتی اریز بے

ساختہ اسے ٹوک گیا۔۔۔

میری وجہ سے کیسے۔۔۔میں نے کیا کیا ہے۔۔۔دیکھیں آپ مجھے بلیم نہیں دے

سکتیں۔۔۔میری ایسی کوئی کمٹمنٹ ماہیر کے ساتھ نہیں تھی اور۔۔۔

وہ لبوں پر زبان پھیرتے پریشانی سے کلیئر کر رہا تھا۔۔۔جب مصباح طیش سے

میز پر ہاتھ مارتی چیخ اٹھی۔۔۔

مسٹر اریز احمد۔۔۔۔آپکی وجہ سے ایک لڑکی کا گھر اجڑ گیا۔۔۔اسکے شوہر نے اسے

طلاق دے دی۔۔۔اسکی ماں یہ صدمہ نا سہتے اپنے خالق حقیقی سے جاملی۔۔۔اس

لڑکی کا نروس بریک ڈاون ہو گیا۔۔۔وہ لڑکی ہاسٹلوں میں دھکے کھا رہی ہے۔۔اور

آپ کتنی آسانی سے کہہ رہے ہیں کے آپکی اسکے ساتھ کوئی کمٹمنٹ نا تھی۔۔۔

اشتعال سے مصباح کی سانسیں پھولنے لگیں تھیں۔۔۔

وہ لب بھینچ گیا۔۔۔ارے تف ہے آپ جیسے میچور شخص پر۔۔۔آپکی جگہ کوئی لاابالی ٹین ایجر ہوتا ناتو شاید اتناد کھ ناہوتا۔۔۔ مگر واقعی آج کل کی محبتیں ایسی ہی ہیں پانی پر بلبلے کے جیسی۔۔۔۔وہ شعلے اگلتی نگاہوں سے کہتی تن فن کرتی وہاں سے نکلتی چلی آئی جبکہ پیچھے اریز پریشانی سے سر تھام کر رہ گیا۔۔۔۔

****

زندگی جمعود کا شکار ہونے لگی تھی۔۔۔ماہیر اظہر اپنی جنت سے نکالی گئ تھی۔۔۔ اور جنت سے نکل کر وہ اس بے رحم دنیا کی بھول بھلیوں میں کہیں گم ہونے لگی تھی۔۔۔

وہ چھت۔۔۔وہ گھر اور وہ شخص اسکی زندگی میں کیا اہمیت رکھتے تھے یہ اس بے رحم دنیا نے اسے بتایا تھا اور بہت خوب بتایا تھا۔۔۔اب بھی وہ مضمحل سی ہاسٹل کے کمرے میں صوفے کی پشت سے سر ٹکائے کھوئی کھوئی سی کسی غیر مری نقطے کو دیکھ رہی تھی۔۔۔اب اکثر ہی وہ پہروں بیٹھی یونہی کسی غیر مری نقطے کو تکتی رہتی۔۔۔۔

ایک لاحاصل خواہش نے اسے جھکڑا ابھی تو عمر کے کس حصے میں جب وہ تیس کے دہانے کو چھونے والی تھی۔۔۔ کس عمر میں وہ خالی ہاتھ ہوئی۔۔۔۔ سوچوں کا ایک انبار ہوتا جو ہر پل دماغ میں چلتا رہتا۔۔۔وہ کبھی ماضی کی بھول بھلیوں میں کھوئی رہتی تو کبھی مستقبل کے ناگ اسے سونے نا دیتے۔۔۔اپنا حال تو وہ جیسے ہر طرح سے فراموش کر بیٹھی تھی۔۔۔

دفعتا دروازے پر دستک ہوئی تو وہ چونک کر کھلے دروازے کی جانب متوجہ ہوئی جہاں پینٹ کوٹ میں ملبوس بال جیل سے سیٹ کئے نک سک سے تیار اریز کھڑا تھا۔۔۔یوں معلوم ہوتا تھا جیسے وہ آفس کا ایک چکر لگا کر سیدھا وہیں آیا ہو۔۔۔

وہ سیدھی ہوتی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔ہاتھوں سے بکھرے بال کان کے پیچھے اڑس کر آنچل درست کیا۔۔۔اسکی آنکھوں میں حیرت تھی جیسے وہ اریز کی یہاں موجودگی کی توقع نا رکھتی ہو۔۔۔

کیسی ہیں میم۔۔۔وہ اسکے کملائے چہرے کو نگاہوں کے حصار میں لئے آگے بڑھا۔۔۔

ماہیر نے سر کے اشارے سے ہاں میں سر ہلاتے اسے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔۔

مجھے آپکی زندگی میں وقوع پذیر ہوئے آپکے زیاں کا پتہ چلا۔۔۔اور حقیقتا مجھے دل سے اسکے لئے افسوس ہے۔۔میں ایسا کبھی۔۔۔

وہ سر جھکائے نگاہ اپنے چمکتے جوتوں پر مرکوز کئے پشیمانی سے بول رہا تھا جب وہ سرعت سے اسکی بات کاٹ گئی۔۔۔

تمہیں کیسے پتہ چلا اریز۔۔۔۔

آپکی دوست مصباح آئی تھی آفس۔۔۔اریز نے نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا۔۔

آہ۔۔مصباح۔۔۔۔کہیں تو بھرم قائم رہنے دیتی۔۔وہ کراہ کر رہ گئی۔۔۔

اور بقول انکے یہ سب میری وجہ سے۔۔۔۔

اس میں تمہاری کوئی غلطی نہیں ہے۔۔۔اس سے پہلے کے وہ اپنی صفائی میں کچھ بولتا ماہیر پھر سے اسکی بات کاٹ گئی۔۔۔

تمہاری میرے ساتھ ایسی کوئی کمٹمنٹ نہیں تھی جسکی بنا پر تمہیں قصوروار ٹھہرایا جا سکے۔۔۔۔

وہ نظروں کا رخ موڑتی سنجیدگی سے گویا ہوئی۔۔۔ قصوروار میں تنہا ہوں۔۔۔ سزا کی حقدار بھی میں ہی ہوں۔۔۔

وہ صاف گو تھی اریز جانتا تھا مگر اپنے لئے بھی اس حد تک ہو گی یہ اسنے آج جانا تھا۔۔۔ وہ اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔۔

انسان میں کچھ اور ہو نا ہو۔۔۔ خود اپنی غلطی تسلیم کرنے کا حوصلہ ضرور ہونا چاہیے۔۔۔ وہ لبوں پر زبان پھیرتی اسکی جانب متوجہ ہوئی۔۔۔ آنکھوں میں نمی ہیروں کی مانند چمکنے لگی تھی۔۔۔

یہ میری آزمائش تھی اریز۔۔۔ میں نے کسی کے ضبط کو بہت آزمایا۔۔۔ شاید میں اسے فار گرانٹڈ لینے لگی تھی۔۔۔ لیکن کچھ خطاوں کا ازالہ نہیں ہوا کرتا اور نا ہی کفارا ادا کیا جا سکتا ہے۔۔۔۔۔ انکی محض سزائیں ہوتی ہیں۔۔۔ جو ہنس کر یا رو کر بھگتنی ہی پڑتیں ہیں۔۔۔۔

یہ میرے حصے کی سزا ہے۔۔۔ وہ کرب زدہ سا ہنسی۔۔۔ میں فرشتہ نہیں تھی۔۔۔ میں انسان ہی ہوں۔۔۔ مانتی ہوں میری خطا نا قابل معافی ہے۔۔۔ جب یہ سب سوچتی ہوں تو لگتا ہے زندگی کا کوئی مقصد نہیں رہا۔۔۔

لیکن پھر جب دیکھتی ہوں نا کے خطاوار تو حضرت آدم علیہ اسلام اور حضرت اماں

ہوا بھی ہو گئے تھے۔۔۔اللہ کے حکم کو نا ماننے کی خطا تو شیطان نے ان سے بھی

سرزد کروادی تھی۔۔۔تو بہت حوصلہ ہو جاتا ہے۔۔۔

کے واقعی انسان تو ہے ہی خطا کا پتلا۔۔۔۔

اسنے پلکیں جھپکتے آنکھوں کی نمی کو پیچھے دھکیلنا چاہا۔۔۔لیکن کہاں کچھ خطاوں کا

ازالہ نہیں ہوتا اور نا ہی کفارا۔۔۔

حضرت آدم اور اماں ہوا کو بھی انکی جنت سے نکال دیا گیا تھا۔۔۔یہ انکی آزمائش

تھی۔۔۔لیکن یہیں سے تو امید ملتی ہے۔۔۔کے جنت سے نکلنے کے باوجود انہوں

نے رجوع اسی طرف کیا تھا جسکی نافرمانی کی تھی۔۔۔اور پھر کتنے ہی سالوں کی

کٹھن مسافت کے بعد انہیں انکی منزل ملی تھی۔۔۔انہیں معافی ملنے کا عندیہ سنایا

گیا تھا۔۔۔

اسکی آواز بھرا گئی۔۔۔نکال تو میں بھی دی گئی ہوں اپنی جنت سے۔۔۔اور اب

منتظر ہوں کے مجھے اس رب کے گھر معافی کب ملتی ہے۔۔۔کچھ غلطیوں کے

ازالے واقعی نہیں ہوتی۔۔۔ کرب سے ایک سسکی اسکے ہونٹوں سے برآمد ہوئی۔۔۔

وہ حق دق بیٹھا اس لڑکی کو دیکھتا رہا۔۔۔ میم آپ۔۔۔

پلیز تم جاو اریز۔۔۔ اسنے دقت سے اپنے آنسو صاف کئے۔۔۔۔ مگر میم۔۔۔

پلیز اریز۔۔۔ مجھے اکیلا چھوڑ دو۔۔۔ پلیز۔۔۔ وہ نا جانے کیسے ضبط کئے بیٹھی تھی۔۔۔ وہ لب بھینچے چند پل اسے دیکھتا رہا پھر اسی خاموشی سے اٹھ کر باہر نکل گیا۔۔۔

ماہیر نے دقت سے سینے میں اٹکا سانس خارج کیا اور بھرائی نگاہوں سے اوپر کی جانب دیکھا۔۔۔

یہ میرے حصے کی آزمائش ہے۔۔۔ سزاوار بھی میں تنہا ہی ہوں۔۔۔ لب بے آواز ہلے جبکہ خاموش آنسو بھی کنپٹیوں کی جانب بہتے چلے گئے۔۔۔

******

عروب فبیحہ کو سلا کر اپنے کمرے میں جانے کی بجائے سید ھا سلطان کی سٹڈی میں ہی آ گی۔۔۔ اسکا سٹڈی روم بہت نفاست سے سجا تھا دو دیواروں پر خوبصورت

کتابوں کے ریک بنے تھے جیسے انہیں قدیم سا تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہو۔۔۔ جبکہ ایک سٹڈی ٹیبل کیساتھ ساتھ خوبصورت مخملی تھری سیٹر صوفہ پڑا تھا جبکہ سامنے دو فلور کشنز موجود تھے۔۔۔ دروازہ کھلنے کی آواز پر وہ جو صوفے پر بیٹھا منہمک سا کتاب پڑھ رہا تھا چونک کر اسکی جانب متوجہ ہوا۔۔۔

وہ قدم قدم چلتی اسکے پاس آئی اور اسکے ساتھ ہی صوفے پر بیٹھ گئی۔۔۔

خیریت۔۔۔ اسنے عروب کو حیرانگی سے دیکھتے ایک بھنورا چکائی۔۔۔ یہ پہلی مرتبہ تھا جو وہ یوں اسکی موجودگی میں سٹڈی روم میں آنے کیساتھ اسکے پاس آ کر بیٹھ گئی تھی۔۔۔ اسکی حیرانگی فطری تھی۔۔۔

کیا میں بنا کسی وجہ کے یہاں آپکے پاس نہیں آسکتی۔۔۔ وہ کتاب تھامے اسکی بازو میں اپنی بازو حائل کرتی اسکے کندھے پر سر رکھ گئی۔۔۔

سلطان اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔۔

عروب میں کتاب پڑھ رہا ہوں۔۔۔ اسے سمجھ نا عروب کا نا فہم انداز اور مزید یہ کہ اس کے اس انداز پر اسے کیا کہے۔۔ تو میں نے کب آپکو کتاب پڑھنے سے روکا ہے۔۔۔ وہ آنکھیں موندتی پر سکون سی گویا ہوئی۔۔۔

سلطان لب بھینچ گیا۔۔۔اسے یہ تک نا کہہ سکا کے اسکی موجودگی اسے ڈسٹرب کر رہی ہے۔۔۔

کوئی پرابلم ہے تو بتاو۔۔۔اسنے کتاب بند کرتے سامنے میز پر رکھی۔۔۔

کوئی پرابلم نہیں ہے۔۔۔

پھر۔۔۔سوئی کیوں نہیں ابھی تک۔۔۔وہ الجھا الجھا سا اس سے بات کرتا گویا بات کی تہہ تک اترنا چاہتا تھا۔۔۔

نیند نہیں آرہی۔۔۔اسلئے آپکے پاس آگئی۔۔۔وہ یونہی آنکھیں موندے گویا ہوئی۔۔۔

سلطان گہری سانس خارج کرکے رہ گیا۔۔۔چلو اٹھو آو کمرے میں چلیں۔۔۔وہ اٹھ کھڑا ہوا تو عروب بھی مسکراتی ہوئی اٹھ گئی۔۔۔۔وہ عجیب شخص اتنا بھی مشکل نا تھا۔۔۔

*****

کیوں گئی تم اسکے آفس مصباح۔۔۔ شام میں مصباح اسکے پاس آئی تو وہ بگڑ اٹھی۔۔۔ وہ کمرے کی واحد کھڑکی کے پاس کھڑی سینے پر بازو باندھے تفتیشی انداز میں گویا ہوئی۔۔۔

کیا مطلب ہے تمہاری اس فضول بکواس کا ماہیر۔۔۔ جتنا نان سیریس تم نے اپنی زندگی کو لینا تھا تم لے چکی۔۔۔ مصباح بھی بگڑے تیوروں کے ساتھ اس پر چڑھ دوڑی۔۔۔

کیا چاہتی ہو تم۔۔۔ پوری زندگی لاوارثوں کی طرح ہاسٹلوں کے دھکے کھاو گئی۔۔۔ کوئی ہے تمہارے پاس فیوچر پلاننگ۔۔ کیا ہے مستقبل تمہارا۔۔۔ مصبح کا انداز عصیلہ تھا۔۔۔

مجھے نہیں پتہ۔۔۔ بس اتنا جانتی ہوں کہ یہ سب میری غلطی۔۔۔

ہاں تمہیں سب پتہ ہے۔۔۔ یہ سب تمہاری غلطی ہے۔۔۔ اب تمہیں سب سمجھ آرہا ہے۔۔۔ تب کیوں تمہاری سمجھ بوجھ گھاس چڑنے گئی ہوئی تھی جب اپنے ہاتھوں سے اپنے آشیانے کو آگ لگا رہی تھی۔۔۔

اسنے بے ساختہ ماہیر کی بات اچکی۔۔۔

وہ لب بھینچتی خاموشی سے بیڈ کے کنارے ٹک گئی۔۔۔ جیسے یہاں آکر سارے الفاظ ساتھ چھوڑ دیتے ہوں۔۔۔

دیکھو ماہیر۔۔ پلیز اپنے ساتھ یہ سب مت کرو۔۔۔ اسے یوں شکستہ حال دیکھ مصباح بے بسی سے کہتی اسکے پاس آئی اور اسکے کندھے پر بازو پھیلایا۔۔۔

ماہیر خالی خالی نگاہوں سے اسے دیکھ کر رہ گئی۔۔۔ اس شخص کا ان سب چیزوں سے کوئی تعلق نہیں۔۔۔ اس لئے اسے ان سب میں مت گھسیٹو مصباح۔۔۔ ماہیر نے لب کچلے۔۔۔۔

سارے فساد کے بیج اسی کے بوے ہیں۔۔۔ ان سب کا آغاز اسی کی ملاقات سے ہوا تھا۔۔۔ مصباح سختی سے گویا ہوا۔۔۔ ماہیر اسے یہ تک نا کہہ سکی کے وہ تو بات کر کے پلٹ گیا تھا وہ خود ہی اسکی کہی باتوں میں جکڑتی چلی گی۔۔۔ کہ انسان میں کچھ اور ہو نا ہو۔۔۔ غلطی تسلیم کرنے کی جرات ضرور ہونی چاہیے

اور اب اس معاملے میں میں تمہاری ایک نا سنو گئی۔۔۔۔

مصباح انگلی اٹھا کر اسے وارن کرتی کمرے سے نکل گئی۔۔۔ جبکہ وہ سر تھام کر رہ گئی۔۔۔۔

*****

سلطان ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا تیار ہو رہا تھا جبکہ عروب بیڈ کراون سے ٹیک لگائے بیٹھی غور سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔وہ اتنی محویت سے اسے تک رہی تھی کے اسے اس چیز کا احساس تک نا ہوا۔۔۔

ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا تیار ہوتا سلطان بھی دو تین دفعہ اسکی اس محویت کو نوٹ کر چکا تھا۔۔

عروب۔۔۔سب خیریت ہے نا۔۔۔رات سے الجھی الجھی سی ہو۔۔۔۔بال بنا کر خود پر پرفیوم سپرے کرتا وہ اسکی جانب پلٹا۔۔۔عروب چونکی۔۔۔

پھر اسکے اسقدر درست تجزیے پر ایک خوبصورت مسکراہٹ اسکے لبوں پر ابھری۔۔۔

مطلب اتنا بھی بے خبر نا تھا وہ ستم گر جتنا ظاہر کرتا تھا۔۔۔۔

کیا ہو گیا۔۔۔ابھی اسقدر کھوئی ہوئی تھی اور اب مسکرا رہی ہو۔۔۔وہ نفی میں سر ہلاتا اپنا والٹ اٹھا کر جیب میں رکھنے لگا۔۔۔

وہ اور مسکرا دی۔۔۔

ویسے سلطان۔۔۔وہ لمحوں میں سنجیدہ ہوئی۔۔۔

کیا۔۔۔صوفے پر بیٹھا جوتے پہنتا وہ متوجہ ہوا۔۔۔

آپ ہمیں کہیں گھمانے نہیں لے کر گئے۔۔۔وہ پر سوچ سی گویا ہوئی۔۔۔

حالت دیکھو اپنی لڑکی۔۔۔۔

مجھے یہ لڑکی مت بلایا کریں سلطان۔۔۔میرا نام عروب ہے۔۔۔وہ درمیان میں ہی اسکی بات اچکتی نڑوٹھے پن سے گویا ہوئی۔۔۔سلطان نے اسے گھورا۔۔۔۔

صبح لاؤنج کے جس صوفے پر تمہیں بیٹھا چھوڑ کر جاتا ہوں نا۔۔۔واپسی پر وہیں ملتی ہو۔۔۔اور اگر بستر پر لیٹتی ہو نا تو پہروں ایک ہی کروٹ لیے لیٹی رہتی ہو۔۔۔

اسقدر سست ہو رہی ہو تم اور جانا ہے تم نے گھومے پھرنے۔۔۔پہلے اس کام سے فارغ ہو جاو پھر جہاں مرضی چلی جانا۔۔۔

وہ اسکی بات نظر انداز کیے تاسف سے کہتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔عروب خجالت سے سر کھجا کر رہ گئی۔۔۔اب ایسی بھی کوئی بات نہیں۔۔۔وہ منمنائی۔۔۔

ابھی تو پھر بہت دیر باقی ہے۔۔۔اور بے بی کے آنے تک تو ہماری شادی پرانی بھی ہو جائے گی۔۔۔پھر بھلا کون گھمانے لے کر جائے گا۔۔۔

وہ منہ بسورتی گویا ہوئی۔۔

یہ آج کل اتنی عجیب عجیب حرکتیں کیوں کرنے لگی ہو۔۔۔وہ جاتا جاتا رکا اور ماتھے پر شکنیں سجائے اسکی جانب بڑھا۔۔۔

کیا مطلب۔۔۔شوہر سے کہیں گھومنے پھرنے لے کر جانے کی فرمائش کرنا عجیب ہوتا ہے۔۔۔اور شوہر بھی وہ جو افورڈ بھی کر سکتا ہو۔۔۔وہ جھنجھلائی۔۔

وہ تاسف سے سر نفی میں ہلاتا دروازے کی جانب بڑھا۔۔۔

آپ مجھے لے کر جائیں گے یا نہیں۔۔۔اسے یوں اپنی بات نظر انداز کئے دروازے کی جانب بڑھتا دیکھ

وہ سیدھی ہوتی دھونس بھرے لہجے میں گویا ہوئی۔۔

فلحال کے لئے تو بالکل نہیں۔۔۔وہ زرا کی زرا رکا۔۔۔

قائم رہیے گا اپنی بات پر اب سلطان۔۔۔کیونکہ بہت جلد آپ اپنی بات سے پھرنے والے ہیں۔۔۔وہ گردن اکڑاتی تیزی سے گویا ہوئی کہ مبادا وہ بنا بات سنے وہاں سے چلا ہی نا جائے۔۔۔۔۔

دروازے سے باہر نکلتا سلطان چونک کر رکا پھر پلٹا۔۔۔

اچھاااا۔۔۔ چیلنج کر رہی ہو مجھے۔۔۔

کہہ سکتے ہیں آپ۔۔۔۔وہ دوبدو گویا ہوئی۔۔۔۔

گڈ۔۔۔۔ لٹس سی۔۔۔۔وہ ایک بھنورا چکاتا مسکرایا۔۔۔ جیسے اسکی اوور کونفیڈینس پر مسکرایا ہو۔۔۔ بالکل ویسے ہی جیسے بڑا بچے کے مذاق پر مسکراتا ہے۔۔۔۔

ہلقالے رہے ہیں آپ مجھے سلطان صاحب۔۔۔

وہ اترائی۔۔۔دیکھا جائے گا۔۔۔ محترمہ۔۔۔میں بھی چیونٹی کے پر نکلتا دیکھنا چاہتا ہوں۔۔۔

ویسے جا کہاں رہی ہو اور کب۔۔۔وہ خلاف معمول دروازے پر رکا اسکی فضول سی بات کو طول دیتا خطا اٹھا رہا ہے۔۔۔

اگر میں چیونٹی ہوں تو آپ ہیں چیونٹے۔۔اور میں

نادران ایریاز گھومنے جاوں گی ٹھیک پندرہ دن بعد۔۔۔بنا تردد کے جواب آیا۔۔۔

صیح صیح۔۔۔۔وہ مسکرا کر سرہاں میں ہلاتا باہر نکل گیا۔۔۔

جبکہ اسکے جاتے ہی عروب ڈھیلی پڑتی گہرا سانس خارج کر کے رہ گئ۔۔۔
سلطان کے رویے کی لچک ظاہر کر رہی تھی کے اس سخت گیر انسان کے گرد موجود خول چٹخانا اتنا مشکل بھی نہیں۔۔۔۔۔

وہ بالوں کا گول مول سا جوڑا بناتی بستر سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔۔

*****

حمیدہ خالہ حسب معمول کچن میں تھیں جبکہ فری اپنے تقریباً سبھی کام نبٹا کر لاونج میں اپنی مخصوص جگہ پر بیٹھی صوفے سے پشت ٹکائے ٹانگیں سیدھی کیئے کوئی ڈائجسٹ پڑھ رہی تھی جب عروب چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اسکی جانب آئی۔۔

وہ نارنجی رنگ کی کھلی سی لان کی شرٹ اور ٹراوزر میں ملبوس تھی۔۔آنچل سینے پر پھیلا رکھا تھا جبکہ نم بال پشت پر پھیلے تھے گویا وہ ابھی نہا کر آ رہی ہو۔۔ہلکی سی فاونڈیشن اور لپسٹک لگائے وہ کھلی کھلی اور کافی فریش لگ رہی تھی۔۔۔

یہ کیا کر رہی ہو جنگلی بلی۔۔۔وہ صوفے پر بیٹھتی فرحی کے سر پر ایک چیت رسید کرتی اسکے ہاتھ سے ڈائجسٹ چھین گئی۔۔۔

ہاہ باجی۔۔۔یہ کیا کیا۔۔اتنے دلچسپ موڑ پر کہانی تھی۔۔۔وہ افسوس سے گویا ہوئی۔۔۔

کیا ہے ان کہانیوں میں جو ان میں گھس ہی جاتی ہو۔۔۔عروب نے ڈائجسٹ الٹ پلٹ کیا۔۔۔

آپکو کیا پتہ ہو باجی۔۔۔آپ پڑھیں تو پتہ چلے نا۔۔۔

اسنے منہ بسورا۔۔۔عروب مسکرادی۔۔۔اچھا چلو پھر میرے لئے شیک بنا کر لاو تب تک میں پڑھ کر دیکھتی ہوں کے اس میں کیا ہے۔۔۔عروب نے اسے اٹھاتے وہی کہانی شروع سے شروع کی جو فرحی پڑھ رہی تھی۔۔۔۔

بیٹا آج لنچ میں کیا بنانا ہے کچن سے حمیدہ خالہ کی آواز آئی تو وہ انکی جانب متوجہ ہوئی۔۔۔

خالہ آج نا آپ۔۔۔وہ پر سوچ انداز میں گویا ہوئی۔۔۔

کڑی پکوڑے اور ابلے چاول بنا لیں۔۔۔کڑی تھوڑی تیکھی بنانا اور سب سے پہلے پکوڑے ہی بنا کر مجھے دے دینا۔۔۔مجھے تو ابھی سے بھوک لگنے لگی ہے۔۔۔اسنے مسکرا کر کہتے پھر سے ڈائجسٹ کھولا۔۔۔۔

جب تک فری شیک بنا کر لائی وہ تقریباً کہانی کے اختتام تک پہنچ چکی تھی۔۔۔

فری نے شیک کا جگ اور گلاس ٹیبل پر رکھا تو تب بھی عروب اسکی جانب متوجہ نا ہوئی وہ اسقدر کہانی میں منہمک تھی۔۔۔

باجی شیک۔۔۔فری نے اسے متوجہ کیا۔۔۔

ہمم۔۔۔لیتی ہوں۔۔۔وہ بنوز اسی میں مصروف تھی۔۔۔دفعتاً کہانی ختم ہوئی تو وہ گہرا سانس لیتی ڈائجسٹ بند کر کے سیدھی ہوئی۔۔۔ڈائجسٹ میز پر رکھا اور شیک گلاس میں انڈیلنے لگی۔۔۔

کیسی لگی کہانی۔۔۔فرحہ کے لہجے میں اشتیاق تھا۔۔۔اچھی تھی۔۔۔لیکن میرا خیال ہے کہ ایسی کہانی تو میں بھی لکھ سکتی ہوں۔۔۔

اسکا انداز کھویا کھویا سا تھا۔۔۔

واقعی باجی۔۔۔وہ اشتیاق سے اچھلی۔۔۔تو پھر لکھیں نا۔۔۔ہم اسے ڈائجسٹ میں بھیجیں گے۔۔۔اور تو اور فیسبک پر آپکا پیج بھی بنائیں گے۔۔۔آپکی کہانیاں سپر ڈپر ہٹ جائیں گی اور پھر آپ بہت بڑی سٹار بن جائیں گی۔۔۔

فری کی آنکھیں چمکنے لگیں تھیں وہ جوش سے آگے کا من پسند نقشہ کھینچ رہی تھی۔۔۔۔

عروب شیک پیتی مسکرا دی۔۔۔

ارے بس بس۔۔۔۔ شیخ چلی کی بہن اب زرا گردن کو جھٹکا دو اور دیکھو سارے انڈے ٹوٹ گئے۔۔۔ عروب کھلکھلا کر ہنسی۔۔۔

اب ایسی بھی کوئی بات نہیں۔۔۔

فری نے منہ بسورا۔۔۔

پھر کب سے لکھنا شروع کریں گی۔۔یکدم ہی یاد آنے پر وہ ناراضگی بھلائے پھر سے سیدھی ہوئی۔۔۔

ارے اتنی جلدی کیا ہے۔۔۔سوچوں گی اس بارے میں کچھ۔۔۔وہ اسکی جلد بازیاں دیکھ مسکرائی۔۔۔

نہیں سوچنا وچنا کوئی نہیں۔۔۔بس آج سے ہی لکھنا شروع کریں۔۔۔میں بھی اپنی دوستوں کو بتاوں گی کہ میری دوست بھی رائٹر ہے۔۔۔

میں ایک کام کرتی ہوں آپکو کاغذ اور قلم لا کر دیتی ہوں۔۔۔وہ چٹکی بجاتی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

یا پھر ایک کام کریں۔۔۔کاغذ پنسل رہنے دیتے ہیں آپ موبائل پر ٹائپ کریں۔۔۔پھر ہم میل کر دیں گے۔۔۔ٹھیک ہے۔۔وہ اٹھتے اٹھتے پھر سے بیٹھ گئی۔۔۔

اچھاااااناااا سوچنے تو دو کچھ۔۔۔فری کی جلد بازیاں دیکھ عروب حیرت زدہ سی گویا ہوئی۔۔۔

زیادہ دیر مت لگانا آپ سوچنے میں۔۔۔فری کا جوش کچھ ماند پڑا۔۔۔

باہر سے بچوں کے اندر آنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں تو عروب مسکراتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔بچے سکول سے آ گئے تھے اور ابھی اسے بچوں کے ساتھ مل کر ایک لمبی پلاننگ بھی کرنی تھی۔۔۔

*****

دیکھو ماہیر زندگی میں جو ہوتا ہے بہتری کے لئے ہی ہوتا ہے۔۔میں دعا گو ہی ہوں کے تمہاری زندگی کا نیا سفر تمہارے لئے خوشگوار ہو۔۔۔

مصباح اور ماہیر میرج رجسٹرار کے دفتر کے باہر کھڑے تھے جبکہ اریزان سے کچھ فاصلے پر گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا انکا منتظر تھا۔۔۔

بلآخر آج چھ ماہ بعد مصباح کی کوششیں رنگ لائیں تھیں۔۔۔

ماہیر میروں شیشوں سے مزین چادر اوڑھے خاموش سی سر جھکائے کھڑی اسے سن رہی تھی۔۔۔

خدا تمہارا حامی و ناصر۔۔۔مصباح نے آگے بڑھ کر اسے گلے سے لگایا۔۔۔

ان دونوں کو اپنی جانب بڑھتا دیکھ اریز سیدھا ہو کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھال گیا۔۔۔جبکہ ماہیر کو فرنٹ سیٹ پر بیٹھا کر مصباح اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گئ۔۔۔

راستے میں دونوں کے درمیان خاموشی تھی۔۔۔ماہیر تو گم صم سی تھی ہی اریز نے بھی اس خاموشی کو توڑنے کی کوشش نا کی۔۔۔

وہ اسے اپنے آبائی گھر لایا تھا۔۔۔مہیر کو جان کر حیرت ہوئی کے وہاں سوائے ملازموں کے کوئی نا تھا۔۔۔اور پھر یہ عقدہ بھی وہاں کی کیئر ٹیکر کی زبانی ہی اس پر

کھلا کے اریز کے ماں باپ تو اسکے بچپن میں ہی اس دنیا سے چلے گئے تھے۔۔۔ جبکہ اسکی پرورش اسکے دادا نے کی تھی۔۔۔ جبکہ اب تو دو سال پہلے وہ بھی اس جہاں فانی سے کوچ کر گئے تھے۔۔۔

دیکھیں۔۔۔۔۔ یہ شادی صیغہ راز ہے۔۔۔ کچھ سوشل اشوز کی وجہ سے میں اسے ڈکلیئر نہیں کر سکتا۔۔۔ اور میری آپ سے بھی یہ گزارش ہے کے آپ بھی میرے ساتھ تعاون کریں گی۔۔۔۔

اگلی صبح اریز اپنی ڈیوٹی پر جانے کے لئے تیار اسے سامنے کھڑا بول رہا تھا۔۔۔ جبکہ وہ سمجھ کر سر ہلا گئی۔۔۔ کہنے کو کچھ بچا ہی نا تھا۔۔۔ اور پھر وہ اسے اداسیوں کی پٹیوں میں لپٹا چھوڑ چلا گیا۔۔۔ جبکہ وہ ہر ہر آہٹ کے ساتھ اسکی واپسی کی منتظر ہو گئی۔۔۔

*****

رات ڈنر کرنے کے بعد حسب معمول لاؤنج میں وہ سب اکھٹے بیٹھے ایل سی ڈی دیکھ رہے تھے۔۔۔ عروب نے ایک نظر ان سب کو دیکھا۔۔۔ سلطان چائے پیتے شو دیکھ رہا تھا جبکہ دونوں بچے کارپٹ پر بیٹھے تھے۔۔۔ عروب نے سلطان سے نظر

بچا کر ہادی کو آنکھ سے اشارہ کیا۔۔۔ جسے سمجھتا وہ لمحوں میں باپ کی جانب متوجہ ہوا۔۔

بابا۔۔۔ کتنا عرصہ ہو گیا آپ ہمیں کہیں گھمانے نہیں لے کر گئے۔۔۔ ہادی کے سنجیدہ انداز پر سلطان چونک کر اسکی جانب متوجہ ہوا۔۔۔ پندرہ دنوں بعد ہمیں گرمیوں کی چھٹیاں ہونے والی ہیں تو تب آپ ہمیں نادران ایریاز گھمانے لے کر چلیں گے۔۔۔ اور پلیز مصروفیت کا تو بہانہ بنانے کی کوشش بھی مت کیجیئے گا۔۔۔ ابھی آپکے پاس دو ہفتے ہیں تو آپ اپنے سبھی کام نبٹا سکتے ہیں۔۔ وہ باپ کے کچھ کہنے سے پہلے ہی مفاہمتی انداز میں گویا ہوا۔۔۔

سلطان نے ایک تادیبی نگاہ اپنی چالاک بیوی پر ڈالی جو اب ہر چیز سے بے نیاز ایل سی ڈی دیکھ رہی تھی۔۔۔ جیسے وہاں کوئی بات ہوئی ہی نا ہو۔۔۔

سیکھا دی تمہاری ماں نے تمہیں یہ ساری باتیں۔۔۔ سلطان بھی سنجیدہ ہوا۔۔۔۔

کیا مطلب کے انہوں نے سیکھا دی ہمیں یہ باتیں۔۔۔ سامنے بھی بیٹا تھا۔۔۔ فوراً اسی کے انداز میں ماتھے پر بل سجائے اسکے روبرو آیا کے سلطان بھی اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔۔

آپ ہمیں اسقدر بے وقوف سمجھتے ہیں کے جب تک مسز سلطان ہمیں بریف نہیں کریں گی ہم ناکچھ سوچیں گے اور ناہی کریں گے۔۔۔

آپ کو میری ذہانت پر شک ہے بابا کے ہم ان کی ڈکٹیشن کے بنا باپ سے فرمائش بھی نہیں کر سکتے۔۔۔ آپ کو میں اتنا کند ذہن لگتا ہوں۔۔۔

ارے چیمپ۔۔ اتنا جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ تم باپ سے جتنی چاہو فرمائشیں کر سکتے ہو۔۔۔ سلطان نے بیٹے کے تیور دیکھ اسے کھینچ کر خود میں بھینچا۔۔۔

تو پھر آپ لیجارہے ہیں ہمیں۔۔۔ اسنے جیسے تصدیق کرنی چاہی۔۔

افکورس لیجاوں گا۔۔۔ سلطان مسکرا کر گویا ہوا تو تب سے سب کو نظر انداز کیئے ایل سی ڈی دیکھتی عروب کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ پھیل گئ۔۔۔۔ کچھ ہی دیر بعد دونوں بچے سونے چلے گئے تو سلطان نے تیز نگاہوں سے عروب کو گھورا۔۔۔ تو بھڑکا دیا میرے بچوں کو تم نے چالاک عورت۔۔۔۔

تصیح کرلیں سلطان صاحب۔۔۔ اپنے بچوں کو۔۔۔ اوکے۔۔۔ اسنے اپنے سینے کی جانب انگلی کرتے اپنے پر زور دیا۔۔۔

میرے بچے میری طاقت ہیں۔۔۔اور خبر دار میرے اور میرے بچوں کے رشتے کے بارے میں اگر آپ نے کوئی ایک فضول لفظ بھی بولا تو۔۔۔

وہ گردن اکڑا اکرا اسے وارن کرتی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

میں آرام کرنے جا رہی ہوں پھر ہم نے جانے سے پہلے شاپنگ بھی تو کرنی ہے نا جو یقیناً آپ ہی کروانے والے ہیں۔۔۔۔۔

وہ مسکراہٹ داب کر کہتی اسکے پاس سے گزر گئ۔۔

تم تو بہت چالاک لومڑی ہو لڑکی میں تو تمہیں خوامخواہ ہی معصوم سمجھتا رہا۔۔۔

سلطان ناراضگی سے گویا ہوا۔۔۔

وہ جاتی جاتی رکی اور واپس پلٹ کر اس تک آئی۔۔۔

اس میں آپکا قصور نہیں ہے سلطان صاحب۔۔۔ چیلنج ہارنے کے بعد انسان ایسا ہی محسوس کرتا ہے۔۔۔وہ اس کے گال پر چٹکی بھرتی کھلکھلا کر ہسی اور بنا وہاں مزید روکے کمرے کی جانب بڑھ گی۔۔۔ جبکہ اسکی نقری ہسی کی جھنکار سلطان کو دل تک اترتی محسوس ہوئی۔۔۔

پاگل۔۔۔وہ مسکرا کر رہ گیا۔۔۔

******

پورے ہفتے بعد اریز واپس آیا تھا اور ایک دن اور ایک رات رہنے کے بعد اب واپسی کی تیاری کر رہا تھا۔۔۔ عروب گم صم سی بیڈ کی پائنتی پر بیٹھی تھی جب نک سک سے تیار اریز اسکے پاس آکر صوفے پر بیٹھا۔۔۔

اریز میں سوچ رہی تھی کے یونیورسٹی دوبارہ جوائن کر لوں۔۔۔

وہ اپنے ہاتھوں کو تکتی آہستہ آواز میں گویا ہوئی۔۔۔۔

یونیورسٹی۔۔۔اریز نے حیرت سے سر اٹھایا۔۔

ہاں یونیورسٹی۔۔۔ یہاں بھی سارا دن فارغ ہی رہتی ہوں۔۔اچھی بات ہے نا مصروف ہو جاوں گی۔۔۔وہ اریز کو دیکھتی وضاحتی انداز میں گویا ہوئی جسکے چہرے پر نا فہم تاثرات تھے۔۔۔

آپ پلیز یونیورسٹی سے ریزائن کر دیں۔۔۔میں نہیں چاہتا کے آپ دوبارہ یونیورسٹی جوائن کریں۔۔۔ میرے بہت سے سوشل اشوز ہیں۔۔۔اسکے سنجیدگی سے کہنے پر ماہیر اسے خاموشی سے دیکھتی رہی۔۔۔وہ بے چین تھا۔۔۔ جس پوسٹ پر وہ موجود تھا اسکے بہت سے تحفظات تھے۔۔۔وہ اس مقام پر کوئی

سکینڈل افورڈ نہیں کر سکتا تھا۔۔۔وہ کسی قسم کی خبروں کی ہیڈ لائنز میں نہیں رہ سکتا۔۔۔کہ اسسٹنٹ کمشنر اریز احمد نے ایک دو بچوں کی ماں سے اسکی طلاق کروا کر شادی کی۔۔۔۔نو نیور۔۔۔اسے اپنی جانب اٹھتی ایک انگلی بھی برداشت نا تھی۔۔۔یہ خبریں اسکے کیریئر پر گہرا اثر چھوڑ سکتی تھیں۔۔۔۔۔

اور پھر جیسے وہ اسکی بات مان گئی۔۔۔اسنے بڑی خاموشی سے اریز کے دیئے کاغذات پر سائن کر کے یونیورسٹی سے ریزائن کر دیا۔۔

میری بات کا مان رکھنے کے لئے شکریہ۔۔۔کاغذ تھام کر وہ مسکرا کر کہتا چلا گیا جبکہ ماہیر خالی خالی نگاہوں سے اسے دیکھتی رہ گئی۔۔۔

******

عروب فری کو کہہ تو بیٹھی تھی کے وہ ناول لکھے گی لیکن فری تو گویا اسکے پیچھے ہی لگ گئی تھی۔۔۔

اسکے بارہا کہنے پر عروب نے کہانی سوچتے لکھنا شروع کی تو ابتدائی سینز لکھتے ہی اسے انداز ہو گیا کہ یہ کام کہنا جتنا آسان تھا لکھنا اتنا آسان نا تھا۔۔۔

لکھنے کے لئے ایک کہانی سوچ لینے سے زیادہ سینز کو جاندار انداز میں لکھنا حالات و واقعات کا تسلسل برقرار رکھنا اور ڈائیلاگز پر گرفت کرنا نہایت ضروری تھا۔۔۔

اسنے وہیں کہانی روک فری سے دوبارہ ڈائجسٹ منگوائے۔۔۔ ابکی بار اسکے مطالعے کا انداز مختلف تھا۔۔ اب وہ کہانی سے زیادہ کہانی کے بیانیے کو پڑھ رہی تھی۔۔۔ سین کیسے تخلیق کئے جاتے ہیں۔۔۔ ڈائلاگز پر گرفت کیسے کی جاتی ہے وغیرہ وغیرہ۔۔۔ وہ ایک سین لکھتی پھر اپنے ہی سین کو ایک نقاد کی نگاہ سے دیکھتی۔۔۔ اس میں موجود غلطیوں کی نشاندہی کر کے اسکی درستگی کرتی۔۔۔

یہ سارا کام وہ فلحال سلطان کی غیر موجودگی میں ہی کرتی۔۔۔ پتہ نہیں وہ اس چیز کا کیا مطلب لیتا۔۔۔ اسے تو ویسے بھی عوب کی پڑھائی اور بے جا موبائل کے استعمال سے چڑ تھی۔۔۔ جو اسے پتہ چل جاتا تو۔۔۔

بعض دفعہ تو یہ سب سوچتے اسکا دل بے طرح ڈھرک اٹھتا۔۔۔ اور وہ وہیں موبائل بستر پر پھینکتی سر ہاتھوں میں تھام جاتی۔۔۔

کیا وہ غلط کر رہی تھی۔۔۔ اسکے اندر ہی ایک جنگ چھڑ جاتی۔۔۔

نہیں۔۔۔ نہیں وہ سلطان کو دھوکہ نہیں دے رہی تھی۔۔وہ کوئی غلط کام نہیں کر رہی تھی وہ تو بس اپنے اندر کے ہنر کو ایک نظر دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔

روز وہ بچوں اور سلطان کے جانے کے بعد لاونج میں بیٹھ کر چند سینز لکھتی۔۔۔ پہلی ہی تحریر اسکی کافی اچھی تھی۔۔۔جب وہ ایک نقاد کی نظر سے اپنی ہی غلطیاں نکالتی تو اسکی تحریر کافی بہتر لکھی جا رہی تھی۔۔۔فری اسکے لکھے سینز پڑھتی تو تعریف میں زمین آسمان کے قلابے ملا دیتی۔۔۔ عروب ہس کر ٹال دیتی۔۔۔وہ تو دوست تھی ہیلپر تھی۔۔۔اسنے تو عروب کی تعریف کرنی ہی کرنی تھی۔۔۔ وہ لاونج میں اس جگہ اور اس انداز میں بیٹھتی کے ایک ایک آہٹ پر چونک جاتی۔۔۔زرا جو سلطان کی گاڑی کا ہارن سنائی دیتا تو فوراً موبائل فون بند کر کے رکھ دیتی۔۔ایک دو دفعہ تو سلطان اچانک ہی گھر آ گیا لیکن وہ اللہ کا شکر ادا کرتے نا تھکتی تھی کے اسکے آنے سے ایک منٹ پہلے ہی وہ موبائل رکھ چکی ہوتی تھی۔۔۔ وہ بس اللہ سے یہ ہی دعا کرتی تھی کے اسکی آج کل کی کاروائیاں اسکے شوہر کے علم میں نا آئیں۔۔۔وہ کچھ غلط نہیں کر رہی تھی اس لئے اندر سے مطمیں تھی۔۔۔ لیکن اپنے اور سلطان کے رشتے میں کوئی بد گمانی نہیں چاہتی تھی۔۔۔ سلطان

کیسا تھ رہ کر وہ اتنا جو جان ہی چکی تھی کے وہ بہت اچھا تھا لیکن کچھ باتوں کو لے کر اسکے نظریات کٹر تھے۔۔۔بے حد کٹر۔۔۔جن میں کسی قسم کی نا تو گنجائش تھی نا ہی لچک۔۔وہ عورت کے زیادہ پڑھنے یا کسی بھی تخلیقی کام کرنے کے سخت خلاف تھا۔۔۔در حقیقت وہ عورت کے خود مختار ہونے کے ہی خلاف تھا۔۔۔اسکے مطابق خود مختار عورتیں اپنی روایات بھولتیں پھر سے اڑ جاتی ہیں۔۔۔

جب کوئی ایسی بات ہوتی تو سلطان کی آنکھوں میں خون اتر آتا۔۔۔وہ وہ سلطان رہتا ہی نا جسے وہ جانتی تھی۔۔۔اس معاملے میں وہ ایک لفظ تک سننے کا روادار نا تھا۔۔۔اور عروب کو سلطان کے اس روپ سے ہی خوف محسوس ہوتا۔۔۔بے حد خوف۔۔۔اس لئے وہ دانستہ اسکے سامنے ایسی کوئی بات نا چھیڑتی۔۔۔

لیکن اندر ہی اندر وہ کتابوں کی دیوانی لڑکی ایک خالی پن محسوس کرتی تھی۔۔۔جو اسکی سمجھ سے بالاتر تھا۔۔۔

لیکن وہ کچھ نا کچھ نیا سیکھتی ہی رہتی تھی۔۔۔لیکن اب تو جیسے ایک واضح سمت مل گئی تھی۔۔۔جیسے جیسے وہ دل میں پنپتے خیالات کو لفظوں کے پیراہن میں پرو کر

قرطاس پر بکھیرتی اتنا ہی خود کو ان کرداروں سے جذباتی طور پر وابسطہ محسوس کرتی دل کی گہرائیوں سے لکھتی چلی جاتی۔۔۔

اسنے فری کو غلطی سے بھی سلطان کے سامنے اس چیز کا ذکر کرنے سے سختی سے منع کر رکھا تھا۔۔۔

اس ستم گر کا بھرم رکھنا بھی ضروری تھا۔۔۔وہ اپنے اندرونی معاملات بھی فری سے شیئر نہیں کر سکتی تھی۔۔۔اسے اپنی اور سلطان کی عزت بھی ہر حال میں پیاری تھی۔۔۔اسنے بس فری سے یہ ہی کہا تھا کے ابھی جب تک اس کی کہانی چھپ نہیں جاتی وہ کوئی مقام حاصل کر نہیں لیتی تب تک وہ سلطان کو کچھ نہیں بتانا چاہتی۔۔۔وہ ایک ہی دفعہ سلطان کو سرپرائز دینا چاہتی ہے۔۔۔اور وہ اسکی بات مان بھی گئی تھی۔۔۔

اب بھی وہ گہری سانس خارج کرتی اٹھ کھڑی ہوئی کیونکہ سلطان آنے والا تھا اور اسنے بچوں سے وعدہ کیا تھا کے وہ آج انہیں نادران ایریاز جانے کے لئے شاپنگ کروانے والا تھا۔۔

*****

بچوں کو سکول سے چھٹیاں ہو گئی تھیں۔۔۔دونوں بچے ہی گھومنے جانے کے لئے بہت پرجوش تھے۔۔۔عروب مسکراتے ہوئے انکی باتیں سنتی ساتھ ساتھ انکی پیکنگ بھی کرتی جارہی تھی۔۔۔

دو دن لگا کر انہوں نے اپنی شاپنگ بھی مکمل کرلی تھی۔۔۔

یہ لو بچوں آپ دونوں کی تو پیکنگ مکمل ہو گئی اب میری اور آپکے بابا کی پیکنگ رہتی ہے وہ میں کچھ دیر بعد کروں گی۔۔۔عروب بیگ کی زپ بند کرتی وہیں بچوں کے بیڈ پر ہی ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔۔۔

آپ تھک گئی نا۔۔۔ہادی اسکے لئے پانی کا گلاس بھر کر لاتا گویا ہوا۔۔۔

تھوڑا تھوڑا سا۔۔۔عروب نے مسکرا کر گلاس تھاما۔۔۔

دفعتاً سلطان کمرے میں داخل ہوا۔۔۔فبیحہ باپ کو دیکھتے ہی اسکی جانب لپکی۔۔۔۔

وہ آفس سے آتے ہی سیدھا انہی کے کمرے میں آیا تھا کیونکہ اسے باتوں کی آوازیں اسی کمرے سے آرہی تھیں۔۔۔

ہو گئی پیکنگ مکمل۔۔۔وہ جھک کر فبیحہ کو پیار کرتا تھکی تھکی سی بیٹھی عروب سے گویا ہوا۔۔۔

بچوں کی ہو گئی ہماری رہتی ہے ابھی۔۔۔

آپکے لئے چائے لاوں۔۔عروب جمائی روکتی سیدھی ہوئی۔۔ایک تو آج کل وقت بے وقت نیند بہت آتی تھی اسے۔۔۔سلطان آج سر شام ہی آفس سے آگیا تھا کیونکہ انہیں کل صبح ہی نادران ایریاز کے لئے نکلنا تھا۔۔۔اور سلطان اس وقت چائے ضرور پیتا تھا وہ جانتی تھی۔۔۔نہیں تم رہنے دو۔۔چائے میں بنا لاتا ہوں۔۔۔تم اپنا بتاو چائے پیو گئی۔۔۔

وہ فبیحہ کو خود سے الگ کرتا استفہامیہ گویا ہوا۔۔۔جب عروب بے ساختہ بول اٹھی۔۔۔

آپ چائے بنائیں گے ؟؟۔۔

آپکو بنانی آتی ہے چائے۔۔۔وہ حیرت زدہ تھی۔۔۔سلطان مسکرا دیا۔۔۔

فری سے کہہ دیتی ہوں میں۔۔۔عروب کی حیرت بجا تھی۔۔۔پہلے کب دیکھا تھا اسنے سلطان کو کچن میں کچھ بناتے۔۔۔اسنے پھر سے اٹھنا چاہا۔۔۔

نہیں رہنے دو۔۔۔آج میں خود چائے بناوں گا۔۔۔خیر اتنی بری بھی نہیں بناتا۔۔آپ سب باہر آجاو۔۔۔بچوں آپ بھی آج میرے ہاتھ کی چائے پی کر دیکھو۔۔۔وہ مسکرا کر کہتا باہر نکلا تو بچوں نے بھی اسکی پیروی کی۔۔۔عروب بھی حیرت زدہ سی باہر آکر بیٹھی جہاں سے وہ اکھڑ مزاج شخص کچن میں چولہے کے سامنے کھڑا چائے بناتا صاف دکھائی دے رہا تھا۔۔۔

نہیں بابا۔۔ہمیں اتنی گرمی میں چائے نہیں پینی۔۔۔چائے آپ اور ماما پیئں۔۔۔ہم نے آئسکریم کھانی ہے۔۔۔اور آپ چائے پی کر ہمیں آئسکریم کھلانے لیکر جائیں گے۔۔۔۔فبیحہ بھی لاونج میں ماں کے ساتھ بیٹھتی گویا ہوئی۔۔۔سلطان مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلاتا چائے بناتا رہا۔۔۔چائے خوشگوار ماحول میں پی گئی۔۔۔چائے ختم ہوتے ہی دونوں بچوں نے آئسکریم کھانے جانے کی رٹ لگا ڈالی۔۔۔

تم بھی چلو عروب۔۔۔بچوں کو ساتھ لے کر جاتے سلطان نے اسے کہا لیکن وہ تھکاوٹ کا بتاتی سہولت سے انکار کر گئی۔۔۔۔

بچوں اور سلطان کے جانے کے بعد وہ مسکراتی ہوئی کمرے کی جانب بڑھی۔۔۔۔ ارادہ کچھ دیر آرام کرنے کا تھا۔۔۔

******

عروب کو ابھی اپنے کمرے میں آکر لیٹے کچھ ہی دیر ہوئی تھی جب فری وہاں آ دھمکی۔۔۔

عروب باجی امی پوچھ رہی ہیں کے رات میں کھانے کے لئے کیا بنانا ہے۔۔۔

اسے دیکھتے عروب بیڈ کراون کے سہارے نیم دراز ہوئی۔۔۔دال چاول بنا لو۔۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔فری مسکراتے ہوئے پلٹی۔۔۔

اچھا سنو۔۔۔عروب نے اسے آواز دے کر روکا۔۔۔

جی باجی۔۔۔وہ جاتے جاتے پلٹی۔۔۔۔

ناول مکمل ہو گیا ہے فری۔۔۔اب کیا کرنا ہے۔۔۔ عروب نے سائیڈ ٹیبل سے موبائل اٹھایا۔۔۔

ہیں سچی۔۔۔ فری چہکتی ہوئی اس تک آئی۔۔

ڈائجسٹ والوں کی سبھی شرائط پوری کی ہیں نا۔۔۔

فری نے اسکے پاس بیٹھتے اسکے ہاتھ سے موبائل تھاما۔۔۔

ہمم۔۔۔ کہانی کے شروع میں کہانی کا نام اور اپنا نام لکھا ہے۔۔۔ لیکن آخر میں موبائل نمبر اور گھر کا ایڈریس نہیں لکھا۔۔

اسے اب تم جانو۔۔۔اگر اپنا نمبر دینا چاہو تو ٹھیک ہے ورنہ میں نے نمبر نہیں دینا اور ہاں۔۔۔ یہاں کا ایڈریس بھی نہیں دینا۔۔۔

وہ پژمردہ انداز میں کہتی یاد آنے پر پھر سے گویا ہوئی۔۔۔

فری پر سوچ انداز میں کچھ وقت تک اسے دیکھتی رہی۔۔۔ چلیں میں اپنا نمبر دے دیتی ہوں۔۔۔ مجھے یقین ہے کے فرحان کو کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔۔۔ بات

کرتے اسکی آنکھیں چمکنے لگیں۔۔۔ عروب اسے دیکھ کر رہ گئ۔۔۔ کاش ایسا اعتبار کبھی سلطان بھی مجھ پر کریں۔۔۔ دل سے ہوک سی نکلی تھی۔۔۔

اور ایڈریسسسس۔۔۔۔ اسنے پر سوچ انداز میں ایڈریس کو لمبا کھینچا۔۔۔۔ وہ بھی فرحان کو اعتماد میں لے کر انکے گھر کا ہی دے دیتی ہوں۔۔۔ اچانک یاد آنے پر وہ چٹکی بجاتی گویا ہوئی۔۔۔

عروب نے سکون کا سانس خارج کیا۔۔۔ ورنہ یہ ایک چیز سر کا آزار بنی ہوئی تھی۔۔۔

ہاں یہ بہتر رہے گا۔۔۔ عروب مسکرائی۔۔۔ وہ صرف دیکھنا چاہتی تھی کے کیا اس میں لکھنے کی خداداد صلاحیت موجود بھی ہے کے نہیں۔۔۔۔

اچھا لائیں موبائل۔۔۔ کہانی میل کرتے ہیں۔۔۔ میرے پاس انکا ای میل ایڈریس ہے۔۔۔۔

یاد آنے پر فری نے کہتے موبائل لینے کو اسکی جانب ہاتھ بڑھایا۔۔

نہیں۔۔۔ اسنے اچھنبے سے موبائل پیچھے کھینچا۔۔۔

کیا مطلب۔۔۔فری الجھی۔۔۔ابھی تو کہانی بھیجنی تھی نا تو پھر۔۔۔

مطلب یہ کے میں اپنا موبائل کسی بھی کام کے لئے استعمال نہیں کروں گی۔۔۔

سلطان کو یہ سب پسند نہیں۔۔۔اسنے ڈھکے چھپے انداز میں کہا۔۔۔

تو پھر۔۔۔فری ہنوز الجھی ہوئی تھی۔۔۔۔

تو پھر یہ کے تم اپنے ای میل ایڈریس سے میل کرو۔۔۔میں کہانی تمہیں واٹس ایپ کر دیتی ہوں۔۔۔عروب نے بیچ کی راہ نکالی۔۔۔

اچھا تو پھر جو ہم فیسبک اور انسٹا پر رائٹر کا پیج بنانے والے تھے اسکا کیا بنے گا۔۔۔

لب کترتی فری گہری سوچ کا عمتیق لگ رہی تھی۔۔۔

دیکھو فری۔۔۔جہاں جہاں جو جو بنانا ہے۔۔۔تم نے خود ہی بنانا ہے اور خود ہی اسے ہینڈل کرنا ہے۔۔۔میں بس تمہیں کہانیاں لکھ لکھ کر دیتی رہوں گی۔۔۔

عروب نے جیسے ابتداء میں ہی آسان الفاظ میں حد بندی کرنی چاہی۔۔۔

فری مسکرا دی۔۔۔ باجی۔۔۔ آپ نا پوری دنیا سے ہی الگ ہو۔۔۔ لوگ فین فالونگ کے لئے نا جانے کیا کیا کرتے ہیں اور ایک آپ ہیں جنہیں اس سے کوئی فرق ہی نہیں پڑتا کے کون آپکو پڑھ رہا ہے کون نہیں۔۔۔

آپ نے بس اپنا کام کرنا ہے۔۔۔ اسکی حیرت زدہ آواز پر عروب مسکرا دی۔۔۔

فین فالونگ بھی تمہاری۔۔۔ سب کچھ تمہارا

۔۔ میں تو صرف اپنے اندر موجود خداداد صلاحیت سے آشنا ہونا چاہتی ہوں۔۔

ٹھیک ہے باجی پھر آپ مجھے کہانی بھیج دیں۔۔ وہ مسکراتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی جبکہ عروب اسے کہانی میل کرنے لگی۔۔۔

*****

ماہیر اپنے گھر کے لان میں بیٹھی کتاب پڑھ رہی تھی۔۔۔ اریز سے اسکی شادی کو تین سال ہو گئے تھے۔۔۔ اور پچھلے تین سالوں سے وہ یہیں تھیں۔۔۔۔ یہاں اریز کی ایک بہت بڑی لائبریری تھی۔۔۔ جہاں وہ اپنے دن کا بیشتر حصہ گزارتی۔۔۔

ماہیر نے اس لائبریری کی تقریباً ہر کتاب پڑھ ڈالی تھی۔۔۔

۔وہ ہر ہفتے آتا کبھی کبھار مہینے بعد بھی آ جاتا۔۔۔

ایک رات رہتا اور پھر سے اسکے ہاتھ میں انتظار کی ڈور تھما کر واپس چلے جاتا۔۔۔

اسکے حصے میں اریز کیساتھ شام کی ایک چائے اور رات کا ایک ڈنر ہی آتا۔۔۔ہر دفعہ اسکے آنے سے پہلے وہ کوئی ایک کتاب مکمل کر لیتی پھر اسکے ساتھ اس کتاب پر خوب سیر گفتگو حاصل کرتی۔۔۔

زیادہ تر بات وہی کرتی اریز صرف اسکی سنتا تھا۔۔۔وہ ماہیر کیساتھ بحث نہیں کیا کرتا تھا۔۔۔۔

یہاں اسکی واحد ساتھی کتابیں ہی تھیں۔۔۔اب بھی وہ کتاب پڑھتے پڑھتے تھک گی تو اٹھ کر اندر چلی گی جب ملازمہ نے اسکے کمرے میں آتے اسے اطلاع دی۔۔۔

بی بی جی آپ سے کوئی ملنے آیا ہے۔۔۔مجھ سے ملنے۔۔۔

وہ لیٹی لیٹی اٹھ کر بیٹھ گی۔۔۔اس سے بھلا کون ملنے آسکتا تھا۔۔۔ پچھلے تین سالوں میں تو کوئی نا آیا پھر اب۔۔۔۔وہ الجھتی ہوئی کمرے سے نکلی۔۔۔

******

نادران ایریاز میں آکر بچے انتہائی خوش تھے۔۔۔اور خوش تو عروب خود بھی بہت تھی۔۔۔ کہاں دیکھی تھی اسنے پاکستان کی ایسی خوبصورتی۔۔۔اور سب سے بڑھ کر سلطان کا اسقدر کیرنگ انداز۔۔۔۔ کہاں دیکھا تھا بھلا۔۔۔

یہاں اکر اسے یہ سلطان وہ سلطان لگا ہی نا جو گھر میں ہوتا تھا۔۔۔یہ سلطان تو کوئی اور ہی سلطان تھا۔۔۔بچوں کے ساتھ ہستا کھیلتا موج مستی کرتا اسکے ساتھ ہسی مزاق کرتا۔۔۔۔

یہ دن عروب کی زندگی کے بہترین دن تھے۔۔۔اسے اپنی زندگی کے ان دنوں پر خواب کا گمان ہوتا۔۔۔سلطان کے گرد بنا خول جیسے چٹخ رہا تھا۔۔۔۔

اب بھی وہ ایک اوپن ریسٹورینٹ میں بیٹھی سامنے سلطان اور بچوں کو برف سے کھیلتا دیکھ رہی تھی۔۔۔روئی کے گالوں کی مانند ہلکی ہلکی برف باری ہو رہی

تھی۔۔۔ جبکہ بچے نیچے سے برف اٹھا کر انکے گولے بناتے ایک دوسرے کو مار رہے تھے۔۔۔

دفعتاً ہادی نے برف کا گولہ بنا کر فبیحہ کے ساتھ مصروف سلطان کو مارا۔۔۔

سلطان کے فبیحہ کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھے ہونے کے باعث برف کا گولہ سلطان کے منہ پر لگا۔۔۔

تمہاری تو۔۔۔ گولہ لگتے ہی سلطان نے فبیحہ کو سائیڈ پر کرتے برف کا بڑا سا گولہ بنایا اور آگے لگ کر بھاگتے ہادی کے پیچھے لپکا۔۔۔

نہیں۔۔۔ نہیں بابا نہیں۔۔۔ کپڑے گیلے ہو جائیں گے۔۔۔ وہ آگے بھاگتا دہائیاں دے رہا تھا۔۔۔

عروب نے ہنستے ہوئے فوراً سے پیشتر موبائل نکال کر انکی ویڈیو بنانا شروع کی۔۔۔

بھاگتا بھاگتا وہ برف پر پھسلتا دھڑام سے گر گیا۔۔۔ اسکے گرتے ہی سلطان نے بنا رعایت دیئے برف کا گولہ اسے دے مارا۔۔۔

فبیحہ اچھل اچھل تالیاں مارتی سب انجوائے کر رہی تھی۔۔۔

بابااااا۔۔۔ہادی نے زرا سا اٹھتے باپ کی ٹانگ کھینچتے اسے بھی اپنے اوپر ہی کھینچ کر نیچے پھینکا۔۔۔۔

عروب ہس ہس کر دہری ہو رہی تھی۔۔۔یہ پل اسکی زندگی کے انمول پل تھے۔۔۔

کچھ دیر بعد ہی سلطان اپنے کپڑے جھارتا اسکی طرف آیا۔۔۔

بچے ہنوز وہیں کھیل رہے تھے۔۔۔

سنو پرنسس۔۔۔وہ اسکے پاس بیٹھتا گویا ہوا تو عروب نے حیرت سے پھٹ پڑتی نگاہوں سے پہلے اسے دیکھا اور پھر ارد گرد۔۔

آپنے مجھے بلایا۔۔۔اسنے اپنی جانب انگلی کرتے تصدیق چاہی۔۔۔سلطان مسکرا دیا۔۔

سنو لڑکی کہتا ہوں تو آنکھیں نکال کر کھانے دوڑتی ہو۔۔۔اس لئے سنو پرنسس۔۔۔سنو لڑکی کی رپلیسمنٹ ہے۔۔۔اسنے وضاحت دی۔۔۔

عروب کھلکھلا کر ہنس دی۔۔۔ بڑی زبردست ریپلیسمنٹ ہے سلطان صاحب۔۔۔

خیر کیا کہہ رہے تھے آپ۔۔۔ ہنستے ہنستے وہ سنجیدہ ہوئی۔۔۔

یہ ہی کے تمہارا فیملی ٹرپ پر آنے کا فیصلہ بہت بہترین تھا۔۔۔ مجھے ایک عرصے بعد اپنی مکمل فیملی کیساتھ کوالٹی ٹائم گزارنے کا موقع ملا۔۔۔ وہ وقت گزارنے کا جس کے لئے میں پچھلے تین سال سے ترس رہا تھا۔۔۔

سلطان کے لہجے میں کہیں نا کہیں حسرت تھی۔۔۔ اور عروب۔۔۔ وہ اسے بتا نا سکی کے سلطان کے یہ الفاظ کس طرح سے عروب کے لئے آب حیات کا کام کر رہے ہیں۔۔۔

******

انکا ٹور وہاں دو ہفتوں کا تھا لیکن وہ لمبا ہوتے ہوتے ایک مہینے پر مشتمل ہو گیا تھا۔۔۔ عروب اپنی فیملی کے ساتھ بہت خوبصورت وقت گزار کر پورے ایک مہینے بعد واپس اپنے گھر آئی تھی۔۔۔

گھر پیچھے سے فری اور حمیدہ خالہ نے بہت اچھے سے سمبھالا تھا۔۔۔

وہ تھکاوٹ کے باعث گھر آتے ہی سو گئی جبکہ فیحہ پہلے ہی راستے میں سو چکی تھی۔۔۔

شام کو اٹھی تو فریش ہو کر نیچے آگی۔۔۔نیچے خالہ اور فری اس سے بہت گرم جوشی سے ملیں۔۔۔سلطان آتے ہی اپنے کام پر جا چکا تھا جبکہ بچے ابھی تک سو رہے تھے۔۔۔

ارے باجی آپکے لئے ایک خوشخبری ہے۔۔۔وہ لان میں بیٹھی چائے پی رہی تھی جب فری اسکے پاس آکر بیٹھی۔۔۔کیسی خوشخبری۔۔۔عروب چونکی۔۔

آپکی کہانی ڈائجسٹ میں چھپ گئی۔۔۔اسکے پر جوش سے انداز میں کہنے پر عروب جھٹکا کھا کر سیدھی ہوئی۔۔۔واقعی۔۔۔اسکی حیرت دیدنی تھی۔۔۔

اور نہیں تو کیا۔۔۔باجی آپ تو چھا گئی۔۔۔یہ دیکھیں۔۔۔فری نے ڈائجسٹ کھول کر اسکے سامنے کیا جہاں کہانی کے ساتھ عروب سلطان نام لکھا جگمگا رہا تھا۔۔۔

عروب کی آنکھیں سرعت سے گیلی ہوئیں۔۔۔اسنے ایک ٹرانس کی کیفیت میں اپنے ہی نام پر ہاتھ پھیرا۔۔۔آج سے پہلے یہ نام کبھی اتنا خوبصورت نالگا تھا۔۔۔ مائے گاڈ۔۔۔اسکے بدن پر کپکپی طاری ہونے لگی تھی۔۔۔اسنے وہیں بیٹھے بیٹھے ہونقوں کی طرح آنکھیں پھاڑے اپنی ہی کہانی کا لکھا ایک ایک لفظ دوبارہ پڑھا تھا۔۔۔

مجھے ابھی تک یقین نہیں آرہا فری۔۔۔وہ ہنوز بے یقینی کی کیفیت میں تھی۔۔۔ اس سے اتنی خوشی سمبھالے نا سمبھل رہی تھی۔۔۔

ارے یہ تو ابھی کچھ بھی نہیں باجی۔۔۔یہ دیکھیں میں نے آپکا فیسبک پیج بھی بنایا تھا اور اس پیج ہر ایک ہی مہینے میں پانچ ہزار فالورز ہو گئے ہیں۔۔۔وہ اب اپنے موبائل پر اسکا فیسبک پیج کھولتے اسے دکھا رہی تھی۔۔۔

یہ کیسے۔۔۔عروب متعجب ہوئی۔۔۔جبکہ اب وہ سکرول ڈاون کرتی وہاں موجود ریڈرز کا ناول کے بارے میں فیڈ بیک پڑھ رہی تھی۔۔۔۔

جیسے جیسے وہ فیڈ بیک پڑھ رہی تھی اسکے چہرے پر موجود مسکراہٹ گہری ہوتی جا رہی تھی۔۔۔وہ ہر ہر پازیٹو فیڈ بیک کے ساتھ اپنا سیروں خون بڑھتا محسوس کر رہی تھی۔۔۔اندر کچھ نیگٹو کمنٹ بھی تھے جنھیں پڑھ کر اسے برا بھی لگا لیکن وہ نظر انداز کر گئی۔۔۔

ڈائجسٹ میں تو آپکی کہانی پر تبصرا اگلے مہینے چھپے گا نا لیکن پیج پر آپ ساتھ کے ساتھ پڑھ سکتی ہیں۔۔۔

پتہ ہے کیا۔۔۔ڈائجسٹ میں تو ناول بہت لمبا تھا لیکن پیج پر میں نے اسے دس اقساط میں پوسٹ کیا ہے۔۔۔اسکے ساتھ ساتھ مختلف گروپس میں بھی۔۔۔

یہاں آپ اپنی ہر ہر قسط پر فیڈ بیک پڑھ سکتی ہیں۔۔۔فری اسے بتا رہی تھی جب سلطان کی گاڑی کارپورچ میں داخل ہوئی۔۔۔وہ گھر واپس آگیا تھا۔۔۔عروب نے نا محسوس انداز میں موبائل بند کر کے فری کی جانب کھسکایا اور خود مسکرا کر سیدھی ہو کر بیٹھی۔۔

******

ماہیر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ڈرائینگ روم کی جانب بڑھی۔۔اندر تجسس بھی تھا جاننے کا کے آخر تین سال بعد اس سے ملنے کون آیا تھا۔۔۔

مصباح۔۔۔جیسے ہی اسنے ڈرائنگ روم میں قدم رکھا اسکے لب بے آواز ہلے۔۔۔مصباح اسے دیکھتے ہی اٹھ کھڑی ہوتی گرمجوشی سے اسکی جانب بڑھی۔۔۔

شکر خدا کا لڑکی کے تمہارے شوہر نے تم سے ملنے کی اجازت دے دی مجھے۔۔۔ کب سے ترس رہی تھی تم سے ملنے کے لئے۔۔۔وہ اسے گلے سے لگائے کھنکتی آواز میں بول رہی تھی جبکہ وہ گم صم سی کھڑی یہ سوچ رہی تھی کے اسے اپنے رشتے کے حوالے سے کونسے پہلو مصباح پر آشکار کرنے ہیں اور کونسے حذف کر جانے ہیں۔۔۔بحر حال اسے اپنا بھرم عزیز تھا۔۔

خیر وہ اسے لئے اپنے ساتھ کمرے میں آ گئی۔۔۔

مصباح ہادی اور فبیحہ کیسے ہیں۔۔۔تمہاری ان سے ملاقات ہوتی ہے کیا۔۔۔ کمرے میں آتے ہی وہ حسرت زدہ لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔مصباح اسے دیکھ کر رہ گئی۔۔۔

پتہ نہیں میری ان سے ملاقات نہیں ہوتی۔۔۔ تمہاری طلاق کے بعد وہ لوگ کراچی چھوڑ گئے تھے۔۔۔ لیکن احمر اپنی اور بچوں کی مختلف تہواروں کی تصویریں فیسبک پر شیر کرتا رہتا ہے۔۔۔

لیکن تمہیں میں نے ہر پلیٹ فارم پر بہت سرچ کیا۔۔۔ پر تم کہیں نا ملی۔۔۔ باقی سب تو وہیں ہیں بس ایک تم ہی گمنام ہو گئی ہو۔۔۔ مصباح دکھ سے گویا ہوئی۔۔۔

ماہیر سر جھکائے خاموشی سے سنتی رہی۔۔۔۔

تم یہاں ہوتی ہو اس گھر میں۔۔۔ مجھے تو لگا تھا کے کمشنر صاحب کے ساتھ پاکستان گھوم رہی ہو گی۔۔۔ اسلام آباد میں رہ رہی ہو گی لیکن یہاں تو تم نے ہر چیز ہی الٹ کر ڈالی۔۔۔ مصباح چاروں جانب سے کمرے کو دیکھتی اسکا جائزہ لے رہی تھی۔۔۔

ہمم۔۔۔ یہیں ہوتی ہوں۔۔۔ وہ گم صم سی گویا ہوئی۔۔۔۔۔

اور اریز کا رویہ کیسا ہے تمہارے ساتھ۔۔۔ کتنی دیر بعد چکر لگاتا ہے۔۔۔ وہ اب بھی وہی دوست تھی۔۔۔ اسکی فکر میں ہلکان۔۔۔ اور ماہیر اسے بھی اس قید تنہائی میں کسی کندھے کی ضرورت تھی دل کھولنے کو۔۔۔

کبھی ہفتے بعد کبھی مہینے بعد بھی۔۔۔ماہیر کا انداز کھویا کھویا سا تھا۔۔۔

مصباح ٹھٹھک کر سیدھا ہوئی۔۔۔

تم اتنی ابنارمل لں دگی کیسے گزار سکتی ہو ماہیر۔۔۔ایسا کونسا شوہر ہے جو افورڈ کرنے کے باوجود بیوی سے مہینہ مہینہ دور رہے۔۔۔مصباح کے ماتھے پر شکنیں واضح ہوئیں۔۔۔

اسے کچھ سکیورٹی اشوز ہیں۔۔۔

سکیوڑتی اشوز یا سوشل اشوز۔۔۔مصباح بھڑکی۔۔۔یہاں اسنے تمہیں قید کر رکھا ہے۔۔۔تمہاری یونیورسٹی چھڑوادی۔۔۔تم کہیں آجا نہیں سکتی۔۔۔کوئی تم سے مل نہیں سکتا۔۔۔اور خود وہ جو چاہیے جو مرضی کرتا پھرے۔۔۔۔جہاں تک مجھے لگتا ہے وہ اسلام آباد میں دوسری شادی کر چکا ہو گا۔۔۔

مصباح کے دلشگاف انکشاف پر وہ بدکی۔۔۔

نہیں ایسا نہیں ہے۔۔۔کچھ بھی ہو وہ جھوٹ نہیں بولتا مجھ سے۔۔۔ماہیر نے خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیری۔۔۔

پھر تمہیں ساتھ نا لیجانے کی وجہ۔۔۔ یہ وہ زندگی تھی جسکے لئے تم نے اپنی جنت کو اپنے ہاتھوں سے آگ لگائی۔۔ مصباح کا قلق کسی صورت کم نا ہو رہا تھا۔۔۔

مصباح ہمارا رشتہ روحانی ہے۔۔۔ وہ قمیض کے پرنٹ پر ہاتھ پھیرتی آہستہ آواز میں کہتی مصباح کے پیروں تلے سے زمین کھینچ لے گئی۔۔۔

کیا بکواس ہے یہ ماہیر۔۔۔ پچھلے تین سالوں سے تمہارا اس شخص کے ساتھ رشتہ روحانی ہے۔۔۔ وہ جتنی حیران ہوتی کم تھا۔۔۔

ہاں۔۔ ہم باتیں کرتے ہیں کتابیں ڈسکس کرتے ہیں ہفتے بعد یا مہینے بعد شام کی چائے پیتے ہیں اور پھر ڈنر۔۔۔

ماہیر کے پژمردہ انداز میں کہنے پر وہ سر ہاتھوں میں تھام گئی۔۔۔

رشتہ محض روحانی نہیں ہوتا ماہیر۔۔۔ جسمانی رشتے کی اگر ضرورت نا ہوتی تو اللہ میاں بیوی میں ایک دوسرے کا سکون پنہاں نا رکھتا۔۔۔

وہ اگر آگے نہیں بڑھتا تو تم کوشش کیوں نہیں کرتی۔۔۔ ویسے بھی میاں بیوی میں کیسا پردہ۔۔۔ ٹھیک ہے تم عمر میں اس سے بڑی ہو۔۔۔ لیکن خود پر توجہ

دو۔۔۔اپنا آپ مینٹین کرو۔۔۔یہ کیا حال بنا رکھا ہے تم نے جیسے صدیوں کی بیمار ہو۔۔۔

تم کہاں سے وہ ماہیر لگ رہی ہو جو ہزاروں سٹوڈینٹس کی آئیڈیل ہوا کرتی تھی۔۔۔مصباح ایک کے بعد ایک نقطہ اٹھاتی اسکی عقل کا ماتم کر رہی تھی۔۔۔ جبکہ اسکی باتیں سنتی وہ خاموش تھی مکمل خاموش۔۔۔لیکن اندر مصباح کی باتوں نے ایک محشر برپا کر دیا تھا۔۔۔تمہارے حالات اس نہج پر ہونگے میں یہ تصور بھی نا کر سکتی تھی ماہیر۔۔۔مجھے یہ ماہیر وہ ماہیر لگ ہی نہیں رہی جسے میں جانتی تھی۔۔۔ایک مرد کی محبت نے تمہیں اتنا بدل ڈالا۔۔۔وہ شخص تمہارے ساتھ ایسا کیسے کر سکتا ہے ماہیر۔۔۔اسکا غصہ کم ہونے کا نام ہی نا لے رہا تھا۔۔۔فکر مت کرو تم۔۔۔اب میں آتی جاتی رہوں گی۔۔۔یوں تو یہ قید تنہائی تمہیں ذہنی مریضہ بنا دے گی۔۔۔۔

******

ماہیر بیڈ کروان سے ٹیک لگائے مسلسل مصباح کی باروں کو ہی سوچ رہی تھی۔۔۔سب کچھ ٹھیک چل رہا تھا۔۔۔پر سکون۔۔ایک جیسا۔۔۔کسی بہتے

ہوئے جھرنے کی مانند۔۔۔ لیکن مصباح کی باتیں اس پر سکون ندی میں آگاہی کے کنکر پھینک پھینک کر ہچل مچا گئی تھیں۔۔۔۔

اسکے اندر بے چینی بڑھنے لگی۔۔۔ کہاں تھی وہ اس وقت۔۔۔۔ وہ کیا سے کیا ہو گئی تھی۔۔۔ اسے اپنا دم گھٹتا محسوس ہوا۔۔۔

دراصل احمر کی ہمراہی میں تم شیر سی زندگی گزار رہی تھی ماہیر۔۔۔ اور اپنے آئیڈیل ہمسفر مسٹر اریز کی ہمراہی میں تم گیڈر کی سی زندگی گزار رہی ہو۔۔۔

یہ آواز تھی یا ہتھوڑا۔۔۔ وہ سینا مسلتی ننگے پاوں بستر سے اتر آئی۔۔۔ نا جانے کیوں مصباح ہمیشہ سے ہی منہ پھٹ ہونے کی حد تک صاف گو تھی۔۔۔

اس عام انسان نے تمہیں کئی سال لگا کر اونچائی کی جس سیڑھی پر چڑھا کر خاص بنایا تھا نا۔۔۔ تمہارا وہ خاص آئیڈیل تمہیں اس اونچائی کی سیڑھی سے نیچے لا پٹخ چکا ہے۔۔۔

وہ کسی دیوانے کی مانند بھرائی آنکھوں سے اب دھندلا دھندلا سا دیکھتی کاریڈور میں چل رہی تھی۔۔۔

تم نے یاقوت سمجھ کر کیوں انگارے جھپ لئے ماہیر۔۔۔آواز میں تاسف تھا۔۔۔

تم کیوں نا سمجھ سکی کے اللہ جس انسان کو جس مقام پر رکھتا ہے وہی اسکے حق میں بہتر ہوتا۔۔۔اس مقام سے اوپر اٹھنے کی خواہش میں انسان نیچے پستیوں میں لا پٹخا جاتا ہے۔۔۔

ایک آنسو ماہیر کی آنکھ سے ٹوٹا۔۔۔سڑھیاں اترنے کو پہلے زینے پر رکھا جانے والا پاوں رپٹا اور وہ اوندھے میں لڑھکتی ہوئی نیچے کو پھسلتی چلے گئ۔۔۔ایک دلخراش چیخ اسکے حلق سے برآمد ہوئی۔۔۔جبکہ پس منظر میں ایک ہی آواز گونج رہی تھی

اللہ جس انسان کو جس مقام پر رکھتا ہے وہی اسکے حق میں بہتر ہوتا۔۔۔اس مقام سے اوپر اٹھنے کی خواہش میں انسان نیچے پستیوں میں لا پٹخا جاتا ہے۔۔۔

****

پرائیویٹ ہسپتال کے وی آئی پی کمرے میں اس وقت خوشیوں کا ساسماں تھا۔۔۔

پیشنٹ بیڈ پر مضمحل سی عروب لیٹی مسکراتے ہوئے دائیں جانب دیکھ رہی تھی جہاں فبیحہ اور ہادی جھکتے ہوئے کاٹ میں لیٹے اس ننھے وجود پر جھکے ہوئے تھے۔۔۔۔

تب سے اسے ہادی نے ہی اٹھا رکھا تھا جبکہ فبیحہ کے بارہا ضد کرنے پر بھی اسنے بے بی فبیحہ کو نا پکڑایا تھا۔۔ابھی ابھی وہ ننھا وجود سویا تھا تو ہادی نے اسے کاٹ میں لٹایا تھا ورنہ اسکا بس چلتا تو وہ ہمہ وقت اسے گود میں ہی اٹھائے رکھتا۔۔۔

پاس ہی ٹیبل پر مٹھائی کا ڈبہ کھلا پڑا تھا۔۔۔

حمیدہ خالہ وہیں تھیں جبکہ فری گھر واپس جا چکی تھی۔۔۔۔

سارے انتظامات سمبھالتے سلطان کے یہاں وہاں خوب چکر لگ رہے تھے۔۔۔

دفعتا بے بی کے رونے کی آواز پر ہادی اسے اٹھائے چپ کراوتا عروب کی جانب بڑھا۔۔۔

تھینکیو ماں۔۔۔ ہمیں اتنا پیارا تحفہ دینے کے لئے۔۔۔ہادی نے مسکرا کر کہتے بے بی اسکے ساتھ لٹایا تو بے ساختہ عروب کی آنکھیں چھلک پڑیں۔۔۔

کیا کہا تم نے ہادی۔۔۔ پھر سے کہنا زرا۔۔۔وہ بھرائی آواز میں گویا ہوئی۔۔۔

دفعتا کمرے کا دروازہ کھول کر سلطان اندر داخل ہوا لیکن کوئی بھی اسکی جانب متوجہ نا تھا۔۔۔

میں نے کہاماں۔۔۔بس آپ میری ماں ہو۔۔۔یہ پیارا سا تحفہ ہمیں دے کر آپ نے ثابت کر دیا۔۔۔اسکی خود کی آنکھیں بھر آئی تھیں۔۔کل کو جب یہ بڑا ہو کر مجھ سے پوچھے گا کے مجھے تو بھائی کہتے ہو میری ماں کو ماں کیوں نہیں کہتے تو میں کیا جواب دوں گا۔۔۔حالانکہ آپ ہماری ماں ہو۔۔۔وہ لفظ ماں پر زور دیتا گویا ہوا۔۔۔

عروب کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے جب ہادی نے جھکتے اسکے ماتھے کا بوسہ لیا تو وہ اسے خود میں بھینچتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔۔

آج اللہ نے مجھے ایک نہیں۔۔۔دو دو بیٹوں سے نوازا ہے ہادی۔۔۔تم تصور نہیں کر سکتے تمہارے منہ سے یہ لفظ مجھے کس قدر سکون فراہم کر رہا ہے۔۔۔۔

ہادی نے مسکراتے ہوئے اسکے آنسو صاف کئے۔۔۔

ارے بس بس۔۔۔اب یہاں سیلاب مت لے آنا۔۔۔اتنا رونا اس حالت میں تمہارے لئے بہتر نہیں۔۔۔بلاشبہ یہ خوشی کے آنسو ہیں۔۔۔سلطان مسکراتے ہوئے اسکی جانب بڑھا اور اسکے بیڈ کے پاس ہی کرسی گھسیٹ کر بیٹھتا بیٹے کو گود میں اٹھا کر پیار کرنے لگا۔۔۔وہ اس معصوم چہرے پر جھکا اسکے ایک ایک نقش کو

چوم رہا تھا۔۔۔ جبکہ عروب یک ٹک اسے دیکھتے سوچ رہی تھی کہ یہ وہی شخص تھا جو اس بچے کے وجود کو اس دنیا میں لانا ہی نہیں چاہتا تھا اور اب اس کے وجود کے سامنے دنیا بھلائے بیٹھا تھا۔۔۔

ہادی نے سرعت سے موبائل نکالتے باپ بیٹے کے اس خوبصورت منظر کو کیمرے کی آنکھ میں محفوظ کیا۔۔۔

آجاو جنگلی بلی فیملی فوٹو بناتے ہیں۔۔۔ہادی نے ایک طرف روٹھی روٹھی سی کھڑی بہن کو بلاتے کہا تو وہ آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو بھرتی باپ کی جانب لپکی۔۔۔

چلو جی ڈرامے شروع۔۔۔ہادی جز بز ہوا۔۔۔

ہادی۔۔۔ سلطان فبیحہ کو بازو کے حلقے میں لیتا تنبیہاً گویا ہوا۔۔۔

سوری سوری۔۔۔ہادی فوراً ہی ہاتھ اٹھاتا سیرنڈر کر گیا۔۔۔

کیا ہوا میری ڈول کو۔۔۔ سلطان اسکے چہرے پر پیار کرتے مستفسر ہوا۔۔۔ بابا مجھے بھی بے بی کو اٹھانا ہے۔۔ بھائی اٹھانے نہیں دیتا۔۔۔اسنے فوراً ہی اپنی شکایتوں کی پوٹری کھولی۔۔

یہ لو پکڑو میرا بچہ۔۔۔سلطان نے ایک ہاتھ سے خود بے بی پکڑے فبیحہ کو پکڑا یا اور خود اپنے ہاتھ کا بھی سہارا دیا۔۔۔ہادی نے مسکراتے ہوئے مکمل فیملی کے اس مکمل منظر کو کیمرے کی آنکھ میں محفوظ کیا۔۔۔

بابا اس کا نام احد سلطان احمر ہو گا۔۔۔ہادی سلطان احمر کا چھوٹا بھائی۔۔۔اور اگر آپکو اس نام پر کوئی اعتراض ہے تو آپ اپنے تیسرے بیٹے کا نام اپنی مرضی سے رکھ سکتے ہیں۔۔۔لیکن اسکا نام احد ہی ہو گا۔۔۔میں فائنل کر چکا ہوں۔۔ہادی موبائل میں موجود تصویروں کو دیکھتا حتمی انداز میں گویا ہوا۔۔۔جبکہ سلطان اسے گھور کر رہ گیا۔۔۔

عروب کے قہقہے پورے کمرے میں گونج اٹھے تھے۔۔۔

*****

عروب احد سلطان احمر کو سلا کر ابھی سیدھی ہوئی تھی جب فری سوپ کا باول لئے اسکے کمرے میں داخل ہوئی

اسے ہسپتال سے آئے دو ہفتے ہو گئے تھے۔۔۔اب وہ پہلے سے کافی بہتر تھی۔۔۔

باجی آپکے لئے ایک خوشخبری ہے۔۔فری سوپ کا باول سائیڈ ٹیبل پر رکھتے اسکے

پاس ہی بیٹھی۔۔۔۔وہ کیا۔۔۔ عروب نے احد کے ارد گرد سے چیزیں سمیٹتے اس پر لحاف دیا۔۔۔

ان چھ ماہ میں آپکے دو نال چھپ چکے ہیں۔۔۔اب آپکے ناول کو کتابی شکل دینے کی ڈیمانڈ اٹھ رہی ہے۔۔۔تو کیوں نا ہم اسے کتابی شکل میں چھپوائیں۔۔ کتنا پیارا لگے گا نا جب آپ اپنے ہاتھ سے لکھے مسودے کو کتابی صورت میں اپنے ہاتھ میں پکڑیں گیئں۔۔۔فری پر جوش سی گویا ہوئی جبکہ عروب سوچ میں پر گئ تھی۔۔۔ آج کل سلطان کا رویہ اسکے سامنے تھا۔۔۔اور احد کی پیدائش کے بعد سے تو گویا اسکے گرد موجود سبھی خول ٹوٹ چکے تھے۔۔وہ ایک دلعزیز شوہر کے روپ میں ابھر کر اسکے سامنے آیا تھا۔۔۔جو عروب کے ہر ہر فیصلے کا احترام کرتا تھا۔۔اور عروب خود بھی کوشش کرتی کے کوئی ایسا کام نا ہو جس سے ان دونوں کے رشتے میں زرا سی بھی ان بن ہو۔۔

دیکھو فری۔۔۔ کتاب تو ہم چھپوا لیتے ہیں۔۔۔ لیکن تمہیں اس میں کچھ باتوں کا خیال رکھنا ہو گا۔۔۔کتاب چھپوانے کے سبھی مراحل تم اپنے شوہر کے ساتھ مل کر خود طے کرو گی۔۔میرا نام اندر کہیں نہیں آئے گا۔۔۔کتاب چھپوانے سے لے

کر اسکی پر وموشن کرنااور اسے ڈیلیور کرناسب تمہارے ذمہ ہو گا۔۔ہاں اس پر انویسٹمنٹ جتنی ہو گئ وہ میں کروں گی۔۔۔ایک حساب سے مصنفہ کے نام کے سواوہ کتاب تمہاری ہی ہو گئ۔۔۔اور اگر تم چاہو تو عروب سلطان بن کر خود کو سب کے سامنے متعارف بھی کرواسکتی ہو۔۔کیونکہ میں صرف اپناہنر نکھارنا چاہتی ہوں۔۔۔اپنے پاس موجود ہنر سے کچھ تعمیری کام کرناچاہتی ہوں اور بس۔۔۔میں خود کو شو نہیں کرواناچاہتی۔۔۔اگر تو تمہیں منظور ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔۔۔سوچ سوچ کر بولتی وہ بیڈ کراون سے ٹیک لگا گئ۔۔۔

فری حیرت سے اس سر پھری کو دیکھتی رہ گئ جسکی ہر کل ہی نرالی تھی۔۔۔

مجھے اور کیا چاہیے باجی۔۔۔آپ کی تو فین فالونگ ہی پچھلے چھ ماہ میں بہت بڑھ چکی ہے۔۔لوگ آپکی بات کو اہمیت دیتے ہیں۔۔۔آپ سے انسپریشن حاصل کرتے ہیں۔۔آپ اگر خود کو شو نہیں کرناچاہتی تو بھی اس میں مجھے کیامسلہ ہو سکتھے۔۔۔میں سب سمبھال لوں گی۔۔۔۔

عروب اسے دیکھ کر مسکرادی۔۔۔اگرانسان کرناچاہیے تو کیانہیں کر سکتا۔۔۔ اسکے لئے گھر اسکی چار دیواریں۔۔رسم ورواج۔۔۔تہذیب روایات اور باونڈریز

کچھ بھی تو اسے نہیں روک سکتیں۔۔۔اپنی حدود کے اندر رہ کر بھی دنیا فتح کی جاسکتی ہے۔۔ عروب محض سوچ کر رہ گئی۔۔۔وہ خوش تھی اللہ نے اسکے لئے راہیں استوار کیں۔۔ جس پر چل کر وہ کچھ تعمیری کر پا رہی تھی۔۔۔

لیکن سلطان۔۔۔اگر اسے پتہ چلا تو اسکا ردعمل۔۔۔بس یہاں آکر اسکا دل ڈوب ڈوب جاتا۔۔۔

*****

ماہیر کی آنکھ کھلی تو اسنے خود کو اپنے بستر پر لیٹا پایا۔۔۔

ماتھے اور ہاتھ پر پٹی بندھی تھی۔۔۔جبکہ جسم میں بھی جگہ جگہ سے درد کی ٹھسیں اٹھ رہی تھیں۔۔۔وہ جسم میں اٹھتے درد کو نظر انداز کئے ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔۔۔۔

سامنے ہی صوفے پر نک سک سے تیار اریز بیٹھا تھا۔۔۔یوں معلوم ہوتا تھا جیسے وہ آفس سے ہنگامی بنیاد پر بلوایا گیا ہو۔۔۔

شکر ہے آپکو ہوش تو آیا۔۔۔اسے ہوش میں آتا دیکھ وہ بے ساختہ گویا ہوا۔۔۔

ماہیر نے متوحش ہوتے اپنے ہاتھ پر لپٹی پٹی نوچنی شروع کر دی۔۔۔

یہ کیا کر رہی ہیں آپ۔۔۔ وہ بعجلت اسکی جانب بڑھا اور اسکا ہاتھ تھاما۔۔۔

اسے کھول رہی ہوں۔۔۔ وہ اریز کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑواتی اسے پھر سے نوچنے لگی۔۔۔ اریز بے بسی سے اسے دیکھے گیا۔۔۔

آپکو تکلیف ہو گی۔۔۔

وہ کب نہیں ہوتی۔۔ ماہیر نے جھٹکے سے ہاتھ سے پٹی کھینچ ڈالی۔۔۔ وہاں سے ننھی ننھی خون کی بوندیں ابھر آئیں تھیں۔۔۔۔

اریز لب بھینچ گیا۔۔۔ اسنے فون کر کے آفس سے چھٹی لے لی۔۔۔ وہ سارا دن اریز نے اسکے ساتھ ہی گزارا۔۔۔ اسے ماہیر کی ذہنی کیفیت ٹھیک نہیں لگ رہی تھی۔۔۔

کہیں باہر چلے۔۔۔ شاپنگ کرنے۔۔۔ اسنے ماہیر کے وجود پر چھائی بیزاری ختم کرنے کی غرض سے کہا۔۔۔۔

ماہیر سوچ میں پڑ گئی۔۔۔ ہاں اسے سیلون جانا تھا۔۔۔ اسے اپنی نوک پلک سنوارنی تھی۔۔۔

ہمم۔۔۔وہ محض ہنکارا بھر کر رہ گئی۔۔۔ٹھیک ہے تھوڑا اندھیرا ہو لینے دیں۔۔۔ ماہیر نے گہرا سانس کھینچا۔۔وہ ہمیشہ اسے رات میں ہی شاپنگ کروانے لے کر جاتا تھا۔۔۔رات میں پہچانے جانے کے چانسز کم ہوتے تھے۔۔۔اسکے اپنی سوشل اشوز تھے۔۔۔

شام گہری ہوتی رات میں تبدیل ہوئی تو اریزا اسے لئے باہر نکل آیا۔۔۔

جائیں آپ شاپنگ کر آئیں میں یہیں آپکا انتظار کر رہا ہوں۔۔۔ایک مال کے سامنے گاڑی رکی تو وہ اسکی جانب اپنا کریڈٹ کارڈ بڑھاتا گویا ہوا۔۔۔

ماہیر نے کارڈ پکڑا اور خاموشی سے باہر نکل گئی۔۔۔

یس میم آپکو کس چیز کی سروسز چاہیے۔۔۔

وہ سیلون میں ایک بیوٹیشن کے سامنے بیٹھی تھی۔۔۔آپکی ہر وہ سروس جو مجھے نکھار سکے۔۔۔وہ جسے ایک ٹرانس کی کیفیت میں گویا ہوئی۔۔۔اور پھر جیسے بیوٹیشن کی تین گھنٹوں کی محنت سے اسکا نین نقشہ ہی بدل گیا تھا۔۔۔نا جانے وہ تین گھنٹے تک اس پر کیا کیا طبع آزمائی کرتی رہی تھی۔۔۔بال کٹنگ کے بعد ہلکے براون رنگ میں رنگے جا چکے تھے۔۔۔چہرے پر خوبصورت میک آپ سے اسکے

نین نقش مزید خوبصورت لگنے لگے تھے۔۔۔وہ کتنی ہی دیر تک آئینے میں نظر آتے اپنے عکس کو دیکھتی رہ گئ۔۔۔

ماہیر تم دنیا کی سب سے خوبصورت ترین لڑکی ہو۔۔۔

آج اسے احمر یاد آیا تھا اور بہت غلط وقت پر یاد آیا تھا۔۔۔

احمر اریز اور اسکے بچے۔۔۔ماہیر کی زندگی جیسے انہیں ناموں کے بیچ کہیں اٹک کر رہ گئ تھی۔۔۔

وہ وہاں اپنے بلز کلیئر کر کے باہر نکل آئی۔۔۔

باہر اریز پچھلے تین گھنٹے سے اسکا انتظار کرتا کرتا عاجز آچکا تھا۔۔۔دفعتاً اسکے آتے ہی وہ گاڑی آگے بڑھا لے گیا۔۔۔

****

رات کے تقریباً بارہ بجے کا وقت تھا۔۔۔ماہیر اپنے کمرے میں جلے پیر کی بلی کی مانند چکر کاٹ رہی تھی۔۔۔دفعتاً کچھ سوچتے ہوئے وہ اپنے کمرے سے نکلی رخ اریز کے کمرے کی جانب تھا۔۔۔اسنے دروازے پر رک کر اس پر دباو بڑھایا تو دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔۔۔

وہ آہستگی سے اندر بڑھ آئی۔۔۔

کمرا نیم تاریک اور خالی تھا۔۔۔البتہ کمرے سے ملحق سٹڈی روم کی ہلکی لائٹ جل رہی تھی۔۔۔ماہیر نے اسی جانب اپنے قدم بڑھائے۔۔۔

سامنے ہی اریز شرٹ سے بے نیار راکنگ چیئر پر بیٹھا سگریٹ پی رہا تھا۔۔۔ساتھ ہی ہلکی آواز میں سلو میوزک لگا تھا۔۔۔

ماہیر کی جانب اسکی پشت تھی۔۔۔

آہٹ پر وہ پلٹا اور ماہیر کو دروازے میں ایستادہ دیکھ لپک کر اسکی جانب بڑھا۔۔۔

اسکا آنچل کندھے پر پھسلا پڑا تھا جبکہ رات کے اس پہر وہ اس حالت میں اریز کے حواسوں پر چھا رہی تھی۔۔۔

ماہیر تم۔۔۔اس سے دو قدم کے فاصلے پر وہ رکا۔۔۔

میم آپ۔۔۔جلد ہی وہ سمبھلا۔۔۔کتنا انا پرست تھا وہ۔۔۔ماہیر تڑپ کر اسکی جانب بڑھی۔۔۔

ایسے نہیں اریز۔۔۔پھر سے کہو نا۔ماہیر تم۔۔۔اسے کندھوں سے تھامے وہ سسک اٹھی۔۔۔جبکہ اریز لب بھینچ گیا۔۔۔

میم آپ اس وقت یہاں کیا کر رہی ہیں۔۔۔پلیز اپنے کمرے میں جائیں۔۔۔

تم یوں کیوں کر رہے ہو اریز۔۔۔وہ اسکی بات نظر انداز کئے چیخی۔۔۔

میں خود تمہاری طرف قدم بڑھا رہی ہوں تم کیسے مجھے جھٹک سکتے ہو۔۔۔وہ

ٹرپ تڑپ گی۔۔

میم پلیز۔۔۔

تم۔۔تم۔۔۔ماہیر کو اپنا سر چکراتا محسوس ہوا۔۔۔لفظ ساتھ چھوڑنے لگے

تھے اور وہ وہیں ہوش و حواس سے بیگانہ ہوتی اسکی باہوں میں جھول گئ۔۔۔

******

صبح جب ماہیر کی آنکھ کھلی تو وہ اریز کے ہی کمرے میں موجود تھی۔۔۔کمرے کے

بلائنڈز ہٹے تھے جسکی وجہ سے سورج کی روشنی اندر تک آرہی تھی یعنی کے اچھا

خاصا دن نکل آیا تھا۔۔۔الماریوں کے سبھی پٹ کھلے تھے اور پاس ہی اریز کا بیگ

کھلا پڑا تھا جس میں وہ اپنا سامان نکال کر رکھ رہا تھا۔۔۔

ماہیر کو یکدم ہی کسی انہونی کا خدشہ ہوا۔۔۔یوں اسنے پیکنگ تو کبھی نا کی تھی۔۔۔

وہ جھٹکے سے اٹھتی اسکے پاس آئی اور اسکے ہاتھ میں تھامی شرٹ جھٹکے سے کھینچی۔۔۔اس جلد بازی میں اسکا آنچل کہیں نیچے گر گیا تھا۔۔۔

کیا کر رہے ہو تم۔۔۔جا رہے ہو مجھے چھوڑ کر۔۔۔ہمیشہ کے لئے۔۔۔کبھی واپس نہیں آو گے۔۔۔اسکے سامنے کھڑی وہ کسی انہونی خدشے کے تحت رو دی تھی۔۔۔

اریز لب بھینچ گیا اور پلٹ کر دوسری الماریوں سے چیزیں نکالنے لگا۔۔۔

ہاں وہ تھا انا پرست۔۔۔بہت انا پرست۔۔۔

یہ وہ ہیں جنکے دم سے میں ہوں۔۔۔جنہوں نے مجھے اس مقام تک پہنچایا۔۔

He is my really soulmate...

یہ وہ آواز تھی جس نے اسکا سکون چین سب لوٹ لیا تھا۔۔۔اسکی محبت نے اس پر ایک معمولی شخص کو اہمیت دی تھی۔۔۔یہ ریجیکشن اسکی انا پر ایک کاری ضرب تھی۔۔۔

اسے منظور نا تھا کے اسکی محبت اسکے نام پر رسوا ہو کر ہاسٹلوں کے دھکے کھاتی رہے۔۔۔اس لئے اسنے ماہیر کو اپنے نکاح میں لے لیا تھا۔۔۔

لیکن وہ اس بات کو کبھی پبلکلی اناونس نہیں کر سکتا تھا۔۔۔اسے اپنی عزت پیاری تھی۔۔۔وہ کبھی خود پر ٹھپہ لگتا نہیں دیکھ سکتا تھا کے اسنے دو بچوں کی ماں کا گھر اجار کر ایک طلاق یافتہ لڑکی سے شادی کی۔۔۔

اور پروموشن کے بعد تو یہ اور بھی مشکل ہو گیا تھا

محبت اور انا دونوں ایک جگہ پر نہیں رہ سکتیں۔۔۔اور اسکی انا کا قد بہت اونچا تھا۔۔۔کل رات وہ اس سے جو چیز ڈیمانڈ کر رہی تھی وہ وہ اسے نہیں دے سکتا تھا۔۔۔۔

اسی لئے صبح اٹھتے ہی وہ اپنی پیکنگ کرنے لگا تھا۔۔۔بیروں ملک کی جس آفر ہر وہ اتنے وقت سے شش و پنج میں مبتلا تھا وہ فیصلہ ایک لمحے میں ہو گیا تھا۔۔۔وہ خاموشی سے اسے نظر انداز کرتا پیکنگ کر رہا تھا جبکہ ماہیر کسی دیوانے کی مانند اسکے پیچھے پیچھے جا رہی تھی۔۔۔

دفعتا اسنے اپنی ٹائی نکالی تو ماہیر نے اس سے جھپٹ کر چھین لی۔۔۔

یہ بھی لے جاوگئے۔۔۔اسکی آواز میں حسرت تھی۔۔۔ظاہر ہے۔۔۔یہ میری ہے تو اسے ساتھ ہی لے کر جاوں گا نا۔۔۔اسنے آہستہ آواز میں کہتے نگاہیں چرائی۔۔

نہیں یہ یہیں رہنے دو۔۔۔یہ تمہارے دل کے سب سے زیادہ قریب رہتی ہے نا۔۔۔یہ میرے پاس رہے گی تو تمہاری خوشبو مجھے آتی رہے گی۔۔۔وہ سسک اٹھی تھی۔۔۔جیسے سمجھ چکی تھی وہ اپنے فیصلے سے پیچھے نہیں ہٹے گا۔۔۔

اریز جلد از جلد اپنی پیکنگ مکمل کر کے یہاں سے نکل جانا چاہتا تھا۔۔۔اسنے بیگ کی زپ بند کی اور اسے گھسیٹتا ہوا دروازے تک پہنچا تھا جب اسے لگا وہ گویا پتھر کا ہو گیا ہو۔۔۔

اس شخص کی انا بہت اونچی تھی لیکن ماہیر نے اسکے لئے اپنی انا کو اسکے قدموں میں روند ڈالا تھا۔۔۔وہ اسکے قدموں میں جھکی اسکے پاوں پکڑے سسک رہی تھی۔۔۔

مت جاو اریز۔۔۔ پلیز مت جاو۔۔۔ اریز کو لگا اسکا دل پھٹ جائے گا۔۔۔ اسنے پیچھے پلٹتے ماہیر کو بازو سے تھامتے اوپر اٹھایا اور ہر مصلحت بالائے طاق رکھتے اسے شدت سے خود میں بھینچ لیا۔۔۔

سہارا ملتے ہی ماہیر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔ آنسو دونوں کی آنکھوں سے ٹوٹ ٹوٹ کر پھسل رہے تھے۔۔۔ یہ وہ لڑکی نہیں تھی جسے اریز جانتا تھا۔۔ جسکا دیوانہ وہ ہوا تھا۔۔۔ جسکا ایک ایک لیکچر اسکے پاس لیپ ٹاپ میں ابھی بھی سیو تھا۔۔۔ جسکی آواز میں اتنی تاثیر تھی کے وہ سیدھا دل پر اثر کرتی تھی۔۔۔

اسکا دل چاہا ان دونوں سمیٹ آج کائنات کی ایک ایک چیز آئیڈیلزم پر چیخ چیخ کر رو دے۔۔۔۔

میری بات سنیں آپ۔۔۔ میں آپکو اپنا پابند نہیں بنا کر جا رہا۔۔۔ آئندہ سالوں میں میں شاید واپس آوں۔۔۔ شاید نا آوں۔۔۔ شاید آپکو وہاں سے فون کروں۔۔۔ لیکن میں آپ سے ہر قسم کی پابندی ہٹا رہا ہوں۔۔۔ آپ جو کرنا چاہیں کر سکتی ہیں۔۔۔ جہاں جانا چاہیں جا سکتی ہیں۔۔۔ جس سے ملنا چاہیں مل سکتی ہیں۔۔۔ لیکن بس یاد رکھیے گا۔۔۔ میرا بھرم قائم رکھیئے گا۔۔۔ ہمارا رشتہ پبلکی

اناونس نہیں ہوناچاہیے۔۔۔وہ جتنے اسکے آنسو صاف کررہاتھااتنے ہی مزید آنسو اسکی آنکھوں سے بہتے چلے جارہے تھے۔۔۔

بلآخر وہ اپنابیگ گھسیٹتالاونج کادروازہ عبور کرگیا۔۔جبکہ وہ دروازے کو تھامے یوں کھڑی تھی جیسے کسی بھی پل ڈھے جائیگی۔۔۔۔

وہ گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے اسکی طرف اپناسائیڈرخ کیئے کافی دیر تک کھڑارہے جیسے چاہتاہوکے وہ اسے جی بھر کردیکھ لے۔۔۔آنکھوں کی پیاس بجھالے کے پتہ نہیں اسے دوبارہ اسے دیکھنے کاموقع کب ملتا۔۔۔

پھر وہ یکدم ہی پلٹ کر تیزی سے گاڑی میں بیٹھااوراسکے بیٹھتے ہی ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھادی۔۔۔اسنے آنکھیں موندتے سر سیٹ کی پشت سے ٹکالیا۔۔۔

یہ تھی اسکی اناکی کہانی۔۔۔ناجانے کب اسکی انااسکی محبت کے آگے سر خم کرتی۔۔۔۔

****

پانچ سال بعد۔۔۔

چار سالہ احد نے لاؤنج میں ادھم مچار کھا تھا۔۔۔ فبیحہ اور ہادی بیٹھے پڑھائی کر رہے تھے جبکہ وہ ان دونوں کے آگے سے کتابیں اٹھا اٹھا کر بند کرتا ایک ہی ضد کر رہا تھا کے باہر لان میں چل کر اسکے ساتھ کھیلیں۔۔۔ وہ ان دونوں بہن بھائیوں کیساتھ ساتھ پورے گھر کی آنکھوں کا تارا تھا۔۔۔ دفعتاً اسنے ہادی کے آگے سے جرنل اٹھایا اور آگے لگ کر بھاگ گیا۔۔۔

اوے چیمپ۔۔۔ جرنل تو واپس کر دو یار۔۔۔ چل رہے ہیں ہم کھیلنے۔۔۔ چودہ سالہ ہادی اپنی قد کاٹھ سے کسی لحاظ سے بھی چودہ سال کا نا لگتا تھا۔۔ احد جرنل لئے باہر لان میں بھاگ گیا جبکہ فبیحہ بھی کتابیں بند کر کے باہر انکے پیچھے چل دی۔۔

اوپر کھڑی عروب انہیں دیکھتی مسکرا کر اپنے کمرے میں آ گئ جہاں فری اپنی دو سالہ بیٹی کے ساتھ اسکی منتظر تھی۔۔۔

اسکی ماں ابھی بھی وہیں تھی جبکہ فری اپنی رخصتی کے بعد اکثر ہی عروب سے ملنے آتے رہتی تھی۔۔۔ ان پانچ سالوں میں عروب نے بہت کامیابیاں سمیٹی تھیں۔۔۔ اسکی پانچ کتابیں منظر عام پر آ چکی تھیں۔۔۔ حلقہ ادب میں اسنے بہت

پزیرائی سمیٹی تھی۔۔۔ لیکن ابھی تک لوگ محض اسے اسکے نام سے ہی جانتے تھے۔۔۔ فری اسکی نئ شائع کتاب لے کر آئی تھی۔۔۔

یہ دیکھیں باجی یہ آپکی پانچویں کتاب۔۔۔ خواہشِ زندگانی۔۔۔ فری نے کتاب اسے تھمائی تو وہ اسکے نیلے اور سنہری رنگ کے کور پر ہاتھ پھیرتی مسکرائی۔۔۔ ہر دفعہ اپنی چھپی کتاب کو ہاتھ میں لے کر وہ یونہی خوشی محسوس کرتی تھی۔۔۔

اچھا باجی مجھے آپکو ایک بات بتانی تھی۔۔۔ ہاں کہو۔۔۔ وہ وہیں کھڑی کتاب کھول کر اسکی ورک گردانی کرنے لگی۔۔۔

کراچی کا ایک پروڈیوسر ہے مانی شاہ۔۔ وہ آپ سے ڈرامہ لکھوانا چاہتا ہے۔۔۔ لیکن اس سے پہلے وہ آپ سے ملاقات کر کے سب کچھ فا۔۔۔ الفاظ اسکے منہ میں ہی تھے جب وہ دروازے میں ایستادہ سلطان کو دیکھ کر یکدم خاموش ہوئی۔۔۔

اسے یوں خاموش ہوتا دیکھ عروب الجھ کر پلٹی جبکہ اپنے پیچھے سلطان کے نافہم انداز اور سرد تاثرات کو دیکھ کر وہ گویا وہیں فریز ہو گئ۔۔۔ ہاتھ میں تھامی کتاب تک چھوٹ کر نیچے جا گری۔۔۔

ان دونوں کو یوں دیکھ فری خاموشی سے اپنی بیٹھی اٹھاتی کمرے سے نکل گئ۔۔۔۔

سلطان نے آگے بڑھتے نیچے سے کتاب اٹھائی۔۔۔

اسکا اجنبی روپ دیکھ عروب کو اپنے جسم پر چیونٹیاں سی رینگتی محسوس ہوئیں۔۔۔ اسکی رنگت فق پڑنے لگی تھی۔۔۔ یہ وہ لمحات تھے جو وہ اپنی زندگی میں کبھی دیکھنا ناچاہتی تھی۔۔۔

محترمہ مصنفہ عروب سلطان۔۔۔وہ عجیب سے انداز میں بولا۔۔ عروب نے اپنے خشک پڑتے لبوں پر زبان پھیری۔۔۔

سس۔۔۔ سلطان۔۔۔

بسسسسس۔۔۔ ایک لفظ اور نہیں۔۔۔ وہ یکدم ڈھارا۔۔۔ دھار کی آواز اتنی اونچی تھی کے عروب کو اپنے کان کے پردے پھٹتے محسوس ہوئے۔۔۔

میرے منع کرنے کے باوجود تم باز نا آئی عروب۔۔۔ کیا واقعی عورت میں وفا نہیں ہوتی۔۔۔ اسکا لہجہ سخت اور سرد تھا لیکن آواز بھرا گئی تھی۔۔۔ عروب نے تڑپ کر سر نامیں ہلایا۔۔۔ کس چیز کی کمی تھی تمہیں عروب۔۔۔

کیوں کیا تم نے یوں۔۔۔ تم تو اعتبار نا توڑتی۔۔۔ کیا میری قسمت میں عورت کی وفا ہے ہی نہیں۔۔۔

کس چیز کے تجسس نے تمہیں یہ کرنے پر مجبور کیا۔۔۔ کیا چاہیے تمہیں

عروب۔۔۔ قدر دان۔۔۔ واہ واہ۔۔۔

تو ہے نا تمہارا قدر دان۔۔۔ وہ مانی شاہ۔۔۔ اور نجانے کون کون۔۔۔ جاو تم کراچی۔۔۔ لیکن آگے کی ساری کہانی میں جانتا ہوں۔۔۔ جب عورت کامیابی کے آسمان پر چمکتا ہوا ستارہ بن کر ابھرتی ہے نا تو یونہی پھر اپنی زندگی میں موجود دوسرے رشتوں کو پاوں کی زنجیر سمجھتے کاٹ کر پھینکتی ہے۔۔۔

وہ غصے میں جیسے پاگل ہونے کے درپر تھا۔۔۔ جیسے عروب نے اسکے بھر چکے زخموں کو بے دردی سے نوچا تھا کے وہ پھر سے رسنے لگے تھے۔۔۔ وہ درد کی انتہا پر تھا۔۔۔ جیسے قسمت اسے آٹھ نو سال پیچھے لے جا چکی ہو۔۔۔

عروب بہتے آنسوں کے ساتھ مسلسل نفی میں سر ہلا رہی تھی۔۔۔ وہ اسے بتانا چاہتی تھی کے ہر عورت بے وفا نہیں ہوتی۔۔۔ بالخصوص وہ بے وفا نہیں۔۔۔

اسے واہ واہ نہیں چاہیے۔۔۔اسے قدردان نہیں چاہیے۔۔۔وہ بولنا چاہتی تھی لیکن سلطان کے اس قدر سرد تاثرات اسکی زبان گنگ کر رہے تھے۔۔۔

اسے شدت سے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔۔

تم آزاد ہو عروب۔۔۔ تمہیں یہ گھر اپنا شوہر اور بچے نہیں چاہیے۔۔۔وہ بدگمانی کی انتہا پر تھا۔۔۔میں آٹھ سال پرانی کہانی تمہیں دوبارہ دہرانے کی اجازت ہر گز نہیں دونگا۔۔وہ غرایا۔۔۔

عروب خوف سے کپکپاتی دو قدم پیچھے ہٹی۔۔۔

نہیں سلطان۔۔ میرا گھر۔۔ میرا آشیانہ۔۔۔میرے بچے اور میرا شوہر میری کل کائنات ہے۔۔۔میری جنت ہے۔۔مجھے آپ سے بڑھ کر کچھ نہیں۔۔۔میں سب چھوڑ دوں گی سلطان۔۔۔میں کبھی دوبارہ نہیں لکھوں گی۔۔۔کسی انہونی کا احساس عروب کی حسیات مفلوج کر رہا تھا۔۔۔اسنے بے چینی سے کتاب اٹھا کر خود سے دور پھینکی جیسے وہ آسیب زدہ ہو۔۔۔جو اسکا آشیانہ اسکی جنت نگل لے گی۔۔۔۔۔

جسم پر کپکپی طاری ہونے لگی تھی۔۔۔سلطان ہنوز اسے بدگمان سرد زہریلی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔کل تک جن نگاہوں میں اسکے لئے صاف محبت تھی آج ان میں حقارت تھی۔۔۔اور عروب وہ حقارت دیکھنے سے پہلے مرنا پسند کرنا چاہتی تھی۔۔۔

یہ موبائل فون اگر ہمارے درمیان بگاڑ کی وجہ ہے تو میں اسے آگ لگا دوں گی سلطان۔۔۔اسنے چیختے ہوئے موبائل دیوار میں دے مارا۔۔۔

بند کرو یہ پاگل پن کا ڈرامہ۔۔۔اتنی تم پارسا ہوتی تو یہ سب حرکتیں کرتی ہی نا۔۔۔اب یہ سب کر کے کیا ثابت کرنا چاہتی ہو ہاں۔۔۔سلطان اسے بازو سے دبوچتے غرایا۔۔۔

اسکی اسقدر سخت گرفت پر عروب تھرا گئی۔۔۔وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے سلطان کا یہ وحشی روپ دیکھ رہی تھی۔۔۔

اسنے ایک جھٹکے سے عروب کی بازو چھوڑی وہ دور جاتی زمین بوس ہوئی۔۔۔کہنیاں پورے زور سے زمین سے ٹکراتیں چھل گئیں۔۔۔

میں سلطان احمر۔۔۔

یہ وہ الفاظ تھے جو عروب کے اندر سے نوچ کر روح کھینچ لے گئے۔۔۔بقائم ہوش وحواس۔۔۔وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔اتنی سفاکیت۔۔۔۔ تمہیں طلا۔۔۔۔وہ چیل کی سی تیزی سے اٹھی اور سائیڈ ٹیبل کی جانب لپکی۔۔۔ کمرے میں اسکی دلخراش چیخیں گونج اٹھی تھی۔۔۔

سلطان اپنی جگہ پر ساکت رہ گیا۔۔۔کچھ کہنے کو لب نیم وارہ گئے

اس بپھرے ہوئے طوفان کو روکنے کا اسکے پاس کوئی راستہ نا تھا۔۔۔اس سے پہلے کے وہ جذباتیت اور غصے میں عروب کا ناقابل تلافی نقصان کر دیتا وہ بنا سوچے سمجھے ایک خطرناک قدم اٹھا چکی تھی۔۔۔سلطان ساکت نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔اسقدر جنونیت۔۔۔وہ لڑکی اسکی حسیات مفلوج کر گئی تھی۔۔۔۔ جبکہ اسکی چیخیں وہاں کی درودیوار لرزا رہی تھیں۔۔۔

دفعتاً ہادی فبیحہ اور احد ماں کی چیخیں سن کر بھاگتے ہوئے کمرے میں آئے۔۔۔

ماں بیبہ نننننن۔۔۔۔اسکی کلائی سے بھل بھل بہتا خون دیکھ ہادی چیختا ہوا ماں کی جانب بڑھا اور سرعت سے اسکے ڈھتے وجود کو باہوں میں بھرا۔۔۔

فبیحہ احد کو لے کر اپنے کمرے میں جاو۔۔۔ماں کے بازو پر اسکا دوپٹہ باندھتا وہ چیخا۔۔۔

فبیحہ احد کی آنکھوں پر ہاتھ رکھتی اسے کھینچ کر باہر نکلی جو وہاں لگنے والی خون کی ندی دیکھ کر خوفزدہ ہو رہا تھا۔۔۔

بابا آپ ماں کو لے کر نیچے آئیں میں تب تک گاڑی نکالتا ہوں۔۔۔اسکی لرزتی آواز پر سلطان ہوش میں آیا اور سرعت سے عروب کے نیم بہوش وجود کو اٹھا کر ہادی کے پیچھے نیچے بھاگا۔۔۔

گیٹ کے سامنے ہادی گاڑی سٹارٹ کئے کھڑا تھا۔۔۔سلطان کے احمر کو پچھلی سیٹ پر لٹاتے دیکھ وہ گاڑی سے نکلا اور پیچھے عروب کے پاس بیٹھتے اسے سہارا دیا جبکہ سلطان کے ڈرائیونگ سیٹ سمبھالتے ہی گاڑی ہواوں سے باتیں کرنے لگی تھی۔۔۔عروب کے آج کے قدم نے اسکے قدموں تلے سے زمین کھینچ لی تھی۔۔۔۔

****

عروب کی حالت کافی سیریس تھی۔۔۔خون کافی بہہ چکا تھا۔۔اسے بار بار خون کی بوتلیں لگ رہی تھی۔۔۔سلطان گم صم سا ہسپتال کے کاریڈور میں ہاتھ پشت پر باندھے دائیں سے بائیں چکر کاٹ رہا تھا۔۔۔آج جو حرکت عروب نے کی تھی وہ اسکے گمان سے پڑے تھی۔۔۔

چکر کاٹتے کاٹتے بلاآخر تھک کر وہ وہیں نصب بینچ پر بیٹھ گیا۔۔۔

بابا آپ میری ماں کی بے وفائی کی سزا عروب ماں کو نہیں دے سکتے۔۔۔دفعتاً ہادی اسکے ساتھ آکر بیٹھتا آہستگی سے گویا ہوا تو سلطان کرنٹ کھا کر اسکی جانب پلٹا۔۔۔کیا وہ کچھ جانتا تھا۔۔۔یا سب کچھ ہی۔۔۔

میں یہ نہیں کہتا کے میری ماں بے وفا تھی۔۔۔یا وہ غلط تھی۔۔۔وہ جو بھی تھیں انہوں نے جو بھی کیا۔۔۔وہ آپکا اور انکا میٹر تھا بابا۔۔۔میرے لئے وہ میری ماں تھی۔۔اور میرے لئے وہ ہمیشہ قابل احترام رہیں گی۔۔۔ماضی میں کس کی غلطی تھی کس نہیں۔۔۔مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں۔۔۔وہ ماضی تھا جو گزر گیا۔۔۔وہ اپنے ہاتھوں کو تکتا بول رہا تھا۔۔۔جبکہ سلطان یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔وہ اتنا بڑا کب ہو گیا کہ باپ کو نصیحت کر سکے۔۔۔

یہ حال ہے اور اسی سے ہمارا مستقبل منسلک ہے۔۔۔ عروب ماں کو ہم پچھلے پانچ سالوں سے جانتے ہیں۔۔۔ مجھ سے زیادہ آپ زمانہ شناس ہیں۔۔ کیا اپنی پانچ سالہ ازواجی زندگی یا پانچ سالہ رفاقت میں آپ نے کبھی عروب ماں کے کردار میں کہیں کوئی جھول دیکھا۔۔۔ یا آپکو کبھی لگا ہو کہ وہ دکھاوا کر رہی ہیں۔۔۔ وہ سراپائے سوال بنا ہوا تھا۔۔۔

جھول تو میں نے اپنی نو سالہ ازواجی زندگی میں کبھی تمہاری ماں کے کردار میں بھی نا دیکھا تھا۔۔۔ پھر یکدم کونسی آندھی ئ چلی تھی جو سب کچھ اپنے سنگ بہا لے گئ۔۔۔

وہ ٹوٹے لہجے میں ماتھا مسلتا گویا ہوا۔۔۔

ہادی اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔۔ مام اور عروب ماں میں بہت فرق ہے بابا۔۔۔ ماضی میں جو کچھ بھی ہوا وہ مام کے حصے کی آزمائش تھی۔۔۔ اسکے بارے میں وہ بہتر جانیں یا انکا خدا۔۔۔

ہم کسی کو جج نہیں کر سکتے۔۔۔آج جو ہو رہا ہے یہ آپکے حصے کی آزمائش ہے

بابا۔۔اور میں دلی طور پر چاہتا ہوں کے آپ اس آزمائش میں سرخرو ہوں۔۔۔

سلطان نے سرخ نگاہیں اٹھا کر جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتے بیٹے کو دیکھا۔۔۔

کیونکہ میں اس دفعہ اپنا کوئی ناقابل تلافی نقصان نہیں کروا سکتا۔۔۔

عروب ماں رائٹر ہیں۔۔۔میں جانتا ہوں۔۔اسنے ایک نیا انکشاف کیا۔۔۔

میں نے انکی ہر ہر کتاب پڑھی ہے۔۔۔وہ اتنا خوبصورت لکھتیں ہیں کے انکی

تحریریں پڑھ کر خود بخود انکی شخصیت سے پیار ہونے لگتا ہے۔۔۔

انکی تحریروں میں آپکو حوصلہ عزم اور امید کی باتیں دکھائی دیں گی۔۔۔انکی فین

فالونگ بہت زیادہ ہے۔۔۔مجھے اپنی ماں پر فخر ہے بابا۔۔وہ ایک آئیڈیل ماں

ہیں۔۔۔ جنہوں نے اپنے گھر اور بچوں کے ساتھ اپنی حدود میں رہتے اپنی قابلیت

کی بنیاد پر اپنا لوہا منوایا ہے۔۔۔

لیکن ان سب چیزوں کے ساتھ وہ گمنام ہیں۔۔۔انکے نام کے سوا انکے بارے میں

کوئی کچھ نہیں جانتا۔۔ لیکن ظاہر سی بات ہے کے ایک گھر میں زیادہ وقت انکے

ساتھ رہتے میں سب کچھ جانتا ہوں۔۔۔وہ اس معاملے میں آپ سے ڈرتی

ہیں۔۔۔وہ اس وجہ سے اپنے گھر میں کوئی بگاڑ نہیں چاہتیں۔۔۔میں نے بھی انکا بھرم رکھا اور کبھی محسوس نا ہونے دیا کے میں انکے بارے میں کچھ جانتا ہوں۔۔۔

مزید آج کا انکا ایک شدید ردعمل انہیں ثابت کرنے کو کافی ہے کے وہ آپکے ساتھ مخلص ہیں بابا۔۔۔اب اگر آپ انکے ساتھ کچھ برا کریں گے تو غلطی کے مرتکب ہونگے۔۔۔

ایک بات ہمیشہ یاد رکھیے گا بابا۔۔۔انکے ساتھ انکا بیٹا کھڑا ہے۔۔۔یہ آپ دونوں کا آپسی معاملہ ہے اس لئے اسے آپس میں سلجھالیں ورنہ میں اپنی ماں کی حق تلفی کسی صورت نہیں ہونے دوں۔۔۔میں آپنی ماں کے حق کے لئے لڑ سکتا ہوں۔۔۔اور وہ یہ ڈیزرو کرتی ہیں۔۔۔

ایک بیوی کو اسکے شوہر سے بڑھ کر کوئی نہیں جان سکتا۔۔۔اور انکی پاکدامی اور باکردار ہونے کے گواہ آپ خود ہیں۔۔۔یہ سب آپ بس ماضی کے ایک خوف کے زیر اثر کر رہیں ہیں۔۔۔بقول آپکے اگر یہ ایک رسک ہے۔۔۔تو بھی میں یہ ہی کہوں گا کے آپ یہ رسک لے لیں۔۔۔کیونکہ میری ماں دنیا کی بہترین ماں

ہے جس نے برے سے برے حالات میں بھی حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کیا

ہے۔۔۔

اپنی بات مکمل کر کے وہ باپ کو گم صم بیٹھا چھوڑ اٹھ کر چلا گیا تھا۔۔۔ جبکہ سلطان کے لئے سوچ کے بہت سے در وا کر گیا تھا۔۔۔

*****

سلطان دروازہ گھسیٹتا اندر داخل ہوا۔۔۔ سامنے ہی عروب پیشنٹ بیڈ پر چت لیتی تھی۔۔۔ سینے تک لحاف اوڑھ رکھا تھا جبکہ کلائی پر پٹی بندھی تھی۔۔۔ دوسرے ہاتھ پر ڈرپ لگی تھی۔۔۔ وہ قدم قدم آگے بڑھتا اسکے پاس آ کر بیٹھا۔۔۔

کچھ ہی دیر بعد عروب کی آنکھوں میں جنبش ہوئی۔۔۔ اسنے آہستہ سے آنکھیں کھولیں۔۔۔ اسے آنکھیں کھولتا دیکھ سلطان الرٹ ہو کر بیٹھا۔۔۔

سلطان۔۔۔ اسے دیکھتے ہی عروب کے لب پھڑ پھڑائے۔۔۔۔ آنسو پلکوں کی بار پھیلانگتے کنپٹیوں کی جانب لکیر کی صورت بہتے چلے گئے تھے۔۔۔

سلطان۔۔ سس۔۔۔ سوری۔۔۔ پلیز معاف۔۔ کر دیں۔۔۔میں سب چھوڑ دوں گی۔۔۔وہ کپکپاتے ہاتھ میں اسکا ہاتھ تھام گئ۔۔۔الفاظ ٹوٹ ٹوٹ کر ادا ہو رہے تھے۔۔۔۔

آ۔۔۔آپ غصہ تھوک دیں سلطان۔۔۔پلیز۔۔۔آپکو خدا کا واسطہ۔آپکے بنا میں کچھ نہیں۔۔۔ نہیں رہ سکتی میں آپکے بنا۔۔۔میں بہت محبت کرتی ہوں آپ سے۔۔۔آپ میری زندگی میں آنے والے پہلے اور آخری شخص ہیں۔۔۔خدا کے لئے میرے لفظوں پر اعتبار کر کے مجھے سرخرو کر دیں۔۔۔ ہچکیوں سے روتی وہ اسے اپنا یقین دلوا رہی تھی۔۔۔

سلطان کی آنکھیں سرخ ہونے لگیں تھیں۔۔وہ یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔دل میں ایک طوفان بھرپا تھا۔۔۔احساسات عجیب سے ہو رہے تھے۔۔کیا وہ واقعی زیادتی کا مرتکب ہو رہا تھا۔۔۔

اسکے سامنے موجود یہ نازک وجود کیا اسکی بے رخی کے قابل تھا۔۔۔اور اس اظہار نے تو سلطان کے دل پر گویا آڑے چلا دیئے تھے۔۔۔

مجھے تم پر یقین ہے پرنسس۔۔۔اسنے عروب کی جانب جھکتے اسکے اشک صاف کیئے۔۔۔عروب وہیں تھم گئ۔۔۔

تم ایک بہترین بیوی اور مثالی ماں ہو۔۔۔

یہ الفاظ نہیں آب حیات تھے۔۔۔جو اسکی زندگی کا کل اثاثہ بنتے اس میں نئ روح پھونک رہے تھے۔۔۔۔

میں نے کچھ معاملات میں تمہارے ساتھ زیادتی کی عروب۔۔۔تم چاہو تو اپنی پڑھائی دوبارہ شروع کر سکتی ہو۔۔۔تم ناول لکھنا چاہو یا ڈرامہ۔۔۔میں تمہارے اور تمہارے کیریئر کے درمیان کبھی نہیں آوں گا۔۔۔

بس میرا مان کبھی ٹوٹنے نا دینا عروب۔۔۔کبھی میری عزت نیلام مت کرنا۔۔۔میری ہستی بستی جنت کو اجار نا مت۔۔۔بات کرتے سلطان کی آواز بھر آئی تھی۔۔۔

عروب نے اسکا ہاتھ تھامتے کپکپاتے لبوں سے لگایا۔۔اس اعتبار کا شکریہ سلطان۔۔۔میں آپکا اعتبار کبھی نہیں توڑوں گی۔۔۔۔

میری زندگی کی پہلی ترجیح میرا گھر میرا شوہر اور میرے بچے ہی ہیں اور ہمیشہ رہیں گئے۔۔ وہ اسکا ہاتھ اپنی گال سے لگائے آنکھیں موندے ایک جذب کے عالم میں بول رہی تھی۔۔۔ چہرے پر کچھ دیر پہلے والی پژمردگی کی جگہ شادابی نے لے لی تھی۔۔۔۔ سلطان نے جھکتے ہوئے اسکے ماتھے پر اپنا لمس چھوڑا۔۔۔

*****

ماہیر اریز احمد اس وقت اپنے لاؤنج میں بے مقصد بیٹھی تھی۔۔۔ پچھلے پانچ سالوں کی تن تنہا مسافت نے اسکے تھکا ڈالا تھا۔۔۔ پچھلے پانچ سالوں کی آبلہ پائی کا یہ سفر بہت کھٹن تھا۔۔۔ اریز جانے سے پہلے اسے ہر چیز کی آزادی دے کر گیا تھا۔۔۔ وہ جو چاہتی کر سکتی تھی۔۔۔ لیکن اسکے باوجود وہ کہیں آتی جاتی نا تھی۔۔۔ نا کسی سے ملتی۔۔ نا کچھ کرتی۔۔۔ وہ تو جیسے ہر ہر آہٹ پر اسی کی منتظر تھی۔۔۔ ہر بجنے والی گھنٹی پر چونک جاتی۔۔۔ لیکن اسکا انتظار انتظار ہی رہا تھا۔۔۔ کچھ خطائیں شاید اتنی جلدی پیچھا نہیں چھوڑتیں۔۔۔ وہ آپکے وجود سے جونک کی مانند چمٹ جاتی ہیں۔۔۔ جو نا جینے دیتی ہیں نا مرنے دیتی ہیں۔۔۔ بس قطرہ قطرہ آپکے وجود سے خون چوستی رہتی ہیں۔۔۔

مصباح ہی کبھی وقت نکال کر اس سے ملنے چلے آتی۔۔۔اسے وہاں بیٹھے نا جانے کتنا وقت ہو گیا تھا جب اچانک اسکی نظر لاونج کے دروازے کی جانب اٹھی اور وہاں ایستادہ وجود کو دیکھ کر گویا پلٹنا بھول گی۔۔۔

ماہیر حیرت کے زیر اثر جھٹکے سے سیدھی ہو بیٹھی۔۔۔

بے یقینی ہی بے یقینی تھی۔۔۔کیا بھلا دعائیں یوں بھی قبول ہو جایا کرتی تھیں۔۔۔۔وہ تھوک نگلتے ایک ٹرانس کی کیفیت میں اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

اسکے بدن پر کپکپی طاری ہونے لگی تھی۔۔۔وہ دھندلائی نگاہوں سے اسے دیکھتی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اسکی جانب بڑھ رہی تھی جب وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا ماہیر تک پہنچا۔۔۔

ماہیر کے لب کپکپا اٹھے۔۔۔ہونٹوں سے ایک سسکتی بر آمد ہوئی۔۔۔

ہا۔۔۔ہادی۔۔۔میری جان۔۔۔میرا بچہ۔۔۔وہ بہتی آنکھوں سمیت اسکے چہرے کا ایک ایک نقش چھو رہی تھی جب ہادی نے ماں کو شدت سے خود میں بھینچا۔۔۔

اتنے عرصے بعد ایک مضبوط سہارا ملتے ہی وہ ضبط کے سبھی بندھ توڑ گئی۔۔۔

مجھے معاف کر دو میری جان۔۔۔ تمہاری ماں بہت بری ہے۔۔۔ لیکن میں نے تمہیں بہت یاد کیا میری جان۔۔۔ تمہیں دیکھنے کو بہت دعائیں مانگی۔۔۔ میری آنکھیں ترس گئی تھیں تمہیں دیکھنے کو۔۔۔ وہ اسکے سینے سے لگی اپنا درد ہلکا کر رہی تھی۔۔۔ جبکہ ہادی بھی شدت ضبط سے سرخ نم آنکھیں لئے ماں کا سر سہلا رہا تھا۔۔۔

کچھ ہی دیر بعد وہ ماں کے ساتھ لاونج میں بیٹھا فرش کو گھور رہا تھا۔۔۔

کیسی ہیں آپ مام۔۔۔ اسنے آہستگی سے بات کا آغاز کیا۔۔۔ جبکہ ماہیر کسی دیوانی کی مانند اسکا چہرا تک رہی تھی۔۔۔ پیاسی دید سیراب ہوتی ہی نا تھی۔۔۔

کبھی اسکے ماتھے کا بوسہ لیتی تو کبھی آنچل کے پلو سے اسکا چہرا صاف کرتی۔۔۔

تمہیں یہاں کا ایڈریس کیسے ملا ہادی۔۔۔ حواس کچھ بحال ہوئے تو وہ بول اٹھی۔۔۔

مصباح خالہ ملی تھیں چند دن پہلے مال میں۔۔۔

تمہاری ماں بہت بری ہے ہادی۔۔۔ وہ اسکے خاموش ہوتے ہی بول اٹھی۔۔۔

پلیز مام۔۔۔خود کو یوں ڈی گریڈ مت کریں۔۔۔آپ میری ماں ہیں۔۔۔اور میرے لئے قابل احترام ہے۔۔۔میں بیٹا ہوں اور میرا دل آپکے لئے بہت وسیع ہے۔۔ماضی میں جو ہوا میں نہیں جانتا۔۔۔میں تو یہاں بس آپنی ماں کی آغوش کا سکھ محسوس کرنے آیا ہوں۔۔۔وہ نیچے کارپٹ پر بیٹھتا اسکی گود میں سر رکھ گیا۔۔۔ماہیر کی ہچکی بندھ گی۔۔

تمہاری ماں بدکردار نہیں تھی ہادی۔۔۔

میری ماں بدکردار ہو بھی نہیں سکتی۔۔۔آنسو ہادی کی آنکھوں سے لکیروں کی مانند ٹوٹنے لگے تھے۔۔۔

فبیحہ کو ساتھ کیوں نہیں لائے ہادی۔۔۔وہ اسکے بالوں میں ہاتھ چلاتی گویا ہوئی۔۔۔

وہ تب بہت چھوٹی تھی ماں۔۔۔اسکی یاداشت میں شاید آپ محفوظ ہوں یا شاید آپ محفوظ نا ہوں۔۔۔میں نہیں جانتا۔۔۔لیکن وہ فلحال عروب ماں سے بہت اٹیچ ہے۔۔ مستقبل میں کوشش کروں گا اگر وہ کسی چیز سے آگاہ ہوئی تو بابا سے

اجازت لے کر اسے ساتھ لے آوں۔۔۔ابھی تو اپنے لئے میں نے ان سے اجازت لی تھی۔۔۔

کیا کھاوگے ہادی۔۔۔وہ کچھ دیر بعد گویا ہوئی۔۔۔کچھ نہیں مام۔۔۔ابھی تو صرف آپ سے ملنے آیا تھا۔۔۔عروب ماں لنچ تیار کر رہی تھیں اور وہ لنچ پر انتظار کر رہی ہوں گی۔۔۔ہم یہاں انہی کے آفیشل کام سے آئے تھے۔۔۔۔خیر میں آتا جاتا رہوں گا تو۔۔۔پھر سہی۔۔۔اسنے سیدھا ہوتے عقیدت سے اسکا ہاتھ ہونٹوں سے لگایا اور پھر باری باری دونوں آنکھوں سے۔۔۔

ہادی کے آنے سے اسے بہت حوصلہ ہوا تھا۔۔۔گویا خزاں بھری زندگی میں بہار اتر آئی تھی۔۔۔دل میں پھول کھلنے لگے تھے۔۔۔

مام ایک بات کہوں۔۔جاتے جاتے وہ واپس پلٹا۔۔۔ہمم کہو۔۔۔ماہیر بھی مسکرا کر وہیں رکی۔۔۔میں اس ماہیر کو جانتا ہوں جو آئیڈیل ہوا کرتی تھی۔۔۔لوگ جس سے انسپائریشن حاصل کرتے تھے۔۔۔

پلیز خود کو ضائع مت کریں۔۔۔مجھے میری وہی مام لوٹا دیں۔۔۔وہ لاونج کے دروازے کے پاس کھڑا جوتے سے فرش پر لکیریں کھینچ رہا تھا۔۔۔

اسکی آنکھیں پھر سے بھر ائیں۔۔۔

تمہارے باپ نے اتنے سال لگا کر مجھے جس بلندی پر پہنچایا تھا نا ہادی۔۔۔اسنے رک کر گیلی سانس اندر کھینچی۔۔۔میں وہاں سے گر گئی ہوں۔۔۔اور گر کر ۔۔۔۔ریزہ ریزہ ہو گئی ہوں۔۔۔

اس ریزہ ریزہ وجود کو سیمٹنا بے شک ایک مشکل امر ہے مام۔۔لیکن ناممکن نہیں۔۔۔

ہادی سلطان احمر کی ماں اتنی کمزور نہیں ہو سکتی۔۔۔وہ اداسی سے مسکرایا۔۔۔اسنے ثابت کیا تھا کے وہ اسی شخص کی اولاد تھا جسنے اسے بلندیوں کی اونچائی پر پہنچایا تھا۔۔ وہ سالوں بعد آیا تھا لیکن اسے حوصلے اور امید کی نئی کرن تھما گیا تھا۔۔۔

*****

ہال اس وقت طرح طرح کی سیلبر ٹیز سے بھرا پڑا تھا۔۔ سٹیج بہت خوبصورت انداز میں بنایا گیا تھا۔۔۔فینسی لائیٹس دائیں سے بائیں چکر کاٹ رہی تھیں۔۔۔ ایسی میں ڈائز کے پاس ایک طرحدار کپل کھڑا کمپئرینگ کے فرائض سرانجام دے رہا تھا۔۔۔

And the best drama script award goes to ... Writer Aroob Sultan for Khuahish e Zindagani...

اناؤنس ہوتے ہی ہال تالیوں کی گھونج سے گھونج اٹھا تھا۔۔۔

عروب سلطان اور ہادی کے درمیان سے بے یقینی کی کیفیت میں اٹھی اور خوشی سے کپکپاتی ٹانگوں پر وزن ڈالتی سٹیج کی جانب بڑھی۔۔۔اس رنگ و بو کے سیلاب میں اس وقت وہ تنہا تھی جو اس وقت عبایہ اور نقاب میں موجود تھی۔۔۔

ایوارڈ حاصل کر کے وہ ڈائز کی جانب بڑھی۔۔۔۔

اسلام علیکم ایوری ون۔

Actually m very nervous and speechless....

وہ خوشی سے چند گہرے سانس لیتی تھی۔۔۔

آج میں یہاں جس مقام پر بھی کھڑی ہوں۔۔۔اسکا یقین کرنا میرے خود کے لئے بے حد مشکل ہے۔۔۔

ہال میں قہقے گھونج اٹھے تھے۔۔۔

یہ سب اللہ کے بعد میرے شوہر اور فیملی کی سپورٹ کی وجہ سے ممکن ہو پایا ہے۔۔۔اسکے کہتے ہی سپورٹ لائٹ اسکی فیملی کی جانب اٹھی تھی۔۔۔

میں یہاں اپنی جیسی لڑکیوں سے صرف ایک ہی بات کہنا چاہوں گی۔۔۔کے حالات کو بلیم کرنا چھوڑ دیں۔۔۔آپکے حالات جو بھی ہوں۔۔۔اپنے لئے جہد کرنا کبھی نا چھوڑیں۔۔۔آج حالات اگر مشکل ہیں تو کل اچھے بھی ہوں گے۔۔۔ شوہر سپورٹر نہیں۔۔۔ساس نندوں کے جھگڑے۔۔۔فنانشلی مسائل تعلیمی مسائل عرض کوئی بھی مسائل ہوں وہ آپکو نہیں روک سکتے آگر آپ اپنے اس دنیا میں آنے کے مقصد کو پہچان کر اپنے لئے کچھ کرنا چاہتی ہیں تو۔۔۔سب مسائل ایک ایک کر کے ختم ہو جائیں گے۔۔۔اللہ پر بھروسے کے بعد صرف اپنی ذات پر بھروسہ رکھیں۔۔۔بس خود کو ضائع مت کریں۔۔۔یہ میٹر نہیں کرتا کے آپ پڑھی لکھی ہیں یا نہیں۔۔۔

بل گیٹس بھی کالج ڈراپ آوٹ ہے۔۔۔دنیا میں جھنڈے گاڑنے والے لوگوں میں سے بیشتر نے پڑھائی ادھوری ہی چھوڑی ہے۔۔۔آپ اپنی زندگی کے جس مقام پر بھی ہیں۔۔۔اپنے لیول پر اپنی کوشش شروع کریں۔۔۔اگر آپکو کوکنگ کا

شوق ہے تو سٹارٹ وہیں سے لیں۔۔۔آپکو سلائی کڑھائی آتی ہے تو وہیں سے شروع کریں۔۔۔آپکو بچے پڑھانے کا شوق ہے تو آپکا پہلا قدم وہیں سے ہونا چاہیے۔۔۔غرض آپکو جس چیز کا بھی شوق ہے اپنے اس پیشن کو پروفیشن سے جوڑ دیں۔۔۔بس خود کو ضائع مت کریں۔۔۔اور پھر یہ تو دستور کائنات ہے نا۔۔۔ کہ ایک جگہ کھڑے صاف شفاف پانی کو بھی کائی لگ جاتی ہے۔۔ تبدیلی کائنات کا معمول ہے۔۔۔بس وقت کے بدلتے تقاضوں کیساتھ خود کو بدلتے جائیں۔۔۔ خود کو کائی مت لگنے دیں۔۔۔

شکریہ۔۔۔

اسکی سپیچ ختم ہوتے ہی ہال تالیوں کی گونج سے گھونج اٹھا تھا۔۔۔

کچھ ہی دیر بعد وہ اپنی فیملی کے ساتھ حال سے نکلتی اپنی گاڑی کی جانب بڑھ رہی تھی۔۔۔کیمرے کی فلیش لائٹ انکے پل پل کی کوریج لے رہی تھی۔۔۔ایسے میں وہاں سے میلوں دور اپنے لاونج میں بیٹھی ماہیر نے اس لائیو کوریج کی ایک ایک چیز اپنی آنکھوں سے دیکھی تھی۔۔۔

اسنے ایک سرد آہ بھرتے اپنے سامنے پھیلے جرنلز اور کتابوں کو بند کیا۔۔۔آج کے لئے اتنا ریسرچ ورک کافی تھا۔۔۔اب وہ پہلے کی نسبت کافی بہتر تھی۔۔۔

چیزیں سمیٹ کر وہ اٹھی ہی تھی جب اسے کار پورچ میں مخصوص گاڑی کے رکنے کی آواز آئی۔۔۔ جرنل اٹھاتے اسکے ہاتھ وہیں ٹھٹھکے۔۔۔دل روز سے دھڑکا تھا۔۔۔وہ ننگے پاوں بھاگتی ہوئی لاونج کے دروازے تک گئی جہاں وہ ستم گر پانچ سالوں بعد بلآخر لوٹ آیا تھا۔۔۔اسنے گاڑی سے اترتے اپنے گلرسز اتارے اور سامنے دروازے میں ایستادہ حیرت کی مورت بنی ماہیر کو کھڑا دیکھ اداسی سے مسکرایا۔۔۔۔

ماہیر نے سہارے کے لئے دروازے کو تھاما۔۔۔ گویا اسکا انتظار لاحاصل نہیں گیا تھا۔۔۔

بلآخر اس انا پرست کی انا ہار ہی گئی تھی۔۔۔

******

ختم شدہ۔۔۔